جب وہ قبضہ شمشیر لگاتا سر پھٹ جاتے جب کہنیاں ہون کے گھماتا آدمی پر آدمی گرتا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا جوان عورتین تو لڑکر زخمی ہوتین اور جان دیتین بڑھیاں گود پھیلا کر کوستین کہ لے تیرا زور ڈھے جائے خدا تجھے غارت کرے موے مرنے جوگے تجکو آج ہی ہیضہ آئے میرے قد برابر بجلی کڑک کے تجھ پر گرے ایک طرف خواصوں کا زیور لٹ رہا تھا ایک سمت زخمی عورتین کراہ رہی تھین محل مین لاشین نازنینان گل اندام کی پڑی تھین بعض عورتین خوف سے کنوئین مین گری تھین بعض کوٹھون پر سے پھاندی تھین بعض تہخانون مین چھپی تھین میرا یہ حال تھا کہ انگوٹھی الماس کی نگلکر پھانکنا چاہتی تھی مگر دایہ اور کھلائی وغیرہ میری انیسین ہاتھ پکڑ لیتی تھین کہ اے شہزادی دیکھو تو کیا ہوتا ہے دنیا مین کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے یکسان زمانہ نہین رہتا ہے پلک مارنے مین حال دگرگون ہے جان دینا زبون ہے غرض سب فیقان نیکخواہ میرے بھی قتل و آوارہ و زخمی ہو چلے وہ زنگی میرے قریب آیا اور مجکو بیحرمت کرنا چاہا مین نے کہا مین اپنی جان دیدونگی مگر تیری آرزو نہ پوری کرونگی وہ موذی سمجھا کہ اسکو اسیر کرکے تکلیف شاقہ پہونچاؤن آپ ہی راضی ہو جائیگی یا یہ کہ اس مصیبت مین جان دیگی پس اُسنے مع اُن عورتون کے جو آپنے میرے ساتھ دیکھی ہین مجکو اسیر کیا اور اشترون پر سوار کرکے لے چلا قلعہ مین اسوقت ماتم و شیون برپا تھا دوست بادشاہ کے میرے حال پر روتے غم سے جان کھوتے تھے کہ بموجب

ابیات

پس پردہ ہا گو دک و مرد و زن بسر بر زنے ماتم شاہ بود	بگوے و بازار و بر انجمن سران سر نہادند یکسر بخاک	خروشیدن نالہ و آہ بود ہمہ جا بہا کردہ زمین در چاک

غرضکہ وہ زنگی زشت کردار ہم سب کو لیکر اپنے باپ کے ملک کی طرف جاتا تھا کہ آپنے اس دشت مین کام اس شقی نافرجام کا تمام کیا اب باپ اُسکا میرا زندہ رہنا سنکر میرے ملک پر یقین ہے کہ آئے اور وہی روز بد پھر دکھائے دوسرے یہ کہ ملک بھی میرا قبضہ مین میرے نہین اب مین کدھر جاؤن اور کیا کرون بہتر یہ ہے کہ مر جاؤن شہزادہ قاسم نے جب یہ سرگذشت اُس نگبخت کی سُنی بے اختیار رو دیا اور زبان تسکین بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے ہمشیرہ عصمت مآب و عظمت قباب وہ سانحہ عظیم کہ جو تمپر گذر گیا خواہش تقدیر و مرضی خدا تھی کیا اُس سے بشر کو چارہ ہے مجکو یہ حال سنکر بہت رنج ہوا اب فرزند سلطان امیر فرزند دلبند ہی مین اُس طلسم مین جا کر تمھارے شوہر کو بھی لاؤنگا اور انشاءاللہ تعالیٰ اُس زنگی کے باپ کو بھی واصل جہنم کرکے اُسکی مادر کو سزا دلواؤنگا یہ کہہ کر اُس لڑکے کو گود مین لیا اور پیار کیا اور تاویر بطریق اہل اسلام دست مرحمت اُسکے سر پر پھیرا پھر وہان سے اُٹھکر باہر تشریف لایا اپنے افسران لشکر کو یاد فرمایا وہ سب جان نثار حاضر ہوے اُنمین سے اپنے ماموں قیماس خان خاوری کو حکم دیا کہ آپ بارہ ہزار سوار لیکر یہان سے جائیے چند منزل پر ایک قلعہ ہے اور اُسکا حاکم فولاد زنگی نام ہے خود سر بدانجام ہے اسکو اسیر کیجیے یا اسکا سر لائیے اور رعایا قلعہ کو مسلمان کرکے افسران لشکر کو مشرف بشرف اسلام فرمائیے اگر وہ لوگ کچھ تامل یزدان شناسی مین کرین تو قلعہ کو بادفنا مین اُڑا دینا اور ہر ایک کو قتل و غارت کرکے کیفر بی سزا دینا اور حاکم قلعہ مذکور کے محل مین تو سنگ زرد رو نام ایک حبشن سیاہ فام ہے

اسکو اسیر کرکے حاضر لانا مین یہان سے کچھ دور پر ایک شہر ہے وہان کی شہزادی کو اس ملک مین آباد کرانے کیلیے جاتا ہون تم بھی اسی جگہ آنا اور جو خط پیام وغیرہ بھیجنا اسی مقام پر بھیجنا قیماس نیک اساس یہ کلمات سنکر اسی وقت بارہ ہزار سواران جرار حلیۃ پوش اپنے ہمراہ لیکر بصد جوش وخروش روانہ ہوے کہ بمقتضاے نظم

بدشت اندرون لشکر انبوه گشت	زمین از پی پیل چون کوه گشت	سرلشکر روم شد با سماان
برفتند گردان ہم اندر زمان	برفتند کار آزموده سوار	پس پشت اسلامیان ده ہزار
ز رومی و مصری و از بربری	سواران شایستہ و لشکری	گزین کرد آن شہ ده و دو ہزار
ہمہ رزم جوی و ہمہ نامدار	برفتند زان دشت چندان سپاه	کہ از نیزه بر باد بر بست راه

یہ سپاہ فولاد پوشان تو فولاد بر روانہ ہے مگر شہزادۂ **قاسم** عالیشان نے اس شہزادی کو زیور ولباس سے آراستہ کرکر مع اسکی ہمراہی عورات کو محافون اور پالکیون مین سوار کرایا اور سپاہ باقیماندہ کو درست فرماکر بجاہ وحشم اسکے ملک کی طرف کوچ کیا اور بعد قطع مسافت راہ قریب تر اس ملک کے پہونچا وہان جو لوگ نہوا خواہ زنگی روسیاہ تھے وہی حکومت کرتے تھے اور جو لوگ کہ بادشاہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے چھپے ہوے تھے ظلم کا بازار گرم تھا کبھی کوئی حاکم بنتا کبھی کوئی بنتا جولاہہ بنتا تو نائی بنتا قصائی ذبح لوگون کو کرتا تو درزی قباے شاہی پہنتا از بسکہ دو تین ہی روز اس زنگی کو گئے ہوے گذرے تھے اسوجہ سے کوئی حاکم باستقلال نہ تھا افسران لشکر زنگی کا دوست ان چھوٹی امت والون کو جانتے تھے بدین سبب انکی حکومت اٹھاتے تھے خلاصہ کلام جب لشکر ظفر پیکر شہزادہ قاسم نامور وہان پہونچا اور طبل جنگی کے گڑگڑانے کی صدا دوستان زنگی کے کان مین پہونچی درزی تو ایسا گھبرایا کہ سوراخ سوزن مین چھپنے لگا نائی کو سواے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی یہ سب رذیل رو بفرار لائے اور افسران لشکر جو چند زنگی سے ساز رکھتے تھے انکو بھی اپنی جان کا خوف پیدا ہوا سمجھے کہ بادشاہ بیگم ہم سب کو جانتی ہے ایک کو بھی زندہ نچھوڑیگی پس یہ جانکر وہ سب بھی بھاگے باقی رعایا اور بے سرداران کی فوج کیا لڑتی بلکہ ہر ایک خوشنود ہوا کہ ہماری بادشاہ بیگم اور شہزادہ مالک تخت وتاج تشریف لایا یہ سب دست ادب باندھ کر قلعہ سے باہر نکلے اور سامنے قاسم کے آئے قدم اقدس شہزادۂ موصوف آنکھون سے لگائے شہزادے نے سب کو شرف بہ سلام کیا ہر ایک کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر بڑے عظم وشان سے تمام فوج اپنی بادشاہ بیگم اور قاسم اور شہزادہ کو لیکر اندر شہر کے داخل ہوئی قاسم نے **سلطان** کے فرزند کو تخت پر بٹھایا ہر ایک اکابر شہر نے نذر دی منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا تمام شہر مین دوست شاد دشمن پامال ہوے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی دیر و بتکدے کھد گئے مسجدین مدرسے بنگئے بانگ صلواۃ بلند ہوئی محل مین ملکہ جاکر اپنی جگہ پر مقیم ہوئی زنان رفیق دہریہ کے رتبے بلند ہوے بعد اس انتظام کے شہزادہ قاسم محل مین آئے ملکہ نے استقبال کرکے مسند پر لاکر بٹھایا شہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تم زیر مسند بیٹھین مین نے سوال اسلام تمسے نہین کیا اور اب بھی یہ تصور نہ کرنا کہ مین نے تمھاری حمایت جو کی ہے اس وجہ سے تمکو مسلمان کرتا ہون نہین بلکہ ہدایت تمھین خداتعالی میری وجہ سے نصیب کرے

اور تم دین اسلام ملت بیضا قبول کرو اور اگر دین اسلام قبول کرو تو مین بہر رہائی سلطان طلسم جاؤن اور اگر تمھین انکار ہو تو حمایت کفار ہمارے مذہب مین حرام ہو لیکن خوف خدا کرکے پنجۂ ظالم سے تمکو چھڑا دیا یہی کافی ہو آگے کچھ امید مجھ سے نہ رکھنا اتنا ہی احسان غیر کی بے پروائی ہو شہزادی نے جب یہ کلمات ہدایت آیات سنے عرض کیا کہ اے محسن ہمارے جو آپکے دین مین آئے گیا کہ مین نے بخوشی خاطر اپنے آپکا کیش و آئین قبول کیا آپ جاہین طلسم مین جائین یا نجائین مین کنیز ناچیز آپ کی ہون یہ آپکی عنایت ہو جو بہت مجکو آپ فرماتے ہین شہزادہ نے یہ سنکر کلمہ طیبہ اُسکو پڑھایا ملکہ مع تمام اپنے متعلقین کے بخوشی خاطر مسلمان ہوئی شہزادہ نے خوش ہوکر بہت کچھ جواہر و زیور طلا کو بہشتہ برادر ملکہ کو دیا اور فرمایا کہ ماموں میرے فولاد زنگی کی لڑائی فتح کرکے آلیں تو مین طلسم مین جاؤن غرضکہ بعشرت تمام اس مقام پر ساکن ہوا اور انتظار اپنے ماموں کا فرمانے لگا۔ ادھر قیماس خان خاوری قطع منازل و مراحل کرتا آخر قریب قلعۂ زنگی مذکور پہونچا اور دریا پشت پر رکھکر سامنے قلعہ کے لشکر نے ورود اقبال فرمایا بوق ترکی و نائے رومی و طبل خاوری بجی زمین نو زمان و ہلے فولاد کے پاس لاش شمشاد لیکر فوج زنگیان پہلے سے آئی تھی وہان اُس زنگی مقتول کی روئی پیٹی چلائی تھی فولاد براہ کبر و نخوت عازم تھا کہ بدلا لینے جاؤن چنانچہ ترتیب فوج مین مصروف تھا کہ ہرکارون نے اُسکے خبر نزول عسکر فیروزی اثر پہونچائی اس خیرہ سر کو خبر سنکر تاب نہ آئی فوراً در قلعہ کھلوایا اور فوج سیاہان لیکر باہر آیا خیمے و بارگاہ سامنے لشکر اسلامیان نصب ہوئے پشت بر قلعہ رکھکر میدان بہر رزم چھوڑکر اُترا دن بھر لشکر کے انتظام مین رہا جب شاہ زرین کلاہ خاوری عرصۂ فلک سے فرار کر رو برے قلعہ مغرب بر ظلمت پر وارد و نازل ہوا اور قلعۂ زنگبار شب کا دروازہ زنگی لیل نے کھولا کہ بموجب نظم

چو از باختر تیرہ شد روی مہر
ہو شد دیبائے مشکین سپہر
یکے کوس بودش ز چرم ہژبر
کہ آواز او برگذشتی ز ابر
برآمد دم بوق و آوائے کوس
زمین آہنین شد ہوا آبنوس
ز ساز و ز گردان ہر دو گروہ
زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ
زخفتان و از خنجر ہندوان
ز اسپ و ز آلات و برگستوان
تو گفتی زمین کوہ جنگی شدہ ست
زگرد آسمان روے زنگی شدہ ست

رات ہوتے ہی دونون لشکرون مین طبل جنگی بجا اور دلاوران روز ہیجا نے تیغ تیز گوہر ستیز صیقل فرمایا چمک نے خنجر و سنان کی تاریکی روے زنگی شب کو روشن فرمایا اس رات کو نقیبون کا بولنا اسلحہ کی جھنکار گھوڑون کے ہنہنے کرنا کا شور طبل و بوق کا گرگڑانا پناہ بذات خدا دل سنگ و کوہ وحشت سے آب تھا نجات پایا نایاب تھا کہ بیت

غو پاسبان خواست چون ولولہ
ہمی شد چو آواز شیر یلہ

اُسی ہنگام دلشکر آرائی مین آخر وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے اس تیرہ روخاکدان عالم مین رخ روشن اپنا دکھایا کہ نظم

چو زرین سپر برگرفت آفتاب
سر جنگجویان برآمد ز خواب
چو قیماس لشنید کامد سیاہ
بزد کوس و آورد لشکر براہ
بیامد خروشان دران دشت جنگ
بجنگ اندرون گرزہ گاؤ رنگ
خروش آمد و گرد رزم از دو روے
برفتند گردان پرخاش جوئے
فولاد و بنہاد سپاہ زنگیان بر

عناد کو لیکر سامنے صف آرا ہوا اور آپ گینڈے پر سوار گرانبار گرز کاندھے پر سنبھالے صفوف لشکر سے آگے بڑھکر
کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ جب میدان رزم بلیدارون اور سقون نے لبان آئینہ صاف کر کے دکھا دیا نقیب نقابت
کر کے ہٹے بہزاد سپہ سالار لشکر فولاد نے مرکب اپنا اڑایا اور وسط میدان مین آکر مبارز خواہ ہوا اسطرف سے
قیماس نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا یہ وہ ترک زبردست ہی کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دلیو بن شمامہ جادو کے
لشکر کا سپہ سالار تھا جب ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم سے اور شہزادہ علمشاہ سے عشق ہوا اسی زمانہ مین امیر نے
ترکستان مین جاکر اسکو زیر کیا اور یہ مسلمان ہوا شجاعت و شہامت مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتا ہے نہانت تنومند
و درشت چنگال ہی اسوقت سامنے بہزاد کے مرکب اڑا کر جو آیا اُسنے اسکو پہلوان یگانہ دیکھکر گرز گاؤ سر چرخ دیکر لگایا اس
بہادر نے گرز کو شمشیر سے قلم کر کے جھک کر توڑہ مین کمر بند کے ہاتھ ڈالا اور زور تہمتنی سے اُسکو خانہ زین سے بدر کیا اور
برو ہوا اُچھال دیا جب وہ نیچے گرنے لگا کمر پر تیغہ اس زور سے لگایا کہ مثل ہیزم کرم خوردہ کے دو ٹکڑے کیا غریو
فوج زنگیان سے پیدا ہوا اور سپہ سالار کا چورنگ ہوائی کٹنا دیکھکر فولاد کی آنکھوں مین خون اُتر آیا گینڈے کو کجکاو کر
نیزہ سینہ قیماس پر مارا اُسنے سینہ کو ذرا جوکن دیا نیزہ وہان سے ہٹکر جانب بغل آیا بغل کو اُسنے وا کر دیا نیزہ زیر بغل
ہو بچا دلاور نے داب لیا نیزہ کی بنان فولاد کے سینے پاس تھی رُک جانے سے نیزہ کے بنان سینہ پر پڑی قیماس نے
ہکہ دیا زنگی نے بہت جلد تیغہ کھینچکر ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی آپ ہی قلم کیا اُسپر بھی چار آئینہ ٹوٹ چکا تھا ذرا تامل ہوتا
تو سینہ ٹوٹتا پس تیغہ تو کھینچ ہی چکا تھا غصہ مین آکر وہی تلوار قیماس کو زیر بغل راست رکھکر سر پر لگائی اس
شجاع نے گھوڑا ایڑن پر ڈالا اور دست راست کی طرف سے بائین جانب آگیا اب وہ خیرہ سر اُسکے زیر بغل ہوا اور
تلوار جو اُسکی خالی گئی تو جھونک مین اُسکے لنگر کے سنبھل نہ سکا تھا کہ اس بہادر نے تیغہ کھینچکر سر پر ہاتھ مارا کہ خود
و بلغہ زرہ ٹوپ عرق چین کاٹکر تلوار کاسہ سر مین در آئی اُسنے چاہا کہ داستانہ مارکر تلوار سر سے نکال دون مگر شمشیر
خارا شگاف اس زور مین جاتی تھی کہ داستانہ جو مارے وہ بھی قلم ہوے اور کلائیان مجروح ہوئین اور حسام آبدار
کاسہ سر سے گذر کر کلہ جبڑہ کاٹ کر صراحی گردن سے برنگ قطرۂ آب روان ہو کر صندوق سینہ سے متاع جان
لیتی ہوئی اوجھ جھوجھ کو پاک کر کے شرمگاہ کے بہانہ سے نکلی دو ٹکڑے ہو کر زنگی کے گرے یہ حال دیکھکر فوج زنگیان لسبان علم
خروشان ہو کر گھٹا کی طرح اس آفتاب خاوری پر آجھکی پھر تو تمام لشکر اسلام سے تلوارین نکلین گویا مشرق نیام
سے ہزارہا آفتاب براے دفع ظلمت نیل زنگیان ساطع انوار ہوا روز و شب باہم دست و گریبان غٹ پٹ
زنگیان و سلامیان واو عطف مابین مین گرز و خنجر ادھر خیر اور ادھر شر چشم و ہر ظلم پسند تھی سیاہ و سفید دونون گردش
مین تھے مگر سفیدی سیاہی پر دوڑتی جاتی تھی زنگیون کو دُنیا اندھی نظر آتی تھی **نظم**

چو قیماس پیش آمدہ حملہ برد
ز گردان و شمشیر زن کس نماند
وزان جا گہ شد سوے میمنہ

عنان را با سپ تگاور سپرد
بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ
بیاورد جنگی سلیح و بنہ

بر پیش صف زنگیان کس نماند
پراگندہ گردان سپاہ بزرگ
ہمہ لشکر زنگ برہم درید

کسے از یلان خویشتن را ندید
بکشتند چندان ز زنگی سیاہ

دلیران خاور بکردار شیر
کہ گل شد ز خون خاک آوردگاہ

ہمی تاختند از پس آن دلیر
آخر بقیۃ السیف رو بفرار لائے

دلاوروں نے طبل فتح بجائے خیام و اسباب عدو لوٹ لیا اور قیماس نے سر سواری جانب قلعہ رخ کیا رعایائے شہر بعض فرار ہوئی تھی اور جو باقی تھی وہ ہاتھ باندھ کر باہر نکل آئی اور منت کرکے جان بچائی اس بہادر نے سب کو سرچشمہ ہدایت پر پہونچا کر گوہر اسلام سے آبرو بخشی پھر قلعہ مین تشریف لایا تو سنگ زردرو کو گرفتار کرکے تمام قلعہ کو اسلام آباد فرمایا اور ایک شخص کا بر شہریان سے تجویز کرکے حاکم قلعہ کیا ایک روز ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم رکھا جب دوسرے دن شہزادہ خاور سیاہ قلعۂ افلاک مین آیا کہ بیت دگر روز چون آسمان گشت زرد + بر آہیخت خورشید تیغ نبرد
توسنگ کو ایک عرابہ پر بٹھا کر اور مال غنیمت بار کرکے وہان سے کوچ کیا اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہزادہ قاسم کے پاس مع لشکر پہونچا مال غنیمت نذر دیا اور توسنگ کو حوالہ کیا شہزادہ موصوف بہت خوش ہوا اور اُس زنگی کو محل مین لیکر سامنے بادشاہ بیگم کے آیا اُسنے اُسکو دار پر چڑھایا اور تیر باران فرمایا پھر کئی روز تک جلسۂ مسرت رہا آخر الامر شہزادۂ قاسم نے ملکہ سے رخصت طلسم مین جانے کی چاہی ملکہ نے منع کیا جب شہزادہ نے نہ مانا ملکہ بھی سوار ہوئی اور تمام لشکر نے کوچ کیا یہانتک کہ بشیۂ حیرت مین آکر اُترے دن بھر وہان کی سیر کی جب دوسرے دن چادر سیاہ زمانے نے سر سے اُتاری اور ردائے نور فروغ مہر سے چشم کو زینت دی کہ بیت سحر گہ چو از خواب برخاستند + بران آرزو رفتن آراستند + شہزادہ قاسم ہر ایک سے رخصت ہوا اسوقت ہر شخص دست دعا بلند کیے تھا اور شہزادہ کے قدم پر گرنے آتا تھا شہزادہ گلے سے لگاتا تھا غرض تمام سردار تو اُسی دشت مین ٹھہرے مگر سیارہ عیار نے ساتھ نچھوڑا شہزادہ کے ہمراہ ہوا شہزادہ مرکب اُٹھا کر روانہ ہوا اور کہتا گیا کہ چالیس روز میرا رستہ دیکھنا پھر تم لشکر امیر مین چلے جانا حاصل کلام سرداران نیک انجام تو اُسی مقام پر ساکن ہوے اور ہمایون بن شداد بادشاہ بیگم کو ہمراہ لیکر اُسکے ملک مین گیا مگر شہزادہ قاسم جو روانہ ہوے سیارہ عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار بالائے کوہ جو دروازہ اور حصار ہے اُس طرف سے جانا بیکار ہے کیونکہ طلسم مین خلاف راہون سے جانا بہت مناسب ہی آپ اطراف کوہ مین پھر کر دیکھیے کہ کیا طریقہ اس طلسم کا ہے بلکہ ایک مقام پر ٹھہر کر عبادت کیجیے اور درگاہ کبریا سے اجازت داخلۂ طلسم لیجیے شہزادہ نے التماس اسکا پذیرا کیا اور سیر کنان پشت کوہ پر آیا یہان طرفہ تماشا دیکھا کہ ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ بنا ہے کئی سو برج اس قلعہ کا ہے اور ہر برج مین دروازہ سونے کا لگا ہے اور کھلا ہوا ہے اندر برج کے کرسیان یاقوت سُرخ کی بچھی ہین اور اُنپر عورتین گلبدن نازک تن بہزار ناز و انداز بیٹھی ہین جیسے وہ قلعہ سپہر حسن ہے اور وہ شاہدان زہرہ جبین سیارے ہین کہ بروج فلک مین داخل ہین بلکہ ستارے بھی روبرو اُنکے حسن زیبا کے مثل صبح کاذب باطل ہین بیچ مین قلعہ کے جو دروازہ عالیشان لگا ہے سراسر نیلم کا ہے بام و در پر بھی برج منقش و رنگین بنا ہے اور دروازہ اُسکا زمرد سبز کا ہے اُسمین بھی کرسی بچھی زمرد کی تراشی ہوئی ہے یاقوت کی پچی کاری کی ہے سورج کی کرن اُس یاقوت کی پرتو فگن پر شارہے تا ز نگاہ سیمتنان کا رنگ اظہار ہی اور اُس کرسی پر کہ جسکی حاجت مدح پُرسی نہین جسکا کہ ایسا کچھ

نقش ونگار رہے اُسپر جلوہ فرما رونق صد بہار گلزار رہی یعنی ایک نازک بدن جان بلبل وگلشن شہنشاہ خوبان عالم بانی جور وستم بیٹھی تھی دل وجان عاشقان ایک ایک ادا پر لیتی تھی گیسوے سیاہ کا ہر بال پر پیچ وخمدار عقدہ کشائے مشکل رنج وفراق پیشانی اُسکی طبا شیر دافع خفقان خاطر عشاق ابرو کے روبرو ہلال فلک سرنگون ہر قتل عاشق دو خنجر اَبرون مژگان جیسے خاطر عاشقان مین خلش ہجران چشم فتان فتنہ انگیز زمانہ منقلب فرماے حال دنیا گردش اُنکی گردش بخت مہجوران روے تابان آفتاب سے جیتے ہوے میدان آفتاب کا یہ منھ کہان کیا حسن کا اُسکے بیان ہو ایسا نہو کہ طول داستان ہو ورنہ وہ غیرت ماہ ومشتری گوہر بحر دلبری سرو ردہ لہلہاے پُر غم دافع رنج والم شیدا جسپر دل عالم سراپا تمکین حرکات اُسکے شیرین حسن تمکین طرحدار گرما گرم شوخ وطرار با شرم بیماروں کی مسیحا صورت اُسکی بر آرندہ ہزار تمنا جان عالم اُسپر فدا کہ نظم

کہ گردیدش آفتاب بلند
ہمی آید از دو لبش بوے شیر
بدیدار چہرش خرد بگذرد
چو او در زمانہ ندیدست کس

شود تیرہ از روے آن ارجمند
بنازد اد گر گشاید دہن
ہمی داستان را خرد پر درد

کمندست گیسوش ہمرنگ قیر
در افشان کند چون سر آید سخن
چو خامش بود جان شرم ست وبس

شہزادہ اُس غارتگر صبر وشکیب کو دیکھ کر دل از کف دادہ ہوا تھا بیان جاتے پر آمادہ ہوا مگر عقدہ طلسم ونیرنج سمجھ کر خاموش رہا بادۂ الفت سے بیہوش رہا پھر جو سنبھلا دیکھا کہ قلعہ کے برجون مین تو یہ تماشا ہے مگر برجون کے کوٹھون پر غول اور پریان قرنا سے منھ لگائے استادہ ہین اور دروازہ پر قلعہ کے گھنٹہ ٹنگا ہے ایک ایک ہی موگری لیے پاس اُسکے استادہ ہی اور سامنے اس قلعہ کے جو میدان ہے وہ غیرت بخش صد گلستان ہے انواع واقسام کے درخت اور پھول اسمین لگے ہین پھولے پھلے ہین بادام اور الائچی اور ناگیسر وغیرہ کے شجر بہت سے ہین وہ دشت نہ تھا شاہد بہار کے پان کھانیکا حسن دان تھا رنگین برنگ رنگین بیان تھا بادام درختون مین لگے تھے یا دفتر بہار پر منشی قدرت نے جابجا صاد کیے تھے جو پھول تھا وہ سرتاج گلرخان تھا جو برگ تھا وہ لب گلبرگ معشوقان تھا سوسن کی پھولدار شاخ جو قریب ورق گل آگئی تھی تو دہان معشوق کو مسی بھا گئی تھی یا لب لعلین پر لکھوٹا جمایا تھا جوہری بہار نے یاقوت کو نیلم کرد کھایا تھا دیدۂ نرگس شہلا مین عکس گل سوسن پڑا تھا یا رنگ اُسکا آنکھون مین کھپا تھا عروس چمن نے گہرا گہرا سرمہ چشم فتان مین لگایا تھا کہین لالہ اپنی بہار کے روبرو لالہ رخون کو شرماتا گل اندامون کو داغی بناتا پھولون کا عکس جو نہرون مین پڑا تھا گوش شاہد آبی مین کرن پھول بنا تھا سرو جویبار کا اکڑنا اور عکس اُسکا پانی مین پڑنا آئینہ خانہ مین معشوق خوش قامت کا اکڑ کے تنا نظر آتا گویا قرطاس نہر پہ الف کھنچا تھا گل زنبق کی طرفہ رونق تھی سیوطی دافع خفقان بنفشہ زار کا سودا کھوتی سنبل جعد گیسوی یار بالکل موتیا مرد سخندان کی طرح موتی سلک نظم بہار مین پروتا جو اُسکو ایکبار دیکھ لیتا گوہر اشک سوتا تمام عمر ہوا ہے ویدہ مین جان کھوتا کسی جگہ نافرمان کا تختہ لگا تھا کہین کثرت گل سے فرش پھولدار مسجر کا بچھا تھا گرد اسکے بابونہ کا حاشیہ تھا ہر شاخ نہال پر دھاور تر کوکلا دھر بدھ بلبل ہزار داستان طوطی بیتار کے جواہر کے جانور ہزار در ہزار بیٹھے تھے اور عجب نیرنگ تھا کہ وہ جواہر کے طائر خوش نوائی اور نغمہ سنجی کرتے تھے طائران بہشت کو اپنے زمزمون کے سامنے ہنستے تھے کہ نظم

نغمہ جو طیور گا رہے تھے
کچھ اپنی سی سب سنا رہے تھے

پہونچی تھی بہار آسمان تک
گل مثل چراغ گلفشان تھا
سبزے سے چمن کا تھا یہ انداز
تھی گرد چمن فضائے کشمیر

تھا کوچۂ باغ کہکشان تک
مستی تھی صبا مین پائی جاتی
معشوق ہو جیسے سبزہ آغاز

غیرت دہ بزم بوستان تھا
چلتی تھی روش پہ لڑکھڑاتی
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر

بیچ مین اُس مرغزار فرحت آگین کے ایک نہر آب بصد آب و تاب جوئبار عالم مین نایاب رواں یہ نہر قلعہ کی پشت تک بہتی ہوئی نمایاں تھی لطافت مین روح رواں پاکیزہ نفسان سے بہتر صفائی مین آبداری گوہر دندان یار سے بڑھکر چشمۂ خضر کوئی پوچھے کہ کیون نہان ہے اسی نہر سے شرمندہ ہوکر نہان ہے کنارے اس رشک شبنم نعیم کے بھی ہزارہا جانور کلنگ وقاز و بوتیمار و سرخاب و مرغابی و قرقرے جواہر کے بیٹھے تھے خوش فعلیان کرتے غوطے لگاتے اور اُڑتے تھے نہر مین لہرین آہستہ آہستہ اس طرح رواں تھین کہ رفتار جانان کی خوش خرامی کا نشان تھین لہرون سے یہ ثابت تھا کہ بلور کو ہشت پہل تراشا ہے اور اُسمین فروغ آفتاب کا ملنا دھوپ کا پڑنا زرگر قدرت نے بلور پر کندن چڑھایا ہے برسے ہوا اُس سلسبیل پر ایک ابر سوسنی رنگ کا چھایا بلور اور کندن مین عکس سے اسکے یہ ظاہر کہ نیلم بھی ملایا تھا بجلی اُس ابر مین چمک جاتی تھی شاہد ہوا کی دُلائی سوسنی سنہری بیچکے کی نظر آتی تھی شہزادہ اس بہار نیرنج و طلسمات کو دیکھ کر دنگ تھا مگر صاحب فرہنگ تھا سیارہ سے گویا ہوا کہ چلو اس نہر کے کنارے چلکر ٹھہرین اور وضو کرکے عبادت خدا کرین عیار نے عرض کیا کہ ابھی اس دشت رشک بہشت کی سیر فرمایئے قریب شام عبادت کیجیے گا شہزادہ خاموش ہوکر گلگشت فرمانے لگا جب چشمہ خورشید اس نہر طلسمی کے روبرو بے آب ٹھہرا تو فرط غیرت سے بحر مغرب مین سماکر روپوش ہوا عالم مین ہلکی ہلکی سیاہی سوسنی رنگ کی پھیلی نظم

پھر آیا جوش پر جب قلزم شام
ہر اک انجم پہ مچھلی کا گمان تھا

بنی پھر چادر مہ غیرت دام

بچھا تھا جال ہر سو کہکشان کا

سر شام خاور سیاہ اس نہر کے کنارے آیا اُسکے آتے ہی وہ ابر سوسنی رنگ نیچے جھک گیا اور پانی نہر کا بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہنے لگا شہزادہ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور ہاتھ پانی مین ڈالا ہاتھ کا پڑنا تھا کہ ابر سے آواز رعد گرجنے کی آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ ارے بڑا غضب کیا اس سلمان نے سارے نہر کا پانی نجس کر دیا ابتو وہ پانی آگ کا شعلہ ہوگیا اور ایسا گرم ہوا کہ شہزادہ نے ہاتھ نکال لیا ہو وقت قلعہ کے برجون مین کرسیون پر سے پریان اُٹھ کھڑی ہوئین اور غولون نے قرنا بجائین اور اُس پری نے جو موگری لیے دروازے پر استادہ تھی گھنٹہ بجایا اور اس ابر سوسنی رنگ سے ایک شعلہ چمک کر یہ ابر آیا اور چاند بنگیا اس مہتاب کی چاندنی تمام جنگل مین چھٹکی اور نہر مین ہزارہا مچھلیان سرخ سبز زرد رنگ برنگ کی شناوری اُبھر کر کرنے لگین پھر غوطہ مار کر سر سب نیچے کر لیے اور دُمین اُٹھا دین اور دُمین ہر ایک کی ایسی چوڑی تھین کہ ایک ایک کنول مُنہ ہزار خود روشن نظر آیا اور تمام جانوران دریا کنارے کنارے ناچنے لگے اور طائران صحرا نغمہ سرائی کرتے تھے اور جنبش ہوا سے پتے جو ہلتے تھے لحن دلکش کی صدا آتی تھی روح مردہ دل بھی تازگی پاتی تھی پھول درختون کی شاخون مین مثل گوہر شب چراغ فروزان و درخشان تھے آویزۂ گوش معشوقان پرفن تھے دریا سپہر خوبی تھا اور کنول مچھلیون کی دمون پر ستارے تھے

بلکہ ستارے برج حوت مین مالک بروبحر نے اُتارے تھے ابر سوسنی اس چاندنی مین عجب کیفیت دیتا تھا سفیدی اور اُداہٹ سے سہانا پن دل لبھائے لیتا تھا بروج قلعہ پر پریان ناچتی تھین عجب سماتھا شہزادہ قاسم کنارے نہر کے محو بیٹھا تھا دنیا و مافیہا سب فراموش سیر طلسم مین بیہوش تھا کہ اور نیا ماجرا نظر آیا دیوانہ بننے کا زیادہ سامان پایا یعنی اُس نہر مین پشت قلعہ کی طرف سے ایک مورپنکھی بہتی ہوئی نظر آئی کئی سو قندیل اُسپر روشن ہزاران جوبن تھی گلرخون کے مجمع سے وہ مورپنکھی رشک گلشن تھی جلترنگ اُسپر بجتی تھی مورپنکھی کے مور منھ مین موتیون کے ہار لیے تھے مسند زرنگار اندر اُسکے بچھی تھی جب وہ کشتی طاؤس پیکر قریب آئی تقدیر نے اور ہی صورت دکھائی یہ معلوم ہوا کہ خوبی تقدیر مجسم ہوکر سامنے آئی یعنی ایک نازنین کمسن مسند پر جلوہ گر پائی وہ زورق لبان صدف تھی اور نازنین اسمین گوہر بحر شرف تھی کئی سو کنیز گرد اُسکے حلقہ فگن اور بیچ مین وہ گلبدن رشک چمن جو برج قلعہ پر جلوہ فگن تھی اس محبوبۂ پرفن کے مقابل بدصورت تھی عجب اُسکی زیبا طلعت تھی کہ گیسوے مشکبار غیرت دہ صد ختن و تاتار زلف رسا اطال اللہ طولہ مثل عمر خضر دراز سنبلہ فلک کی چوٹی پر اُسکو ناز ہر تار زلف آئینہ رخ حور کے جوہر پیشانی منور آئینہ مہر و نور طور سے بہتر عرق شرم جو پیشانی پر آکر گیسو کو تر کرے زلف شب مین رات کے بھیگنے کو شبنم گرے چہرہ روشن جو کبھی بے نقاب ہو تو آفتاب کی آنکھ جھپک جائے ایسا اُسکو حجاب ہو سر پر تعویز مرصع کار لگا تھا چاند سورج اُسمین بنے تھے طرفہ تماشا تھا کہ زلف شب مین شمس و قمر نے ثریا کے ساتھ قران کیا تھا جبین پر افشان کے قرین ابرو کا ہونا برج قوس مین پیدا ہونیکا مجمع تھا چشم فتان کی نگاہ گرم نے غمزہ کاران دہر کا دل تیر مژگان سے مشبک کیا تھا کان کی بجلیان اگر ماہ لو دیکھے ناخن بجگر ہے بلکہ خرمن ماہ پر بجلی گرا کرے لب لعلین برگ گل کو گھانس سمجھکر بے حقیقت سمجھے موتیون کی آبرو دروندان کچھ نہ جانے دہن تنگ ایسا کہ گنجایش کلام نہین اسی سبب سے مشہور ہے کہ نام نہین سواد گیسو سرمۂ دیدۂ بینش اولی الابصار بیاض گردن نور عینین خرو پروران روزگار رجاہ ذقن پر خال کا ہونا ماہ نخشبی کا طلوع کرنا تھا یا یہ نکتہ صفحۂ رخسار کے آخر مین منشی قدرت نے دیا تھا اشارہ اُس سے یہ کیا تھا کہ خال خال ایسے چہرہ قلم قدرت سے ترقیم ہوتے ہین پری وشن کے وصف مین سرور نکل ہوں کر کیا کہون زبان قاصر ہے خبیب رہون نگات اُسکی گول اُبھری اُبھری سخت نکیلی چھاتیان پردہ پردہ مین دل حجۂ الیجاتیان آگے عضو کا بیان نظم مین عیان ہے نظم

جلوہ گر پیٹ پہ وہ آب روان کی گرتی ... جسطرح چاند پہ ہو ابر تنک سایہ فگن
جھلکے کرتی سے جو چمکا شکم صاف کا نور ... چاند نے منھ پہ لیا ابر تنک کا دامن
وصف مین ناف و شکم کے وہ لکھون مطلع صاف ... دیکھکر جسکو پھڑک جائے ہر ایک اہل سخن
مثل آئینہ شکم صاف ہے شفاف بدن ... ناف ہے جوہر آئینہ و یا عکس ذقن
چشم حیران کو ملا موے میان کا نہ سراغ ... موشگافی پہ کمر باندھی بصر نے ہمہ تن
قوت واہمہ نے گرچہ بدقت نشو پایا ... کیا انگشت فرہ سے یہ اشارہ یقین
آگے اب جوش حیا سے نہین یارا ے کلام ... صفت ناف ہوئی مہر خموشی بدہن

بند شلوار مین پھُونون کا نہین ہے جلوہ | دو نون نب مین ہین مہ و عقد ثریا روشن
بند شلوار نہین زیر کمر جلوہ نما | ہے سر گنج نہان مار دو سر کا مسکن
ساق یا شمع سر طور ہین یا مشعل نور | ید بیضا کی طرح دو نون کف پا روشن
زیب پا ایسی ہے لعلون کی جڑاؤ پازیب | گر نہ ہو جس کی بہا حاصل بحر و معدن
حسن تمثیل ہے ہر عضو ہے نک سک سے درست | سر سے پا تک ہے ڈھلا نور کے سانچے مین بدن

شہزادہ اُس اِقلیم خوبی کو دیکھکر آئینہ نمط حیران ہوا اور دل مضطر پر قابو نہ رہا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

ہوا تاراج گھر صبر و خرد کا | نہ تھا کچھ پاس دل کو نیک و بد کا | دکھایا جائزہ فوج الم نے
کیے حاضر پیادے آہ و غم نے | رسالہ اشک گلگون نے جمایا | علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ رن مہتاب تھی یا آہ سوزان | جلایا جسنے سب راحت کا سامان

پس بیتاب ہو کر پکارا کہ بیت

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو ٭ کاشکے تم مرے لیے ہوتے ٭ اِس قلزم حسن نے جو صدا اپنے عاشق مضطر کی سُنی نظر اُلفت اُسکے چہرۂ پریشان پر کی دیکھا کہ ایک بازار رہرو اُلفت کا سودائی دشت محبت کا سودازدہ رہرو کوے رسوائی کنارہ بحر کے جان سے ہاتھ دھوئے غرق دریاے نام و ننگ کیے آبرو ڈبوئے بیٹھا ہے یہ اُسکا نقشہ ہے کہ گیسوؤن سے آشفتگی ہویدا ہے آنکھون سے موہنی پیدا ہے پیشانی پر پیش آئی جان جانی لکھا ہے آنکھون سے صاد دفتر عشق پر کیے ہوئے آہوے رم خوردہ صحراے حسن کو دام مین لیے ہوئے روے زیبا سے ثابت تھا کہ چہرہ عاشقی کے دفتر مین لکھوائے ہے معرکۂ محبت مین قدم جمائے ہے سلطان خورشید و خسرو نیکو مشتاقون کا آرام جان بادشاہ خوبان جہان مجسم شب خلوت مین انیس و ہمدم بہتر سے بہتر آسمان حسن کا نیر فلک بارگاہ انجم سپاہ ماہ لقا مہر ضیا دافع صدمات آلام جس سے دلونکو آرام تسلی دینے والا دل سب کا لینے والا ہزار جان سے ہر ایک کا پیارا محبوبونکی آنکھ کا تارا نظم

طبیعت اُسکی خود بینی سے ہے پاک | اگر ہے دیوار گلشن سو توان ناک | لب گلرنگ پر مرتے ہین مرجان
پسینے ہین بشرم سے لعل بدخشان | عجب دلکش ہے وہ آواز شیرین | نظر مین تلخ ہے انداز شیرین
کلام اُسکا فصیح و پر کرامات | نہ نکلے خضر سے بھی رو برو بات

وہ گوہر محیط حسن اس صورت زیبا کو دیکھکر عشق کر گئی گویا بزبان حال یہ کہتی کہ بیت جی ڈھونڈھتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن ٭ بیٹھے رہین تصور جانان کیے ہوے ٭ ایک بڑھیا البیس کی نانی تلبیس مین آفت زمانہ ساحرہ مکارہ اُسی نازنین کی دایہ پاس بیٹھی تھی نیلا نقاب منہ پر باندھے تھی اُسنے گلاب منہ پر چھڑکا کہ وہ گلبدن ہوشیار ہوئی اُس ضعیفہ نے مورچھل جلد کنارہ پر ہیچ نچائی اور شہزادہ سے آنکھ ملا کر گویا ہوئی کہ اے شہزادہ اگر آپ مشتاق ملاقات ملکہ خوش صفات ہین تو یہان تشریف لائیے سیر دریا فرمائیے باتین کیجیے اپنی کہیے اور کی سنیے پھر چلے جائیے گا شہزادہ یہ سُنکر عازم روانگی ہوا سیارہ عیار نے ہر چند منع کیا کہ آقاے من آپ کہان جاتے ہین یہ مقام طلسم ہے دیر تک یہان کا رنگ بیڈھنگ ہے واسطہ خدا کا ذرا تامل کیجیے یہ خوب سمجھ لیجیے شہزادہ نے کہنا اُسکا مطلق نہ سُنا اور جست کر کے اپنے تئین کشتی پر پہونچایا اور پاس اُس بحر خوبی کے آکر مسند پر پہلو مین بیٹھا دل مضطر کو

قرار آیا وہ مورنگھی اس گوہر خوبی کو پاکر مثل باد صرصر کے سن سن روانہ ہوئی سیارہ بیچارہ قلزم چشم سے اشک بہاتا رہگیا یہانتک کہ بیچ دریا میں پہونچکر مورنگھی نے چکر کھایا قاسم ایسا محو نظارہ جمال یار تھا کہ کچھ دھیان نہ آیا وہ مورنگھی چکر کھاکر دریا میں آخر ڈبکی لگئی سیارہ دیکھا کیا اور جانتا تھا کہ یہ ناو مگر ابھرے گی لیکن سنتے ہیں ڈوبتے اچھلتے ہیں ✤ ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں ✤ الحاصل جب کچھ پتہ اپنے گوہر نایاب کا اسنے نہ پایا رات بھر جنگل میں پھرا کیا جبکہ دم بحر نور سحر عالم میں موجزن ہوا اور ردائے ظلمت نے کنارہ کیا فروغ ماہ قلزم نور مہر میں ڈوبا نظم

کہ وہ شب صورت فریاد عشاق		ہوئی یکبارگی رخصت کی مشتاق	
ردائے نور پھیلی آسمان سے		ہوئی ظلمات شب رخصت جہان سے	

سیارہ نالان و گریان بلباس سحر جاکی گریبان پشت کوہ سے لشکر شہزادہ ذبیحاہ میں آیا اور سرداروں سے حال شہزادہ سنایا اور کہا میں پہاڑ پر جاتا ہون وہاں جو دروازہ لگا ہی جس راہ سے کہ سلطان گیا ہی میں بھی داخل طلسم ہوتا ہون کہیں تو اپنے آقائے نامدار کو پاؤنگا یہ کہکر ہر ایک سے رخصت ہونے لگا چنانچہ یہ عیار تو طلسم میں جاتا ہی اور شہزادہ قاسم کو وہ نازنین لیگئی ہان دونون کا حال آیندہ انشاء اللہ بیان ہوگا اب تتمہ حال افراسیاب بیان کیا جاتا ہی اور ضمناً حال گوگرد غیرہ

داستان نوبستان پہونچنا افراسیاب کا کوہ نیلم پر اور دیکھنا دوربین سحر لگا کر لشکر لقا کو اور اطراف طلسم کو نظر کرنا اور دیکھنا ورود بنداتر دریا کے متصل جنگ فتح کرتے جہانگیر بن صاحبقران کو اور معلوم کرنا کہ یہ پہلوان فرزند حمزہ ہی مگر اپنی نسل سے بیخبر ہے اب فرزند خورشید جادو کہلاتا ہی غرض پھر آنا شاہ جادوان کا باغ سیب میں اور بھیجنا نامہ خورشید جادو کے پاس واسطے شراکت کرنے جہانگیر بن امیر کے

للمؤلفہ

کہان ہی اے مرے ساقی کہان ہی
متاع صبر کوئی لوٹتا ہے
یہی کہتی ہی لانا جام لانا
لحاظ توبہ اے توبہ کہان ہے
مزا دیتا ہے زاہد کا کھچانا
اٹھا مینا جھکا شیشے کی گردن
نگاہ مہر کو گردش ذرا دے
مزا دونا ہوتا لطف سخن کا
شراب ناب یہ دل ڈھونڈھتا ہی
چلن ہی دور جام مے کا جاری
کرم ساقی کا جب تک خدا ہی
وسیلہ ہی جو لطف داستان کا

مے رنگین جو ہو باقی کہان ہے
مزون کے ولولے حسرت کی کاہش
بہانا کچھ نہ اے ساقی بنانا
ہوس شرناکے جام مے ہو تستی
وہ اسکا مے پرست ہمکو بنانا
کہان تک صبر اب ہے بیقراری
چھلک ساغر کی پھر ہمکو دکھا دے
ابھی کچھ دل کا مطلب رہگیا ہے
عوض ساغر کے لب پر یہ دعا ہی
بہار جام رنگین جب تلک ہے
شراب سرخ میں جبتک مزا ہے
مرے ساقی نے پھر کی مہربانی

نشہ آترا بدن سب ٹوٹتا ہے
ترقی آرزو کی دل کی خواہش
وفور شوق پھر منت کنان ہے
نظر میں شکل مینا ہے جھلکتی
خدارا ابتو اے ساقی پُر فن
صراحی کی طرح ہو اشکباری
مے گلگون کے پیمانہ کو جھلکا
ابھی باقی بہت کچھ مدعا ہے
ہی جب تک دل کو تیغ کی بیقراری
مے گلگون کے ساغر کی چھلک ہے
بھلا ہو یا خدا پیر مغان کا
پھر آیا جادو وقت قصہ خوانی

کنون رنگین نویسم داستانم | ز مشتاقان در تحسین ستانم

دوربینان خرد مژدہ انجام کار و نظر بازان اطراف طلسم روزگار۔ گرم سازان معرکہ ولا۔ وسر بازان میدان وغا مدہوشان بادہ تمنائے نصرت و یاوری۔ وخلعت پوشان ملبوس اعانت ووفاداری محرمان عرصہ جنگ وجدال ومستمعان اخبار نام وننگ معرکہ قتال۔ کوہ مضامین کی بلندی پر سے برائے تلاش فتاح طلسم معانی ودلکش اسطرح بیاپ نظر دوڑاتے ہین اور دوربین فکر و دیدہ خیال پر لگاکر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہین کہ افراسیاب بادل بیتاب جویائے طلسم کشا رفتہ رفتہ آخر کوہ نیلم پر پہونچا یہ کوہ پر شکوہ تمام کوہستان طلسم سے بلند ہی نہایت ارجمند ہی اطراف مین اس پہاڑ کے بہت سے ملک آباد ہین ساحر ساکن بادل شاد ہین شاہ جادوان جب چاہتا ہی دم بھر مین یہان آتا ہی اسوقت متلاشی طلسم کشا جو آیا ہی اس سبب سے صحرا وکوہ و قلعہ جات طلسم مین پھرتا اور جا بجا ٹھہرتا ہوا دیر مین اس جگہ پہونچا ہی بادشاہ اس کوہ کے قلعہ جات کا شہنشاہ نیلم جادو نام ہی مدبر وساحر خود کام ہے دار الامارۃ اسکا دریائے نیل مین ہے وہین اسکا مقام ہی بادشاہ طلسم سے دعوی برابری کا رکھتا ہی اور شاہ جادوان بھی اسکو اپنا برابر والا جانکر خراج باج نہین لیتا ہے اسوقت افراسیاب کو اسکے پاس توجانا منظور نہ تھا لیکن کوہ مذکور پر جب پہونچا قلعہ دار کوہ نیلم جادو کو طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی پہونچائی وہ نذر لیکر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اس پہاڑ پر ایک قصر مین نے بنوایا ہی سیر وشکار کے وقت جاتے سکونت وآرام مقرر فرمایا ہی حضور وہان تشریف لیچلین اور کچھ دیر آرام کرین بادشاہ نے فرمایا کہ مین پھر آونگا تو آرام سے بیٹھونگا اسوقت اور ضرورت رکھتا ہون یہ کہکر حکم فرماتا ہوا کہ اسی مقام پر فرش کیا جائے نیلم نے ایک میدان وسیع و پر فضا سبزہ زار دیکھکر فرش زرین اور مسندہائے جواہر نگار آراستہ وپیراستہ کیے کرسیان طلا کا رنچھ گئین نمگیرے جواہر دوز سلک گوہر سے آراستہ استادہ ہوئے بادشاہ ایک کرسی مقام بلند پر بچھوا کر بیٹھا ساقی خوش ادا جام شراب ہوش ربا دینے لگا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اور کسل راہ متلاشی گیا اسنے سحر ورد زبان کیا یکایک ہوا تند چلی اور ایک پری زیور زمردین پہنے لباس سبز سے آراستہ صندوقچہ ہاتھون پر لیے اڑتی ہوئی آئی اور زمین پر پہونچکر بادشاہ کو آداب بجالائی بادشاہ نے وہ صندوقچہ لیکر کچھ اسم پڑھا کہ وہ صندوقچہ کھلا اسمین دوربین سحر کی رکھی تھی واقع مین اسطرلاب جام سپ تھی تمام عالم اسمین نظر آتا تھا گویا آئینہ سارا ماجرا ہوجاتا تھا اگلا دوم مثل صراحی کے بنی تھی دو طرف اسپر شیشے سحر کے جڑے تھے جواہر کی کچی کاری تھی خیال دور اندیش جہان نہ جاسکے وہان نگاہ اسکے لگانے سے جاتی فکر رسا کی جہان رسائی نہ ہو وہان نظر کو پہونچاتی فرد

جس طرح فکر منجم ہو فلک کی سیار + اسطرح پیش نظر سارا جہان آئینہ دار +

بادشاہ طلسم نے وہ دوربین آنکھ پر لگاکر سیر اطراف طلسم کرنا آغاز کی یہ تجسس اسنے اسلیے کیا ہی کہ کتاب آئین طلسم مین لکھا دیکھا ہے کہ فلان زمانے مین طلسم نور افشان کا توڑنے والا پیدا ہوگا چنانچہ وہ زمانہ جو اسنے غور کیا ہے تو یہی پایا ہی پس چاہتا ہی کہ اس طلسم کشا کو پیدا کر کے نابود کرون اور کوکب کو زیر کر کے مطیع اپنا بناؤن اور کوکب جو شریک عمرو ہوا ہی جب اسکے گھر پر آفت آئیگی تو اسکے بچانے مین معروف رہیگا پھر اکیلے عمرو کیا کریگا غرض جب دوربین لگاکر دیکھا اور اطراف مین نظر کی

دربند اژدریہ جو آخر دربند طلسم ہوش ربا کا ہے اسکے بعد اور طلسمات اور کوہستان وغیرہ ہین مثل اسکے کہ جیسے کوہ عقیق اس دربند کے متصل ہوا اور شہر لوہ بدیع الزمان بھی اُسی مقام پر قید ہین کیونکہ دریائے نیل کا زندانخانہ یہی دربند اژدریہ ہے حاصل کلام کوہستان کی جانب بقدرت سمیع و بصیر جو اسنے بغور دیکھا ایک قلعہ نظر آیا کہ سامان حرب سے آراستہ ہے توپین لچھمر لچھمر برنجی اور آہنی ڈھلی ہوئی جھانکیون مین لگی ہین گولا انداز برق انداز النگ النگ مستعد بجنگ ٹہل رہے ہین کرمپے کے اونچے ڈھیر ہین پڑے پرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین تیر انداز فصیل قلعہ پر لیس بیٹھے ہین اور سامنے قلعہ کے ایک میدان وسیع ہے اس میدان مین دو دریائے لشکر موج زن ہین صفوف بستہ مبارزان تیغ زن ہین علم سربلند ہین عرع اور گرزون سے مملو سرداران صف شکن ارجمند ہین اور دو مبارز بیچ میدان مین مصروف کارزار ہین نیام سے باہر تیغ و خنجر آبدار ہین بادشاہ بغور اس جنگ کو دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ جو قلعہ کو نشست ہے اسکی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ رو خونخوار و تندخو قامت دراز نیسان کو البرز زبردست تیز جنگ قوی گر نظم

ہمہ جسم او بود چون پر زاغ	سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ	تنآور بقامت لباز ورمند
برہنہ بد وسفت و بالا بلند		

جھولی سحر کی گلے مین ڈالے ایک اژدر پر سوار میدان مین ہے اور دوسری جانب جو لشکر کہ آراستہ ہے اس لشکر سے اس دیو کے مقابلہ مین ایک شہزادہ حور نژاد و قمر پیکر شیر صولت گردون شہامت فلک بارگاہ کیوان کلاہ سلیمان حشم ظفر مجسم جہاندار کشورستان نصرت و شوکت اسکی جبین با تمکین و مبین سے عیان آیا ہے اسکی تنومندی اور زور بازو کی یہ کیفیت کہ عیاران راحہ بیان نظم

بہ بالا ز سرو سہی برتر ست	ز مشک سیہ بر برش افسر ست	رخش را توان گرد نسبت بماہ
اگر ماہ دارد دو زلف سیاہ	ہنرہا و دانش ز دیدار بیش	خرد را پرستار دارد بپیش
فروبستہ از ترک رومی زرہ	زدہ بر زرہ بر قبا او ان گرہ	یکے گرزہ گاو پیکر بجنگ
زدہ بر کمر چار تیر خدنگ	ببازو کمان و بزین بر کمند	میان را بزرین کمر کردہ بند

چنانچہ اُس شہریار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز و خنجر سب حربہ اُسکے رد کر کے ابند و ست اُسکا ہنگام تیغ افگنی پکڑا اُسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون زمین پر اُتر آئے مرکب چھوڑ دئیے کشتی بقصد درشتی آغاز ہوئی دو گھڑی کی کشتی مین اس نوجوان نے اُکھڑ کر جو مارا چار دن شانے چت اس خبیث کو کیا اور سوال اپنے دین مین آنے کا کرکے وقت انکار یا نون بکمر زیر یاد باکر مثل کرباس لوسیدہ چیر ڈالا فوج اُسطرف کی لنیا الینا کہکر چلی اس شہریار نے کود کر پشت مرکب پر اپنے تئین پہونچایا اور تیغ بکف ز غنہ فوج دشمن مین در آیا اور یہ حال کیا کہ نظم

ہمی رفت از آن گونہ بر تان شیر	ز فوج عدو ان چندان بکشت	کہ گفتی جہان تیغ دار بہشت
ہمی تاخت بر شان شیر ژیان	نہنگے بجنگ اژدہائے ہژبر	چنین تا بلشکر گہ دشمنان
	زمین شد ز دشمن چو دریائے خون	جہان جوی را تیغ بد رہنمون

وہ فوج رو بفرار لائی اور بھاگ کر اندر قلعہ کے گئی پل تختہ اُٹھا لیا فیلبند دروازہ بند کر لیا قلعہ پر سے توپ پڑنے لگی

فوج جو قتل کرتی آتی تھی وہ رُکی لیکن شہزادہ فلک جاہ لیسان شیر غضبناک توپون سے بھی نہ رکا اور گرز سے گولے رد کرتا جانب قلعہ چلا اسوقت تمام میدان آتشین تھا دشت سب خون مقتولان سے رنگین تھا دھوان ابر کی طرح چھایا تھا برق رنجک کی چمکتی تھی گولہ اولہ کی طرح برس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یہ پیش نظر جو آسمان ہے
گویا کہ ہین رات کو ستارے
بیشک اُٹھین توپون کا دھوان ہے
آواز اگر سنے تو فرق
پیدا جو دھوئین مین ہین شرارے
بجلی بھی ہو ڈرکے بحر مین غرق

شہزادہ اُٹھتا بیٹھتا گولے سے بچتا قریب خندق پہونچا اسوقت نفط کے حقہ قارورہ آتش تیر و خشت وغیرہ پڑنے لگے اُسنے سپر فراخ دامن منھ پر رکھکر سب آفتین جھیلین اور گرز چھولا دیکر خندق کے اُس پار پھینکا پھر آپ مرکب سے اُتر خندق فرا گیا قلعہ پر توپ بند ہوگئی مگر بُرلے چھپرون مین آگ دیگئی تیل کے کڑھاؤ اونڈیلے گئے اس دلاور نے بڑھ کر پھاٹک سا توڑا گرز پڑتے ہی پھاٹک گرا اب تو توپ بند ہوچکی تھی فوج اس بہادر کی خندق پاٹ کر اُتر آئی قلعہ مین بھگدر پڑی ساحران قلعہ نے سحر بھی ہر طرح کے کیے لیکن کچھ اثر نہوا سرکشان قلعہ مارے گئے بعضے اسیر ہوے رعایا نے چادر امان ہلالی اندر قلعہ کے کچھ دیر کشت و خون رہا آخر اُس مرد جنگی نے سرسواری قلعہ تسخیر کرلیا یہ ماجرا جو افراسیاب نے دوربین سحر مین دیکھا حیران ہوکر نیلم جادو سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے بیرون طلسم قریب دربند آخر طلسم کون سا قلعہ ہے اور مین نے ابھی دوربین مین یہ ماجرا دیکھا ہے اس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے یا کوئی تمھارے ملک مین واقفیت رکھتا ہے اُسنے یہ سنکر خود دوربین بادشاہ سے لیکر اُس قلعہ کو دیکھا اور اُس دلاور اور اُسکی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا کہ یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے اُسکو قلعہ زرد کوہ کہتے ہین اور حاکم اُسکا زردمان اژدر سوار تھا جسکو آپنے دیکھا کہ اس بہادر نے چیر ڈالا یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش مالک قلعہ کوہ خورشید کا فرزند ہے اور نام اسکا جہانگیر بن خورشید ہے اور اسکا ایک بھائی اور ہے کہ اُسکو پہلوانی نہین آتی ہے مگر عیار بے بدل ہے اور نام اُسکا مہتر چالاک تیز رفتار ہے ملک خورشید ساحر زبردست ہے اُسنے ایک تختی طلسم بند کرکے اس شہزادہ کے گلے مین ڈالی ہے جسکی وجہ سے سحر اس لڑکے پر تاثیر نہین کرتا ہے اور اکثر قلعہ اُسنے تسخیر کیے ہین زور و طاقت مین رستم و سام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہے واقع مین نظیر نہین رکھتا ہے سنتے ہین کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہین پائے تھے از بسکہ لاولد تھا اپنے لڑکے مشہور کرکے پالا ہے لیکن تحقیق نہین معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ دونون لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت و عار رکھتے ہین ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہے اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہے یہ ماجرا جو افراسیاب نے اسکی زبانی سُنا بہت خوش ہوا اور دوربین مین صورت شہزادہ مذکور کی دیکھ چکا تھا خال سبز اور رگ ہاشمی چہرۂ انور پر نمایان تھے گیسوان خلیلی اور بالائے سلسلۂ اسمعیلی دوش پر چھوٹے ہوے تھے پس سمجھا کہ بیشک نسل حمزہ سے ہے اور ساحرون سے ملا ہوا ہے ضرور تیری اطاعت کریگا اب یہان سے چلکر ملک خورشید کو طلسم مین بلا اور دوستی کا برتاؤ کرکے طلسم کو کسب بر اُس شہزادہ کو روانہ کر غرضکہ یہ سوچکر دوربین سحر صندوقچہ مین رکھکر پریزاد کو حوالہ کی کہ وہ جس طرح لیکر آئی تھی اسی طرح لیگئی اور آپ تا دیر اُس کوہ پر بصد غرور ٹھہرا اور شراب پیا کیا پھر تخت سحر پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام تر باغ سیب مین آیا ارکان سلطنت

واعیان مملکت نے نذریں تعظیم کی تخت پر یہ جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار ساحر با وقار تخت کے گرد بیٹھا اور بار جمع ہوا جام مے گردش میں آیا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے میر منشی کو یاد فرمایا اور حکم تحریر نامہ دیا ابیات

بفرمود تا پیش او شد دبیر
قلم خواست رومی و چینی حریر
نویسندہ از کلک چون خامہ کرد
سوی شاہ خورشید نامہ کرد
ہم آنگاہ صد مرد از ساحران
گزین کرد گویا و شیرین زبان
در گنج بے رنج بکشاد شاہ
گزین کرد از ان پارہ تاج و کلاہ
ہم از گوہر و جامہ تا بر دید
ز چیزے کہ شایستہ تر برگزید
بر فندسی صد شتر وار بار
ہمان جامہ و گوہر شاہوار
دہ اشتر ہمہ بار دینار بود
صد اشتر ز گنج درم بار بود
بدہ پیل یک تخت زرین نہاد
بہ پیلے کہ پر مایہ تر زین نہاد

جب یہ تحفہ تیار ہو چکا منشی ندرت رقم نے نامۂ محبت مشحون ترقیم کر کے بادشاہ کو سنایا مضمون یہ تھا

نامہ شاہ افراسیاب بنا بر طلب جہانگیر بن حمزہ بنام خورشید تاج بخش محتوی بر انکسار و التجا المولفہ

پہلے تعریف سامری کی لکھوں
اور جمشید کا میں وصف کروں
بعد دو سو خداؤں کے اوصاف
ہے عیاں قلب ساحراں پہ صاف
انکی تعریف کیا لکھے خامہ
دوست کو اپنے لکھتا ہے نامہ
ناصر دین سامری کی شان
مرہم زخم سینۂ ریشان
رہبر راہ دوستی و ولا
جرس کاروان صدق و صفا
گل اقبال گلشن شاہی
زیر فرمان ہمہ سے تا ماہی
شاہ خورشید تاج بخش شہان
رہے آباد تا قیام زمان
رسمہائے وداد و خلت و شوق
دل سے کرکے ارادہ با صد ذوق
باغ الفت سے پھول چنتا ہوں
نقش پرداز مدعا ہوں یوں
باغ یکرنگی و محبت کے
گلشن دوستی و الفت کے
آپ گل ہیں تو خار ہم بھی ہیں
اسی گل کی بہار ہم بھی ہیں
خار و گل دونوں باغ میں آبار
پرورش پاتے ہیں بفیض بہار
ہے کرم سبز ابر آذاری
فیض باد صبا کا ہے جاری
باغ میں چلتی ہو جو باد بہار
تازگی بخش ہے وہ ہر گل و خار
اک شجر میں جدا جدا ہیں ثمر
ہیں برابر مزے میں سب یکسر
پیرہن میں جدا جو گوہر ہیں
رشتہ داری میں سب برابر ہیں
ہے مراد اس سے یہ شہ ذیجاہ
ہے ہماری تمہاری ایک ہی راہ
سامری کیش ہو جو تم ہم بھی
دور اندیش ہو جو تم ہم بھی
گرچہ شاہ شہاں ہوں میں لیکن
آپ کا میرا ایک ہے مامن
حیف ہے یہ کہ آجتک تم نے
دوستی کے ادا نہ رسم کیے
نہ کبھی آئے یاں نہ کچھ لکھا
واہ وا واہ یہ ہی چاہیے تھا
اور اگر کہیے تو نے کی غفلت
ہمسے پہلے جتائی اب الفت
شفقت من سبب یہ ہے اسکا
فکر میں مبتلا بہت میں رہا
یعنی کچھ لوگ بدظن و باغی
مجھ سے آیا وہ جنگ میں طاغی

ہین خداوند باختر مغلوب
رات دن ہے مجھے یہی وسواس
گوکہ اس حال مین ہون مین مصروف
بھیجتا ہون کہ ہووے لطف انگیز
وہ جہانگیر وصف شکن جرار
سر پہ تاج شہی مین اسکے رکھون
ختم کرتا ہون اس جگہ نامہ
ہووے فتنہ وزان رہو تم شاد

انکی بھی یاری دل سے ہے مطلوب
اسی اندیشہ و تفکر مین ہو
لیکن ہے تمسے اپنا دل مالوف
اپنے فرزند کو مع لشکر
تیغزن قاتل خطا کر وار
اپنے دشمن کی گوشمالی کو
رک گیا چلتے چلتے بس خامہ

بھیجا کرتا ہون فوج انکے پاس
آئینہ سا ہون مین تحیر مین
اس لیے نامۂ محبت خیز
لے کے تشریف لائیے یان پر
آئے اس جا تو ملک و مال ہیچ ولت
بھیجون اسکو مین اے شہ خوش خو
گلشن دوستی مین باد مراد

اس نامہ پر بادشاہ کی ثبت ہوئی اور اُن سو ساحروں کو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوئے تھے ایک ساحر عقیل جادو نامی کے تحت کرکے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا وہ خلعت سفارت سے مخلع ہو کر اپنے مقام پر آیا اور رات ہی چلنے کی کرنے لگا اتفاقاً یہ ساحر دریائے خون رواں کے اُس پار رہتا ہو جب اپنے گھر آیا تو اسکے جانیکی نامہ لیکر خورشید کی طرف خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہرخ نے سُنا کہ شاہ طلسم ملکۂ خورشید کو بلاتا ہو پس اسنے بلور سے کہا کہ اس حال کی خبر شاہ کوکب کو کرنا چاہیے اُسنے فوراً عرضی تحریر کرکے ایک طائر سحر کو روانہ کیا اور ایک داستان گو نے یون بیان کیا ہو کہ شاہ کوکب کو فکر لوح طلسم کی تھی اُسی فکر مین اُسنے اپنے اُستاد نور افشان جادو کو عرضی لکھی اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی اُستاد نے مضمون عریضہ مفہوم کرکے اپنے سحر کے زور سے جملہ کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمھارے طلسم کی لوح تو اچھی جگہ ہی کچھ فکر نکرو دیگر افراسیاب نے کوہ نیلم پر جاکر جہانگیر بن خورشید کو لڑتے دیکھا ہی چنانچہ اس شہزادہ ہین نشان نسل حمزہ کی ہین اس سبب سے اُسکے بلانے کو نامہ لکھا ہو اگر وہ آجائیگا تو تمھارے طلسم کے فتح کرنیکو شاہ جادوان اُسے بھجوائیگا تمکو اسکی فکر کرنا ضرور ہو جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا اپنے مقام سے ایک بخیہ بھیجا کہ وہ عمرو کو جو قلعہ ہفت رنگ میں تھا ان پاس تھے اُٹھا لایا عمرو نے جس طرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اسوقت بھی پایا غرضکہ آداب بجالایا بادشاہ نے تخلیہ کرا کر مشورہ کیا کہ اس بارہ میں خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ آپ بھی سفیر اپنا ملکہ خورشید کے پاس بھیجیے اور اُسکو اپنے پاس بلائیے وہ یقین ہے کہ دونون شاہ کو اپنا طالب دیکھ کر کسی طرف نجائیگا دوسرے یہ کہ مجکو بھی شہر خورشید یہ مین بھیج دیجیے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ مین سے پاؤن تو سکو اسکے حال پیدائش سے آگاہ کرکے راہ راست پر لاؤن تیسرے یہ کہ ایک خط مہرخ کو لکھ بھیجیے کہ وہ بھی ایک نامہ اپنے شریک ہونیکا ملکہ خورشید کو لکھکر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے شاید کہ وہ شراکت اسکی قبول کرے شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہرخ کو لکھکر بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہی کہ تم نامہ مشتمل منت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہین یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا جب ملکہ موصوف کو پہونچا اُسنے اپنے بیٹے شکیل کو کہ طلسم کی راہین خوب جانتا ہے نامہ دیکر مع کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا اُسکے ہمراہ مہتر برق عیار بھی چلا اُسکے نامہ کا حال بروقت پہونچنے ملکہ خورشید کے بیان کیا جائیگا لیکن حال کوکب سنیئے کہ تحفہ اے گرانبہا اور

کشتی ہائے جواہر پر از اسباب طلا اور چند اشیائے طلسم ایک ساحر ذو فنون جادو نام کو دیکر کئی سو ساحر ہوشیار اسکے ہمراہ کیے اور منشی بلاغت طراز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا اُسنے عروس قرطاس کو زیور درہائے مضمون سے یون آراستہ فرمایا

نامہ کوکب روشن ضمیر بجانب ملک خورشید تاج بخش مشتمل مضمون توحید و تحمید و ہدایت تنویر لمولفہٖ

کرون پہلے حمد خدائے قدیر
خداوند خلاق شمس و قمر
وہی سب کا خالق وہی بادشاہ
جسے چاہے پل بھر مین عزت وہ دے
غرض اسکو ہے سب طرح اختیار
کہ مغرور سے رب ہو بیشک نفور
لکھا جاتا ہے بعد رسم سلام
خرو گستر و حاکم جرم پوش
شہ نامور خسرو رو زنگار
جہاندار و کیخسرو کج کلاہ
ہے رسم مروت کے شایان یہی
اولوالعزم عاجز کے ہون دستگیر
مدد اسکی کرنا ہے لازم تجھے
ہمیشہ ہین وہ حامی مستمند
درخشان ہین گو نجم افلاک پر
کرے جب تو ہو سنگ لعل خوش آب
نباتات کا دیکھکر حال زار
وہین آب صاف اس سے ظاہر ہوا
کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا
خدا کا ہمیشہ ہے اسیر عتاب
تمھین بھی نہین چاہیے اے شفیق
میری سمت آنا گوارا کرو
عمرو و مہرخ و حمزۂ نامدار
نصیحت سے خالی نہین یہ پیام
وہی سب کا ہے خالق بے نظیر
جہان اُسنے اک کن مین پیدا کیا
اُسی کے ہین محتاج شاہ و سپاہ
ذلیلون کو کرتا ہے دم مین جلیل
وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار
اسی وجہ سے شاہ خورشید کو
کہ اے شاہ فرخندہ پے نیکنام
خداوند لشکر خداوند تخت
سرافراز و گردن کش و تاجدار
سعادت قرین ملک زیر نگین
ہے دنیا مین کار نمایان یہی
یہی میرے دل کو بھی آیا خیال
کہ خالق جزا اُسکی محشر مین دے
فلک گرچہ سرکش ہی پیدا ہوا مگر
مگر روشنی بخش ہین خاک پر
شجر جتنے ہین بارلائے ہوئے
گہر اشک کے ابر کرتا نثار
اُسی طرح سے اے شہ تاجگیر
دکھاتا ہے منھ اُسکو روز جزا
نہ تھی اُسکی شرکت گوارا مجھے
کہ ایسے کے جاکر بنو تم رفیق
اگر آپ یان آیئے مہربان
یہ سب ہونگے خوش اور مین خاکسار
رہے ملک آباد خلقت ہو شاد
خداوند بخشندہ و دادگر
مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا
جسے چاہے دم بھر مین رسوا کرے
جلیلون کو کرتا ہے دم مین ذلیل
نہین چاہیے ہے کسی کو غرور
شہ دادگر رشک جمشید کو
شہ خسروان صاحب عقل و ہوش
شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت
خداوند دیہیم و ملک و سپاہ
رہے کانپتا تجھ سے مہر مبین
ہمیشہ ہون سرکش سے نفرت پذیر
کہ مہرخ ہو دنیا مین عاجز کمال
جہان مین ہین جس مرتبہ سربلند
مگر وہ زمین پر جھکائے ہے سر
فلک سے نظر مہر کی آفتاب
زمین پر ہین سر کو جھکائے ہوئے
زمین پر نسیجا جو دل کو وہ کا
زمانہ مین عاجز کے ہین دستگیر
ہے مغرور سرکش جو افراسیاب
خدا کے غضب کا ہی یارا اُسے
غریبون سے لطف و مدارا کرو
تو احسان فرمایئے مہربان
کیا ختم اس جا پہ مین نے کلام
ترقی پہ اقبال و دولت زیاد

صحیفۂ گرامی مہر شاہی سے بعنوان شائستہ مزین ہوا اور ذوفنون تحفہ جات لیکر کئی ساحروں کے ہمراہ مع خواجہ دیباچہ چلا
اور اسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملکہ خورشید یہ قریب تھا طلسم کے باہر نکلا اس طرف سے قاصد فرستادۂ
افراسیاب دریاے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اُس دربند پر کہ جدھر سے شہزادہ اسد آئے تھے پہونچا اور طلسم
سے باہر نکلکر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑ کر جانب خورشید یہ روانہ ہوا اُسکے پیچھے پیچھے شکیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر
نکلا اور اُسکے جانے کی خبر افراسیاب کو بھی ہوئی مگر اُسنے اس سبب سے اُسکو نہیں روکا کہ نامہ لیکر خورشید کے بلانے کو یہ
بھی جاتا ہے دیکھوں تو کہ وہ اوسکو کیا جواب دیتا ہے اور کس کے پاس آتا ہے پس اہل دربند کو حکم بھیج گیا کہ
طلسم کے باہر قاصدوں کو جانے دینا فی الجملہ یہ سفیر تو اس طرف سے اور ذوفنون اپنے طلسم کی طرف سے وارد ملک
خورشید یہ ہوے زمین سرسبز او رجاے دلکش و آباد دیکھی صحرا مین درخت لہلہاتے زراعت سبز و خرم درخت میوہ دار
گل اپنا جوبن دکھاتے دریا اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری قاصدوں نے قریب شہر پناہ پہونچکر خیام برپا کرائے
اور نزول کیا عمرو جو ہمراہ سفیر کوکب آیا ہے وہ سب اپنے ہمراہیوں سے جدا ہوگیا اور صورت اپنی ساحروں کی
ایسی بنا کے علحدہ ٹھہرا الغرض طرف جہانگیر قلعہ فتح کرکے اپنے پدر نقلی پاس آیا تھا خورشید دارالامارۃ مین سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما تھا فرزند کے فتحیاب ہوکر آنے سے جلسۂ عشرت آغاز کرایا تھا جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہرکاروں نے
سامنے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود ایلچیان مسعود عرض کی اُسنے سرداران ذیشان کو اپنے ایلچیوں کے لانے کو بھیجا سردار
باہر قلعہ کے آئے تینوں ایلچیوں سے ملاقات کرکے کہا کہ چلیے حضور مین آپ کی طلب ہے اُنھوں نے کہا بہت انسب
ہے پس درباری لباس سے آراستہ و مخلع ہوکر تمام تحفہ ہمراہ لیکر روانہ ہوے دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلاکار پایا
کئی ہزار سوار محافظ بصد وقار پایا اندر آکر شہر تمام گلزار پایا عمارتین استوار و محکم بنین دُکانین محرابدار و منقش و
رنگین ہر عمارت کے بالاخانوں پر کنگرہ رکھے ہوے کنگرۂ چرخ سے برابری کرتے کمرے بروج فلک کو رشک دیتے کٹھرے
رشک وہ خطوط کہکشان و شوارع آفتاب تھے نیچے مکانات کے صرافہ و بزازہ آراستہ تھا ہر قسم کا تاجر و ہر طرح کی اشیاء
نفیسہ کا بازاروں مین انبار تھا ہر ایک بدل و جان اُسکا خریدار تھا گنج مین جھنڈے گڑے تھے اناج کے ڈھیر لگے تھے
ڈنڈے سے کسالوں کی خدمت کر رہے تھے بنیئے چلمین پی رہے تھے تولیے تولتے وقت آوازین دیتے تھے برکت ہے جی برکت ہے
ہوتا ہین گویا ہینا ہین تینا خریدا جسکی مین اناج لیکر رکھتے تھے اسی طرح سے یہ سفیر والا تدبیر ہر مقام کی سیر سے سیر ہوے
دارالامارۃ مین پہونچے فرق زنجیر ہٹی اندر داخلہ ہوا عجب دربار نظر پڑا کہ گردا گرد دن کشن کرسیوں اور دنگلوں پر متمکن ہین
ساحران ذی رتبہ اور دلاوران صف شکن ہین قریب تخت شاہی دنگل جواہر آگین بچھا ہے اُسپر شہزادہ جہانگیر تشریف فرما
ہے اور کئی سو زینہ کا سریر یاقوت و زمرد سے آراستہ ہے اُسپر ملکہ خورشید جلوہ فرما ہے تاج جسکی بہا مین کم ہفت کشور
کا خراج سر پہ رکھے ہے اور کئی ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہے چتر پال ہما کا
گردش کرتا ہے پری چہرگان سازینیے مجرے کو حاضر ہین جام زرنگین دست شاہ مین خوشنما ہے **نظم**

ز دیباے چینی و از پرنیان	درفشی یہ ہر پردہ اندر میان	تو گوئی بہشت است یا بزمگاہ

سپہر برین ست یا قرص ماہ — نشستہ بران تخت خورشید شاہ

نہادند در پیش تختی زعاج — بگرد اندرون پہلوان سپاہ

بآرائش تخت کرسی ساج

ایلچیون نے اس کروفر کو دیکھ کر
مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور ستایش کنان حسب ایماے شاہ قریب آکر اول تحفے و ہدایا پیشکش کیے اور نامہ دیے بموجب
حکم کرسیون پر بادب متمکن ہوے منشی عطارد رقم طلب ہوا بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سراپردہ دارالامارۃ اٹھواکر
جلوخانہ مین اسپ و فیل دفتر جواہر از گنج و درم بادشاہون نے تحفہ مین بھیجے تھے اپنے نظر کی پھر نامہ وغیرہ پڑھے گئے جس طرح
دونون بادشاہون نے نامہ مین مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا ویسا ہی کچھ مہرخ نے بھی لکھا تھا یعنی یہ قلمبند کیا تھا کہ
اے شاہ شاہان سرتاج خسروان جہان ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ مین عاجز و مسکینہ بے یاور و نہایت مضطر
ہون اتنے بڑے شاہ ساحرون کے بادشاہ سے مقابلہ ہے اور کوئی سواے خدا کے نہین وسیلہ ہے امید
ملازمان درگاہ فلک پائیگاہ سے رکھتی ہون کہ میرے حال زار پر غور فرما کر میری مدد فرمائیے دشمن کو میرے روز بد دکھائیے
زیادہ دعاے دولت سگالی یہ کہ خزانہ افزون اور ملک آباد عیش و عشرت مقرون ہو جب یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے
جب سنے شہزادہ جہانگیر کی طرف مسکرا کر دیکھا شہزادہ موصوف نے فرمایا کہ شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہے ہر چند کہ
در پردہ اسنے ہمکو متکبر اور بے ایمان بنایا ہے مگر مضمون بہت نایاب ہے قول اسکا براہ صواب ہے عاجزون ہی
کی شراکت کرنا کار مردان بنرد آزما ہے اسی بات سے خوش خدا ہے پس کوکب شریک مہرخ ہے ہمکو بھی اسی کی
شراکت زیبا ہے افراسیاب تو خود شہنشاہ ساحران ہے اسکی اعانت کرنا ننگ بہر مردان ہے ملک خورشید نے
جب یہ تقریر شہزادہ کی سنی از بسکہ اصل مین تو اسکی کچھ حقیقت نہین ہے مثل اور قلمرو داران یہ بھی ہے شہزادہ کے
سبب سے توقیر ملی ہے اسوقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا اسکو خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہے
ایسا نہو جو شہزادہ مارا جائے ملک و مال ہمارا جائے چنانچہ شریک اسی کے ہونا چاہیے پھر یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہزادہ فرزند
حمزہ ہے ضرور عاجزون کا طرفدار ہوگا پس ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ یہ کسی طرف نہ جائے یہ سوچ کر زبان حیلہ ساز کو مکاری سے
آشنا کیا اور کہا اے فرزند دلبند کوکب کا شریک عمرو عیار ہے جسکا مالک زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ نامدار ہے اور
عمرو سردار لشکر مہرخ ہے پھر مہرخ کو بھی کچھ احتیاج کسی کی استمداد و اعانت کی نہین حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب کو
اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہے کہ کسی جانب بنا بر اعانت عنان عزیمت منعطف نہ کرو اور میرے نزدیک افراسیاب
ہی کی مدد کرنا زیبا ہے کیونکہ وہ خداے باختر کی طرفداری کرتا ہے اور ہمارا دین اور اسکا ایک ہے ہمکو چاروں طرف سے
گھیر لیے دیتوں نے روز بد دکھانا چاہا ہے شہزادہ نے جب یہ تقریر سنی فرمایا کہ بہادران جلادت شعار سے یہ کب
ہو سکتا ہے کہ کوئی انکو بہر زور آزمائی بلائے اور وہ نجائے اور کوئی اُس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے بیت عروس
مملکت آن مرد در کنار گرفت ⁂ کہ اول از گہر تیغ داد کابینش ⁂ بلکہ مصرع مہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست
اچھا اس مقدمہ مین خوب غور کر کے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائیگا اب بزم عشرت بہر دعوت ایلچیان شاہان
عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو یہ حکم سنکر ساقیان مہر لقا و مطربان خوش نوا و شیرین ادا حاضر ہوے اول گوشمالی طنبور کو

دی گئی اور طبلون کو طمانچہ تھاپ کے پڑنے لگے قانون سرود بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا۔ نظم

تھی یہ دھج کی وان بندھی ہوئی دھن
بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
کس طرح کرین نہ دل کو تسخیر

سن سنکے سب اہل فہم تھے سن
آتی تھی زبان پہ جو کافی
وہ کھینچتے تھے ہوا پہ تصویر

بھیرون کا تھا بزم مین جو چرچا
تھی غارت ملک دل کو کافی

اسی ہنگامۂ عشرت مین عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ ایک کلاونت پیر زمین گیر دربر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی دربار ہے کیا حکم ہوتا ہے شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا کلاونت مذکور سامنے آیا دیکھا کہ پیر نہایت نحیف ہے پلکین تک سفید ہین ایسا ضعیف ہے ڈاڑھی تا بہ سینہ ہے پان تک کی پیک بہی ہے کرتا آب روان کا گلے مین گلبدن کا پائجامہ پاؤن مین کمر سے نے لگی پکھاوج ہاتھ مین لیے ہے پگڑی شیر و شکر کی باندھے ہے پس اُس پیر نے سامنے آکر دعا دی کہ سامری بنائے رکھے سرکار کا بھلا ہو مین بھی نام سنکر دور سے آیا ہون دامن آرزو خالی لایا ہون آج مالا مال ہو کر جاؤنگا شہزادہ نے پوچھا کہ تو کہان کا رہنے والا ہے اُسنے کہا بلالون ام الجبال مین رہتا ہون مگر میرا رہنا کیا کا مرد دیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلدیپ سب جگہ پھر آیا ہون کل اس بستی مین وارد ہوا تھا آج سرکار مین آیا ہون فلک کا ستایا ہون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اپنا کمال ظاہر کر پیر نے نے کو منھ سے لگا کر بجانا شروع کیا پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا اہل بزم کیا در و دیوار زمین و زمان کو حالت محویت ہوئی۔ نظم

یہان تک بجائی کہ دیوار و در
گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل

کھڑے رہ گئے ہوش کھوئے ہوئے
تو جون شمع اشک آئے سب کے نکل

یہ کہہ اُسنے اور نے کو ہونٹھون پہ دھر
نظر جو پڑے وان سو روئے ہوئے

بعد کچھ بجانے کے توقف پذیر ہوا شہزادہ نے بیچین ہوکر کہا کہ اے مرد باکمال واسطہ اپنے دین و مذہب کا ہم لوگون کو نیم بسمل نہ چھوڑ پیر نے عرض کیا کہ اے شہزادۂ فلک جاہ یہ بڈھا شراب کا عادی بہت ہو اگر میخانہ میرے سپرد فرمایئے تو البتہ حظ کافی اور لطف وافی اُٹھایئے شہزادہ نے ساقیون کو حکم دیا کہ میکدہ اسکے حوالہ کرو پھر تو ساقیون نے سبو و ساغر لاکر حاضر کیا یہ نقشہ ہوا کہ بیت۔ بنکر فقیر بیٹھا بھٹی پہ رند بیتراد۔ سب مغبچون نے ملکر پیر مغان بنایا۔ کلاونت کہ اصل مین عمرو ہے اور بیان کیا تھا کہ ایلچی کے ساتھ سے یہ جدا ہو گیا تھا اسوقت گویا بنکر آیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے پاس بھیجون اور اسکی پیدائش کا حال ظاہر کرا دُون فی الجملہ اب میخانہ پر قبضہ پاتے ہی شراب کو کنٹر اور گلابیون مین اُلٹ پھیر کرنے لگا اور کئی مقام پر اسکا میخانہ سجانا بیان ہو چکا ہے اسی طرح یہان بھی درست کرنے لگا اور اسی انتظام مین شراب کو آغشتہ بدارو بیہوشی کیا اور نے بجاتا جام پیالۂ شراب ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا شہزادہ نے جام اُس سے لیکر پینا چاہا مگر عیار شہزادہ موصوف کا مہتر چالاک کہین گیا ہوا تھا وہ آگیا اور اُسنے وقائع نگارون کی تحریرین عمرو کی عیاریان پڑھی ہین اور تعریف گانے کی اور نے بجانے کی لکھی دیکھی ہے پس اسوقت یہان ویسا ہی جلسہ جو اُسنے دیکھا اور از سرتا پا عمرو پر نظر کی بنگاہ اول پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے اور ایلچیون کے ہمراہ آیا ہے دستبرد کیا چاہتا ہے چنانچہ اُسنے پہچان کر جام شہزادہ کے ہاتھ سے لیا اور خواجہ کو دیا کہ اے پیر ساغر پہلے تو پی پھر اور کو پلانا خواجہ نے اُسکے ہاتھ سے پیمانہ لیکر اُسکو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چھریرے

بدن کا انسان پایا کہ کمند بازوؤں سے باندھے فلاخن سر سے لپیٹے توڑا پتھر کا لٹکائے بانہ ہے عیاری
سے درست نہایت چالاک و چست ہی بعینہٖ میرا فرزند معلوم ہوتا ہے میرے لڑکوں سے بہت مشابہ معلوم
ہوتا ہے غرضکہ جب اُسنے جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اُسکی نگاہ بچا کر ایک تباسا کمر سے نکالا وہ تباسا دافع دارو
بیہوشی تھا چاہا کہ اُسکو شراب میں ملا کر جام کو پیے مگر چابک بہت ہوشیار تھا اُسنے تباسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا
عمرو سمجھا کہ بھید میرا کھلگیا اب اس ناشدنی کو بھی گوشمالی دینا چاہیے یہ سمجھکر ذرا جو ہاتھ کو کس دیا ہاتھ چابدست تھا
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا خواجہ نے ایک دھول اُسکے لگائی اور کلاہ اُسکی لیکر جست کی دیوار پر دارالامارہ کی پہونچا
چابک دھول کھا کر منفعل ہوا تھا پکارا کہ ساحر کوئی اس ناعیار پر سحر نہ کرے میں ابھی پکڑے لاتا ہوں یہ کہکر
آپ بھی دربار سے باہر نکلکر چلا لینا لینا کا شور ہوا عمرو اس عرصہ میں دیوار پھاند کر بھاگا کا ملازمان شاہی جو ہمراہ اور
سپاہی پیچھے دوڑے چابک نے سب کو روکا اور کہا وہ عیار اکیلا ہے مجکو بھی اکیلا ہی لڑنا زیبا ہے اگر سب نے ملکر گرفتار کیا
تو فن عیاری کے خلاف ہو ایک سے ایک ہی کا بہتر مصاف ہے غرضکہ سب تو ٹھہر گئے یہ تنہا عقب خواجہ چلا عمرو نے جو
اُسکو آتے دیکھا ایک سپر بھاگتے ہی میں زنبیل سے نکالکر زیر بغل چھپالی حال اس سپر کا آگے بیان ہوگا چنانچہ
اسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی میں شہر کی آیا کہ جدھر رستہ نکلتا تھا ساتھ ہی چابک بھی ہاں
پہونچا اور للکارا کہ او ناعیار اب کہاں جائیگا عمرو نے بھی تیغچہ زنبیل سے نکالکر کھینچا اور نعرہ کیا کہ آ تو سہی جوانا
مرگ وہ عیار طرار لسان برق جہندہ جا ہی پڑا اور تیغچہ مارنے لگا خواجہ نے دو ایکبار تو تیغچہ اُسکا خالی دیا پھر جو اُسنے کمر
کو تاکر سر پر ہاتھ مارا خواجہ نے وہ سپر جو زنبیل سے نکالی تھی اُسکے سامنے کردی اس سپر پر کاغذ صرف منڈھا تھا
اندر اُسکے غبار بیہوشی بھرا تھا تیغچہ جو سپر پر پڑا وہ بیچ سے شق ہوئی اور غبار بیہوشی میں چہرہ چابک کا چھپ گیا
تڑاتڑ کئی چھینکیں اُسکو آئیں اور بیہوش ہوکر گرا اُسنے پیرہن اُسکا اُتار کر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگا کر اُسکو
مثل اپنی صورت کے بنایا اور آپ معجزہ طلب کرکے اُسکی ایسی صورت بنا اور اُسکو اسی طرح بیہوش مشکیں باندھکر
دوش پر لادکر دارالامارہ میں سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا اُسکو ستون بارگاہ سے باندھکر
ہوشیار کرو اُسنے کہا اُسکو ہوشیار نہ کرائیے ورنہ پرواز کریگا آپ جب بزم عیش سے اُٹھیے گا اُسوقت اُسکو ہوشیار کرکے
قتل کیجیے گا شہزادہ نے کہا بہتر ہے اُسنے ستون سے اُسکو اسی طرح بیہوش باندھ دیا اور شہزادہ سے کہا ان الجھیوں
کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ عیار چلے آئے ہیں آپ ساقیوں اور فراشوں خدمتگاروں وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے
نکلوا دیجیے اور میخانہ میرے سپرد کیجیے تاکہ میں شراب پلاؤں مبادا عیار زک دیں تو بڑی ذلت کا سامنا ہو
شاہزادہ تو اُسکو اپنا بھائی جانتا ہی اُسنے اسکے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دیدیا وہ تو باہر نکلگئے اور اُسنے
میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب جو پہلے کی تھی اُسکو بظاہر علیحدہ کردیا کہ یہ خراب ہے لیکن وہ سب بیہوشی آلود تھی کچھ ایسا
پھیر بدل کیا کہ اُسی شراب کے ساغر بھر کر شہزادہ کو دیا اُسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر تو سب انجمن کو وہی شراب
پلائی ہر ایک پر کچھ دیر میں بیہوشی چھائی گرمی جو معلوم ہوئی اُٹھکر ٹہلنے کا ارادہ کیا طمانچہ بیہوشی کا ایسا لگا کہ

اوندھے منھ گرے لمحہ بھر مین تمام محفل بیہوش ہوگئی عمرو نے پہلے ذوفنون کو جو ایلچی شاہ کوکب کا ہو اُٹھا کر زنبیل مین رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر چالاک کو ہوشیار کرکے سلام کیا اُسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا پایا اور رنگ محفل نہ پایا سمجھا کہ عمرو بلائے بد ہی وہ پھر غالب آیا غرض تاؤ پیچ کھا کر چپ ہو رہا اور عمرو نے اسکے چلانے کو پہلے لوٹنا شروع کیا جہانگیر کو زنبیل مین نہ رکھا تمام دربار کے کپڑے اُتار لیے ملک خورشید کا تاج لیا اسی طرح یہ لوٹ پڑ اب اور ماجرا سنیے یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اُسکو ہوا کہ دیکھوں جہانگیر آتا ہے یا نہین اسی تردد مین آخر اُسکو تاب نرہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا یہان عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار بیہوش ہے اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہے ایک عیار ستون سے بندھا ہے بس یہ دیکھتے ہی اُسنے کہا کہ واے مردیم ایسے بڑا غضب ہوا عمرو ملک خورشید یہین پہونچ گیا سب کو قتل کیا چاہتا ہے یہ کہکر چاہا کہ کسی ساحر کو اس طرف بھیجے پھر سوچا کہ جبتک کوئی جائیگا وہان خاتمہ ہوجائیگا تو آپ چل بس اُس اضطرار مین کچھ کسر شان پر بھی دھیان نہ کیا کڑکڑا کر اڑا اور از بسکہ یہ بادشاہ طلسم ہے بہت جلد راہ طے کرتا ہے اسوقت یہ دارالامارۂ خورشید پر آکر چمکا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹ کر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اسکے آنے سے برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا عمرو سمجھا کہ مقرر کوئی آفت آئی بس بہت جلد گلیم اوڑھ کر الگ ہوا اس عرصہ مین شاہ جادوان دربار مین اتر کر ہوائے آیا اور ابر سحر برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آیا اور اپنے تئین برہنہ دیکھ کر جامہ خانہ مین جا کر لباس پہنا سردارون نے پوشاک منگوا کر زیب تن کی ادھر شاہ جادوان نے چالاک کو ستون سے کھولا ملک خورشید افراسیاب کو پہچانتا تھا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا آپ بادب تمام زیر تخت بیٹھا شہزادہ جہانگیر سے کہا بابا اُٹھو شہنشاہ کو تسلیم کرو نذر دو زہے نصیب ہمارے جو حضور تشریف فرما ہوے شہزادہ اٹھ کر رسم تعظیم بجالایا افراسیاب نے بافرط شفقت سے پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھالیا اور کہا اے شہزادے تم نے اُس دزد مکار کو دیکھا اگر مین اسوقت نہ آجاتا تو وہ سب کو ہلاک کرتا اسی طرح اُسنے میرے تمام طلسم مین تہلکہ ڈال رکھا ہے اب تم کو لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہے اُسکے طلسم کو توڑو تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور مین اور باغیون کا خاتمہ کرون اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئیگا اگر تم اُسپر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان تمھارا ہے خداے باختر کو تمام دُنیا سجدہ کریگی تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ کا زمانہ پھر تسخیر ہوگا خداوند باختر طرہ پیغمبری کا دینگے سپہ سالار قدرت خطاب عنایت کرینگے لشکر ملائکہ خداوند تمھارا مطیع ہوگا مین جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا آیندہ تمھین اختیار ہے جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا اُسنے جواب دیا کہ اے شہنشاہ مین ملک کوکب مین گھس کر اتنی تلوارین مارونگا کہ ندیان خون کی بہادونگا اور اُس نا عیار کو وہ سزا دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا یہ کہہ کر ایلچی کو کوکب کے تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیون لایا ہر چند کہ ایلچی کو قتل کرنا زیبا نہین لیکن اس شرارت کی سزا دینا ضرور ہوا غرضکہ بہنگام تلاش مہرخ و کوکب کے سفیرون کو نہ پایا اُن کے ساتھیون کو حکم دیا کہ ابھی ہمارے ملک سے نکل جاؤ اور تحائف بھی پھیر لیجاؤ اور کہدینا اپنے آقاؤن سے کہ ہم آتے ہین ہوشیار رہو وہ سب تو بے نیل و مرام یہ پیام

لیکر پھرے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے افراسیاب کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ عمرو اور برق اندر دار الامارہ کے نہ آسکے سحر ایسا تھا کہ جب قصد اس طرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہو جاتے ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوے حال اُنکا بیان ہوگا یہان جام مے ارغوانی کا دور چلا کیا ناچ ہوا اغذیہ لطیف سے نعمت خانہ آراستہ کیا گیا ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا بزم جمشید و کی کوش انجمن پہ رشک آتا تھا راجہ اندر کا اکھاڑا جمع تھا کہ ابیات

دیوانہ ہر پری دل زار
تعریف سے جسکی بات باہر
نغمون مین شراب کا اثر تھا
قلقل کی صدا کے کان طالب

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
پروانہ ہر چراغ رخسار
آغاز ہوا وہ نغمہ تر
جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا

جسمین کہ یہ ساز تھا یہ سامان
اللہ رے جوش نغمہ تر
بیخود ہوے سُن کے سب برابر
شیشون کا تھا اشتیاق غالب

ایک دن اور شب بھر جلسہ دعوت رہا جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برامد ہو کر مہمان کاشانہ سپہر ہوا اور بزم شبینہ انجم برخاست ہوئی کہ بیت دُنیا مین ہوئی جو صبح پیدا خورشید فلک ہوا ہویدا + افراسیاب وہان سے رخصت ہوا جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کر کے مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہ جادوان یہ مژدہ سنکر شادان و خندان کنان اُڑکر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیتا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے غرض چند عرصہ مین یہ تو باغ سیب مین پہونچا اور آتے ہی نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ اے خاتون پسندیدہ ما بدولت لشکر ساحران ہمراہ لیکر بمقابلہ تمکو امان تم آؤ اور بارگاہ زربفتی طلسمی ساتھ لاؤ آرائش و زیبائش انجمن عشرت دہ چند ہوتا کہ ایک مہمان بہتر از دل و جان آتا ہے وہ محظوظ و خرسند ہو ہم بھی تمھارے پاس لشکر مین آئینگے اور حسن انتظام تمھارا ملاحظہ فرما کر خلعت سرفرازی تمھین پنھائینگے یہ نامہ طائر سحر جب ملکہ مذکور پاس لایا اُسنے گنبد نور پر سے چلنے کا سامان کیا مع مصور و صورت نگار وابرق و سرمایہ و شکوہ زرین تاج وغیرہ سرداران لشکر و ارکان سلطنت کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے بحشم و خدم ھصار طلسم سے باہر نکلی اور دریاے خونزدان سے اُتر کر جس مقام پر کہ پہلے اُتری ہوئی تھی اُس جگہ فرودگش ہوئی لشکر لشتہ رنگین حصار حوالی مین میدان رزم کا فاصلہ دیکر اُترا ناقوس اسقدر بجے کہ چرخ کے دوار مین صدا گونجنے لگی گھنٹے بجتے تھے کہ فلک مختلج مزاج کا دل دھڑکتا تھا طائران سحر اسقدر اُڑتے تھے کہ روے ہوا کالا تھا شعلہ ہاے آتش ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جلکر بشکل آبلہ تھا خیام و خرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا کثرت لشکر سے ارض وغیرہ مین زلزلہ تھا ترسول اور نیسول اس زیادتی سے زمین پر نصب تھے کہ پشت ارض خاردار تھی فلک ستمگر نے یہ پھل زمین کو دیے کہ گشت عالم مین تیغ و خنجر کے پھل پیدا ہوے تھے روح رستم و سام خوف سے زمین مین پنہان تھی ہلچل پڑی تھی آفت بے پایان نمایان گھوڑون کے ہمہمون سے فیلون کے چنگھاڑنے اشتردون کے بلبلانیسے دشت و کوہ گونجتا تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ موجب بیت جو حیرت بیا مدوران رزمگاہ بچرخ اندرون مہر گم کردہ راہ + مختصر یہ کہ عسکر شقادت اثر جب اُس دشت مین خیمہ زن ہوا طائران سحر نے یہ

خبر ملکہ مہرخ خوش سیر کو بھی پہونچائی کہ حیرت فوج لیکر پھر مقابلہ مین آئی اس حال کو سنکر عیاران نامور کیفیت دریافت کرنے کو روانہ ہوے اور مہرخ نے تمام لشکر کے افسرون کو حکم ہوشیاری کا دیا طلایہ لشکر کا بہت زبردست مقرر ہوا بازارون مین ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا اُدھر عیار یعنی جانسوز و ضرغام صورتین بدلکر خادم و فراش بنکر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جادو نے بعد اُترنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت وزیر کو لکھا کہ اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ مین حاضر ہو کر باغیون سے لڑی تھین جب عدو پر ظفر یاب ہوئین تو اپنا لشکر لیکر ہوائی طلسم مین چلی گئین لشکر تمھارا سور و ملخ سے زیادہ ہے اس لشکر کی نسبت میرا ارادہ یہ ہی کہ بہ استقبال مہمان عزیز شہنشاہ خوش اقبال بلاؤن لیس بفور دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے پھر حکم لشکر کشی دیا ہی اور ساحران نامی کو طلب کیا ہے یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر گیا صنعت لشکر لیکر ہوائی گنبد نور کی طرف چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ تیار کر رہی تھی حال اس سحر کا انشاء اللہ مذکور ہوگا چنانچہ جب اس قحبہ کو نامہ ملکہ طلسم پہونچا سحر ہفت بیضہ درست ہو چکا تھا بس نامہ پڑھکر حکم کوچ دیا اور آپ بھی بصد جاہ و عزت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ ملحق لشکر حیرت ہوئی فوج کو اس لشکر سے علیحدہ اُتروا کر آپ خدمت ملکہ مسطور مین آئی ملکہ نے بنا بر حکم شاہ جادوان بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ مین استادہ کرائی جس کے سامنے دریا بصد آب و تاب موجزن تھا کنارے کنارے اُس بحر کے دشت عزت بخش تھا لب دریا فرش پر تکلف بچھوایا جھاڑ سر بلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان گلبدن شراب ارغوانی کے جام و سبو لیکر وہان ٹھہرے رامشگران قمر پیکر ساز عشرت انداز و طرب خیز ساتھ لائے بارگاہ کے سراچہ اٹھوا دیئے بیچ بارگاہ مین ایک تخت زمرد کا بچھوایا برابر اُسکے دست راست کو بنگل یاقوت احمر کا تراشا ہوا گسترده کرایا اور گرد تخت زمردین کے کرسیان طلائی جواہر کار بچھوائین اور ایک کرسی پُر از نقش و نگار فیروزہ کی قریب مہتر چابک کیلیے آراستہ کرائی تخلخے ہوا کے رُخ پر رکھے گئے عود سوز و عنبر سوز سے تمام بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چرخ برین خسرو خورشید مبین کی بنسبت تر اور بے رونق تھی انجمن کواکب کی زینت اُسکے مقابلہ کے کب لائق تھی زہے کر و فر و خہے حسن انتظام کہ برجیس و کیوان کی زبان ثنا خوان زینت محفل پر نامیدہ فلک بلا گردان ہیبت اندر نے نہ دیکھی تھی یہ محفل : پریون کا بھی بیقرار تھا دل : اس محفل کی آرائش بروقت آنے جہانگیر کے بیان ہوگی اب ملکہ طلسم تو اس آراستگی مین مصروف ہے مگر جہانگیر نے بعد چلے آنے افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے اُنکے حاکمون کو نامہ روانہ کیے کہ ما بدولت بادشاہ کوکب سے لڑنے جاتے ہین تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلو یہ نامہ جب شاہان باجگذار کو پہونچے ہر سمت سے فوجین روانہ ہوئین یہان شاہزادہ ذیجاہ نے در خزانہ وا کیا اپنی ذاتی فوج کو آراستہ کیا کچھ عرصہ مین بارہ لاکھ کا لشکر سوار و پیدل کا درست ہوا ہر شخص بہر جنگ چاق و چست ہوا عرابہ زر سُرخ و سفید کے ہمراہ ہوکے علمون کے پھریرے کھل گئے رنگا رنگ کے پرچم بروے ہوا اُڑنے لگے روے ہوا بھی منقش و رنگین نظر آیا یا فلک شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا آمد سپاہ سے خاطر زمانہ پر غبار گرد لشکر سے سپہر دوار تیرہ و تار جب کار سازی

لشکر ہو چکی ملکہ خورشید تخت پر سوار ہوا شہزادہ کیوان کلاہ لبشت توسن تازی پر بعزم رزم سازی بیٹھا
ہزار ہا نقارہ بجے ساحران غدار جمشید منش سامری دش طائران و درندگان سحر پر چڑھکر چلے جھانجھ اور نفیر بجے نالہ
نائے ترکی کا شور ہوا آمادہ سرکشی پر اہل زور ہوا علم فیسر پیکر کا پھریرا سر پر ضیغم بیشہ صاحبقرانی یعنے شہزادہ جہانگیر
لاثانی کے کھلا پس پشت شہزادہ لاکھ سواران جرار کا انبوہ اور ایک سمت مہتر چالاک باصندوق عیاری پر سوار
گرد اسکے کئی ہزار شاگرد ملازم عیار اکتارہ بجاتے تسلنگیں لگاتے چلے آپسمیں بانک کے پیچ ہوتے جاتے تھے حقہ ہائے
لفظی چلتے تھے کہیں میدان دھوان دھار ہوجاتا ابر چھا جاتا آسمین تجلی خنجر کی چمکتی کہیں مطلع صاف نظر آتا حقہ ہائے
آتشین کی تیزی سے آنکھ جھپکتی ایک طرف ساحر اپنا کمال دکھاتے تھے گنبد چرخ مین آگ لگاتے تھے اس طرح
شعلہ آتش چمکاتے تھے کبھی گھٹا کوہسار سے اٹھتی دنیا مین تاریکی بھی کیفیت دکھاتی بجلی کی چمک رعد کو
مشتعل دکھاتی اس بدلی مین سحر کے مور جھنگارتے پر طاؤس منقش پرند مشکین سحاب پر نقش و نگار بناتے
خوش فعلی کر کے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہارین پیدا جادوگرنیون کے جوبن پر دل عالم شیدا ترکان ستمگر
غارتگر جان وایمان طاؤس آنکی سواریون کے شرر افشان مختصر یہ کہ بہایت جاہ و حشم انتہا کا کر و فر فوج
میارزان و لشکر ساحران کا مجمع چاؤشان سپاہ کا آوازین لگانا **نظم**

ہمہ نامداران و کیہان بدند — ز چین و ز سقلاب و از ہند و دہر
سپہبد بیامد ہمہ گرد گرد — برفتند گردان بدشت نبرد
ز دیبائے رومی و از تخت عاج — ز تیر و کمان و ز برگستوان
ز دیبائے زربفت رومی سہ تخت — ز یاقوت و فیروزہ تابان سہ تخت
رکاب دراز و چناق پلنگ — دو صد جوشن و تیغ و برگستوان
عنان پیچ گرد افگن و نیزہ زن — ببازو قوی پیکر و پیلتن
خود شتی نہ گردون دون برگذشت — ہمی بود با گرز و پیلان بدشت

دران دشت بسیار شاہان بدند
ہمہ گنج داران گیرندہ شہر
کمرہائے زرین و بیجادہ تاج
ز گوپال و ز خنجر ہندوان
ز زرین لگام و جناغ خدنگ
ہمان نیزہ و تیر و گرز گران
سیہ بود یکسر ہمہ کوہ و دشت
چنین تا جہانگیر از و در گذشت

اسی حشمت و تجمل سے بعد قطع منازل و طے مراحل ہمراہ ایلچی افراسیاب جا ہل طلسم ہوشربا مین داخل ہوئے
یہان کے ناظم و مالکان دربند نے حاضر خدمت ہوکر نذر دی رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم مین بھیجی
افراسیاب خبر آمد اس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے
سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو اور کوئی دقیقہ تواضع مین انکی اٹھا نہ رکھو ملکہ مذکور نے نامہ پڑھکر صنعت و
ابریق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ راہ مین ملکہ خورشید سے
جاکر ملاقی ہوئے اور رسم تعظیم بجا لائے پھر بڑے اعزاز سے لاکر داخل لشکر حیرت کیا ملکہ مذکور نے طبل شادمانی
بجوائے اور خود کنارے تک لشکر کے پیشوائی کو آئی ملکہ خورشید بھی تخت سے اترا اور ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے
اسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی پشت پر لبصد شفقت ہاتھ پھیرا لشکر اسکے ساتھ کا ملحق سپاہ ملکہ اترنے لگا

خیام و بارگاہ نصب ہوئے ملکہ اسی بارگاہ مین کہ جو پہلے سے لب جو آراستہ کرائی تھی مہمانان ذیشان کو لائی تخت
زمردین پر خورشید کو بٹھایا اور زنگل یاقوت نگار پر شہزادہ کامگار بیٹھا اور کرسی جواہر آگین پر چابک تیز رفتار
بیٹھا گرد تمام گرد و گردن کش ساحران نامی کرسیون پر متمکن ہوے ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جادوان کو لکھ بھیجی وہ
بھی بصد بشاشت و فرخندگی ساحران جلیل القدر کو ہمراہ لیکر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہوکر یہان آیا اور بارگاہ
مین اُسکے آتے ہی خورشید وغیرہ ہر ایک بنا بر تعظیم اُٹھے تخت اپنا قریب تخت خورشید بچھایا اور اُسکو قسم دیکر
بٹھایا باہم دست بوسی ہوئی پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا اس عرصہ مین جوہری قدرت نے یاقوت زرد روے
عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا یہ نقشہ نظر آیا۔

نظم

درفرش سیمین بگسترد ماہ	جو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ
نہان گشت قندیل زرین روز	برافروخت شب شمع گیتی فروز

سر شام پردے اُس بارگاہ کے بندھوا دیے گئے سامنے دریا مین کیوڑے زرین رنگ برنگ چھڑوا دیے گئے
ایک طرف اُسکے دریا کی بہار ایک جانب کو صحرا تمام لالہ زار شفق دشت و کوہ مین پھولی ہوئی بہار اپنی رنگینی
پر پھولی ہوئی درختون کے زرغہ مین گنبد بلور کے روشن تھے برج سنبلہ مین ستارون کے ظاہر جوبن تھے چشم نرگس
حیران تھی کہ شاہ جادوان نے یہ کیسا سبز باغ مہمانون کو دکھایا ہے زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ مفت کا احسان
سر پر آیا ہے کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولون کے لگے جال اُن پر موتیون کے پڑے شاہد بہار کو
دام مکر مین پھانسا تھا بلبل دل کو کسی گل کے بھاکر پابزنجیر کرنا چاہا تھا کہین صحرا مین نرگس دان جواہر کے دھرے
تھے کسی جا بجرے مین بجرے پڑے تھے درخت جنگل کے بادلے سے منڈھے تھے ادھر بارگاہ مین جلمین ہر ایک گلندام
منتظر تھی پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی صحرا کی بہار قابل عش عش تھی چاندنی کا کھیت
کرنا سیمین مقیش کا اڑنا مشاطۂ ماہ کا آئینہ عروس بہار کا دکھانا پھولون کی خوشبو کوڑیالے کا کھلنا موتیون کا
دور تک بچھونا دشت کی بڑھی ہوئی آبرو بارگاہ مین گلرخان قمر پیکر کا جماؤ ساقیان مہر جبین کا بناؤ رقاصون کی
ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھی ساقیون کی نگاہ مستی زا کیفیت دیتی تھی ابیات

		شگفتہ گل تھے سب جامہ سے باہر
بچھا تھا فرش سبزے کا زمین پر	چمن مین بلبلون کے دل بھرے تھے	مثال جام مستی مین بھرے تھے
عروسان چمن کا تھا عجب حال	درختون پر پڑے موتی کے تھے جال	زمین پر چاندنی کا بچھ گیا فرش
عروج مہ سے رفعت مین ہوئی عرش	پھلے تھے نخل شب مین کیا تارے	سراپا نور کے وہ تھیل تھے سارے
بنا تھا درمیان دشت بنگلا	کھلا گرد اُسکے تھا پھولون کا جنگلا	ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا
گل اندامون سے صحرا دہ چمن تھا	متاع حسن سے تھین سخت مغرور	سمجھتی آپ کو تھین غیرت حور
قیامت قہر تھا انداز اُن کا	بلائے جان تھا عشوہ ناز اُنکا	عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر	کوئی دست نگارین مین لیے جام	کوئی بھر رنگ لائی تھی بادام
کسی کے دست رنگین مین گلابی	بنی تھی مے سے برج آفتابی	کوئی لائی کسی صفیچی آفتابہ

غزل گاتی تھی کوئی بہ حجابہ	ملاتی تھین جو ساز رقص دو چار	تھے اُنکے اس ہنر مین ہاتھ تیار
کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز	کیا اُس جا کسی نے رقص آغاز	ہوا محظوظ دل جلسہ سے وہ شاہ
زبان پر صاحب جاری واہ واہ	ہوئی سرشار وہ بزم طرب خیز	زبانون پر کلام فرحت آمیز

اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ جہانگیر نے حال جنگ شاہ طلسم سے پوچھا اُسنے کہا کہ اے شہزادہ عیارون نے میرے ملازمون کو بہکا کر اپنا شریک کر لیا ہی انھین سے فی الحال مقابلہ ہی عیاران مسلمان بڑے قہر کے ہین اور ہر جلسہ و ہر مقام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہونچتے ہین یقین ہو کہ اس جگہ بھی موجود ہون یہ کلام سنکر شہزادہ تو خاموش ہو رہا مگر چالاک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا یہان ضرغام و جانسوز پہلے سے آئے ہوے تھے مشورہ پذیر ہوے کہ چالاک ہمکو تلاش کرتا ہی اسپر ہمکو اپنے تئین ظاہر کرنا چاہیے ہر چند کہ ہمارے لیے قباحت ہے پھر ہرچہ بادا باد یہ صلاح کرکے دونون نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمھاری سرکوبی کو موجود ہین اُسنے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہکر اُنکو گرفتار کراؤن پھر سوچا کہ اسوقت انکا ظاہر اپنے تئین کرنا اپنی دلاوری کا اظہار کرنا ہی مجکو بھی اپنی جرأت اور تحمل دکھانا زیبا ہی اشارتًا اُنسے گفتگو کرین اُسنے بھی اشارہ کیا کہ یہ خنجر بران میرا اٹھا ہے ہی گردن کے لیے ہی اُن دونون نے پایماہا تھ سے سر کو بتایا اور جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے گھر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیان کھا کر تو آیا ہی اب یہان ہم پاپوش کاری کرین گے چالاک نے اشارہ سے کہا کہ ہوشیار ہو رہو مین تمھاری بارگاہ مین آتا ہون اور یہ اشارہ کر کے ضرغام جو خدمتگار بنا ہوا تھا اُسکو پکارا کہ ارے اب خاصہ میرے لیے حاضر کر ضرغام یہ سُنکر فورًا آبدار خانہ سے تھالی جوڑ مین گلاس پانی کا لگا کر اور بیہوشی پانی مین ملا کر سامنے لایا چالاک نے وہ گلاس لیکر لبون سے لگایا منھ مین سفوف بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا کمر سے نکالکر کہا اے خدمتگار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہی کہ اسمین سے خوشبو آتی ضرغام نے اُسکو بیضہ بجاتے دیکھکر ایک بیضہ نگاہ اُسکی بچا کر چپکن کی آستین مین رکھ لیا جب اُسنے بیضہ دیا اس ترکیب سے بچا لائی لیا کہ اُس کا بیضہ تو آستین مین چلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا ہاتھ مین آگیا پس اُسی کو ناک پر رکھکر کہا واقعی حضور اس مین خوشبو مثل مشک کے آتی ہے بیضہ نہین مشک نافہ ہے اور وہ عجب جانور ہے کہ جسنے یہ انڈا دیا ہے لیجیے لیجیے آپ پھر سونگھیے یہ کہکر جب اُسنے ہاتھ پھیلایا اُسنے سبکی سے ہاتھ کو گن دیا کہ اپنا بیضہ آستین مین گیا اور جو اُسنے دیا تھا وہی بیضہ پھر ہاتھ مین آگیا وہ اُسکے حوالہ کیا اُسنے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی ناک کو کھجایا چٹکی مین عطر دافع بیہوشی تھا وہ ناک مین مل لیا پھر اُس بیضہ کو سونگھا اسیطرح بر مزو کنایہ اس سے اور دونون عیارون سے عیاری ہوئی آخر یہ شاہ طلسم سے کہکر اُٹھا کہ اے بادشاہ مین جاتا ہون اور سر آپکے دشمنون کا کاٹکر لاتا ہون یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا ضرغام و جانسوز بھی وہان سے اپنی بارگاہ مین آئے اور حال دعوت

جہانگیر بیان کیا اور کہا سب سردار بہت ہوشیار رہین کہ چالاک نے دعوی عیاری کا کیا ہے یہ ماجرا سنکر مہرخ نے حکم دیا کہ ہماری بارگاہ مین بھی جلسۂ رقص و سرود آغاز ہو اسلیے کہ شاہ طلسم ہمکو آمد خورشید سے خوفناک نہ جانے پس بنابر ارشاد ملکۂ خورشید نہاد سامان عشرت و نشاط مہیا ہوا ساقیون نے ارباب محفل کو مست و لایعقل بنایا مغنیون نے بزم جمشید کو خجل کر دیا عیار بھی دونون شریک صحبت رہے اسوجہ سے کہ محافظ انجمن رہین یہان تو یہ کیفیت ہی مگر چالاک جو بارگاہ سے نکلکر چلا اپنے لشکر مین جو خیمہ کہ برائے استراحت آراستہ اپنے واسطے کرا یا تھا اسمین آکر چند شاگردون کو بلایا اور کہا اسطرح کا اسباب جنگل مین مخفی لیجاؤ شاگرد اُسکے بموجب حکم عمل مین لائے اور یہ آئینہ سامنے رکھکر صورت بدلنے لگا از بسکہ خرد سال ہی رخ زیبا نرم و نازک تر رکھتا ہی زن حسینہ و جمیلہ کی شکل یہ بنکر تیار ہوا کہ کاکل مشکین اُسکی جو دیکھے جینا وبال ہو سودا زدۂ محبت پیش طبیب ٹھہرے پری کا سایہ پیش رہال ہو چشم فتنہ زا کو جو نظر کرے گردش لیل و نہار کا ازا کھائے آرام و راحت آباد شہر پر آشوب اُسکو نظر آئے آتش شفق دیگ فلک کے نیچے سلگا کر سنبلہ کی باتی کا کیوڑا اگر کھینچے جب بھی عرق جبین کے برابر نہ ہو سکے مژگان وہ تیر جانستان کہ تیر آسمان منج قوس کو باہمہ مہندی سینہ سپر بناتا ہو خنجر ابرو کو یاد کر کے بہرام گردون تھرتھراتا ہی روئے خورشید ضیا کے روبرو آئینہ مہر آتے شرماتا ہی گوہر شب چراغ جو بہت کم ہوتا ہی یہی سبب ہی کہ اُسکے رخ انور سے منفعل ہو کر بطن صدف مین منہ چھپاتا ہی اپنی آبرو بچاتا ہی لالہ و گل جو گلشن عالم مین حسین کفن ہین اُسکی رخسار کے کشتہ جوبن ہین یاقوت رمانی وہ لب لعلین جو دیکھے رشک سے ہیرا کھائے غنچہ پہلے منہ بنوائے جب دہن تنگ کے مقابل آئے گلوئے نازک صباحت مین بیاض سحر کو غلط کرے خامۂ غیرت سے کاٹ دے بر دوش ساکنان جنان کا جوبن سہ دل کچاٹ دے سینہ پروہ اُبھری اُبھری چھاتیان ریلی نکیلی مفت عاشقونکی اُنھون نے جان لی جی کی مراد نکلی تھی دلکا حوصلہ نکلا تھا حسن کا گنجینہ تھا دل عشاق کی دو آبلے تھے وہ حباب بحر حسن مین آملی تھی شکم موج بلور نہین نہین جنبار حور کمر بال عنقا ناف عقدۂ بستہ زانو و ساق لسری خوبی مین طاق پائے رنگین بہتر از شفق جیسے خ برین سر سے پانو تک حسن کا نقشہ جاہت کی صورت خوبی و محبوبی کی مورت اُس سے اپنی وضع بصد اوا انبائی کر لبسامی اسپیر صدقہ ہونے آئی

قطعہ

جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آئے
سایہ کی طرح ساتھ پھرین سرو و صنوبر
اُس چشم فسون گر کا اگر پائے اشارہ
جان کالبد صورت دیوار مین آئے
تو اس قد دلکش سے جو گلزار مین آئے
طوطی کی طرح آئینۂ گفتار مین آئے

جب اس صورت خوب اور طرح محبوب سے درست ہو چکا زیور جواہرین جسیم پر مزین کیا کہ بموجب نظم

الماس کی بالیان منگائین
کانون مین گر لگا کے پہنے
زیور سے ہوئی وہ مہ نگارین
ہیرون کے منگا چھڑے بھی پہنے

بالی نے وہ کانون سے لگائین
ٹیکے کو لگا چنی جو افشان
جھومر سے خجل تھا عقد پروین
خلخال بجا بجا کے چلتی

بالون مین گہر لگا کے پہنے
اک جا تھے نجوم و مہر تابان
تھی دلکی کڑی کڑے بھی پہنے
سینون مین دلون کو تھی وہ ملتی

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھ کر پوشیدہ صحرا مین آیا یہان شاگرد اُسکے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندون کی ایسی بنائے تھے گاڑی کے جوے مین ٹاٹ خرجی کی طرح بندھا تھا اُسمین طبلے بستی مین بندھے رکھے تھے سارنگیان غلاف چڑھی منھ اُنکے ٹاٹ سے نکلے ہوے رکھی تھین سازندے کنے دو گاڑی کے اندر بیٹھے ہوے یہ بھی آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا گویا گردون پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا ایک عیار گاڑیبان بنا تھا اُسنے بادھی بیل پر بار کر دُم اُسکی دبائی تمتماتک کی صدا دی گاڑی چلی سازندے نے کان پر ہاتھ رکھ کر تان لگائی + جات نگریا مین بھولی ڈگریا + گاتے روانہ ہوے اور وہان سے چلکر لشکر مہرخ مین آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ناہید اُتری لشکریون نے جو اُسکے حسن خوب کو دیکھا آوازے کسنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کچھ نوجوان ساتھ ہولیے اور کہتے جاتے تھے کہ بیت دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا + موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی :: کوئی کہتا تھا کہ بیت بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ + جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بناتی ہوئی خیمہ کو دریافت کر کے کہ جہان داروغۂ ارباب نشاط تھا آئی داروغہ نے جو اُسکا حسن صبیح دیکھا لقد ہوش رونمائی مین دیا خیمہ مین لیجا کر بٹھایا بڑے تپاک سے حال استفسار کیا اُس رنگین بیان نے اٹھلا اٹھلا کر توسن ناز کو عرصۂ تقریر مین جولان کیا کہ ہم لوگ مجرئی ہین آپکے پاس آئے ہین کہ دو پیسے آپکی وجہ سے ملجائین یہ کہکر آنکھون کو گردش دی سسکی بھری اور کہا بستر پر جاتے ہین داروغہ شیفتۂ آن و ادا تھے گویا ہوے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجیے کچھ دیر جلوہ گری فرمائیے اُسنے ہنسکر کہا چہ خوش آپ تو بہت جلد مزے مین آگئے اے میان مین ایسی بیکار نہین نہ ایسی واہی ہون جو تمھین دیکھتے ہی پھسل پڑون اور پہلو تمھارا پہرون گرم رکھون داروغہ نے کہا ہمالیے تمھارے وعدۂ وصل ہو جائے تو ابھی تمھارا مطلب بھی برآئے اُس شوخ نے ہنسکر انگوٹھا دکھایا اور کہا اپنا منھ بنواؤ یہ منھ اور مصالحہ مین اور تمھارے قابل لے جاؤ جاؤ میرا کام کرلاؤ بہت باتین نہ بناؤ داروغہ ان باتون سے بیقرار ہوے اور سمجھے کہ یہ راضی ہے بس اُٹھ کر دربار مین سامنے مہرخ ذی تبار کے آئے اور عرض کیا کہ ایک طوائف ایسی ناچنے اور گانے والی مین نے بہم پہونچائی ہے کہ حضور دیکھینگی تو فرمائینگی کہ زہرہ فلک سے اُتر آئی ہے۔

عیارون نے یہ سُنکر کہا نئے آدمی کو دربار مین آجکل رسائی نہین داروغہ نے عرض کیا حضور مین اُسکو مدت سے جانتا ہون مجھ سے اُس سے عرصہ دراز سے رسم و راہ ہے مین خود آجتک یہان نہ لایا تھا اب اسکا جی حضور مین حاضر ہونے کو بہت چاہا تو مین نے اُسکو لانا چاہا یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ اگر تم اُس سے واقف ہو تو کیا مضائقہ ہے لے آؤ داروغہ اجازت پاکر ہنستے ہوے خیمہ مین آئے اور کہا لو اے جان من ہم تمھارا کام کر آئے اپنے بستر پر جاکر سازندون کو لاؤ اور سرکار مین چلو وہ نازنین یہ سنکر وہان سے کنارے لشکر کے آئی اور اپنے سازندون کو ساتھ لیا گٹھری پیشواز کی اور سب سامان ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین ہمراہ داروغۂ مذکور آئی اہل دربار نے جو اُسکی صورت پر فریب کو دیکھا فریفتہ ہوے اور ایسی شکل اُسنے بنائی تھی کہ ہر چند ضرغام نے بنظر عیاری دیکھا

مگر نہ پہچان سکا اور اس زہرہ جبین وقمر پیکر نے اس طرح ہنر اپنا جتانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہے کہ ابیات

وہ ارباب عشرت کا آپسمین ریل
ملے سُر طنبورون کے بایکدگر
کھڑے ہو کے دو گھونٹ حقہ کا لے
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
بنا کنگھی اور کرکے ابرو درست
یکایک وہ صف چیر آنا نکل
ادھر اور ادھر رکھ کے کاندھے پہ ہاتھ
سجائی ہوئی چاند سی صورت ایک
اُلٹنا وہ ٹھوکر کو دے دیکے تال
کہ تیورا کے عاشق گرے شوق سے

جمانا گھڑے راگ کا دے کے دل
اُدھر کی تو یہ گت اور اُنکا بھاؤ
چبا پان اور رنگ ہونٹونپہ دے
اُلٹ آستین اور مُہریکا چاک
جھٹک دامن اور ہو کے چالاک و چست
پکڑ کان اور گھونگھرو کو اُٹھا
چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ
کبھی ناچنا اور گانا کبھی
وہ بوٹا سا قد اور کھرویکی چال
خوش آوازیون سے وہ گانا خیال

وہ ایمن کی تانین اُدھر اور ادھر
ادھر اوٹ مین نائکہ کا بناؤ
انگھوٹھی کی لے سامنے آرسی
نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
دوپٹے کو سر پر اُلٹ اور سنبھل
پہن پانون مین اپنے سر سے چھوا
فتح چند کے ہاتھ کی مورت ایک
رجھانا کبھی مسکرانا کبھی
کبھی گھٹ سری ناچنا ذوق سے
دکھانا ہر ایک دم مین اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل بیخود ہوگئی اور ہوش بجا نہ رہے اور ضرغام تو ایک جان کیا ہزار جان سے اُسیر شیدا ہوا بعضون نے اس مقام پر بیان کیا ہے کہ چالاک طلسم مین آچکا ہے اور اسی سے اس عیار سے عیاریان ہوتی ہین اور وہی سوقت اُسکی صورت سے فریفتہ ہوتا ہے اس حقیر نے چالاک فرزند رشید عمرو کو کہ بجائے عمرو ہے اس چھوکرے سے ڈھلو کا کھانا مناسب جانا اور اُسکی شان کے خلاف تھا کہ وہ اُسکو پہچان نہ سکتا پس ضرغام کے نام پر اس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو کہ صاحب فقرنے حال جہانگیر نہین لکھا ہے بلکہ یہ ٹکڑا میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستانگو ہین اُنھون نے بیان کیا تھا اپنی طبیعت سے اُسکو داستان کہنے والون نے پسند کرکے محفلون مین قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سُنا پس مین نے بخیال اسکے کہ ناظرین میرے کلام کے بھی اس داستان سے حظ اُٹھائین وینز کوئی یہ نہ کہے کہ اتنا مضمون ہمنے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا اس کتاب مین وہ نہین ہے کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہو چکی تھی آمدم برسر مطلب جا بیک ایسا گایا اور ناچا کہ ارباب محفل کو محو کر دیا اور ضرغام اُسکے عشق مین بے آرام ہوا سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زرو جواہر انعام مین دیا اُسنے عرض کیا کہ میخانہ اگر میرے حوالہ ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤن بادہ عشرت وسرور سے ہر ایک کو بیخود بناؤن اس نشہ کی ترنگ مین انجام کار کا خیال کسی نے نہ فرمایا میکدہ کا مختار اسے بنایا اُس نے شراب کو پیمانہ وساغر مین پھیر بدل کرکے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا ہوا ساغر شراب سب کے سامنے لے گیا ہر ایک اسکی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر مین رنگ بادہ خواران خراب نظر آیا ازبسکہ اہل ظرف تھے اس سبب سے جوتی لات لڑنے کی نوبت نہ آئی ہر چند ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکے بیہوش ہو گئے عیار مذکور نے تکمہ دروبارگاہ مین جا کر دیا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ سر مہرخ وبہار وغیرہ جملہ سردارون کا جدا کرون لیکن خلاق عالم حافظ حقیقی ہے

سہتر قران جو ہمیشہ صحرا مین رہتا ہے اور بارگاہ مین کبھی کبھی آتا ہے اسوقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب پہونچا سناٹا نظر آیا کسی کو اندر بارگاہ کے بولتے نہ سنا حیران ہوکر سراچہ چاک کرکے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سردارون کو قتل کیا چاہتی ہے اس حال کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہے لبس اسنے سراچہ پھاڑ کر اندر قدم رکھا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ باش او طفل بے ادب چالاک نعرہ سنکر رُکا اور اُسکی جانب اُسنے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری و جامہ مکاری آراستہ دیکھا کہ چوالیس من کا بغدہ تانے ہوے میری جانب آتا ہے یہ دیکھ کر اُسنے چاہا کہ مین جست کرکے نکلجاؤن لیکن قران کب جلنے دیتا ہے بسان برق چاک کے اُسکے قریب پہونچا اور چاہا کہ بغدہ مارے اُسوقت شاہ جادوان نے بھی عرصہ ہونے سے عیار مذکور کے جانے مین بزور سحر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے پس اپنے مقام سے اتنا جلد اُٹھ کر سحر سے یہان آیا کہ قران کے زیر بغدہ چالاک تھا اسنے پنجہ بنکر اُسکی کمر مین ہاتھ دیا اور اُٹھا کر بلند ہوا سہتر قران اُسکے آنے سے پہلے تو جست کرکے سراچہ فرا گیا پھر بارگاہ مین آکر پانی چھڑک کر سب کو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہکر ضرغام اور جانسوز کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اسی منھ پر نام اپنا عیار رکھا ہے بھٹے منھ اے نالائقان اس بیعزتی سے تو تمھارا مرجانا اچھا ہے کہ ایک لونڈے نے تمھین فریب دیا غرضکہ بہت کچھ بُرا بھلا اُسنے دونون کو کہا اُنھون نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاران اہلام ہے کچھ جواب اُسکو نہ دیا گردن جھکائے چپ سنا کیے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت و انتظام بخوبی کرکے اپنا بدلہ لینے چلا اس مقام پر داستان گو کو اختیار ہے جسقدر چاہے عیاریان ضرغام و چالاک کی بیان کرے مین نے بسبب طول ہونے داستان کے نہین بیان کین حاصل مرام کبھی چالاک نے ضرغام کو دھوکھا دیا تو جانسوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اُسکو گرفتار کیا تو افراسیاب آکر چھڑا لے گیا ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہوا اسی دوا دوش مین وہ شب جلسۂ عشرت و مسرت بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گردی جسم پر سے اُتارا اور ساقی روز نے شراب سرخ شفق پیمانہ سحر مین بھری

نظم

که جب چمکا جمال مہر ہر سو
زمین پر آسمان تھا نور افشان
نظر آنے لگے رخسار و پہلو
فروغ صبح سے تارے تھے پنہان

صبحدم افراسیاب نے چالاک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب تم چندے آسودہ ہو مین جو تجویز کر چکا ہون اُس فکر کو پورا ہو لینے دو پھر عیاری کرنے جانا عیار مذکور نے کہا بہت اچھا اور مجلس نشاط مین بیٹھا شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ مین نہ آنے پایا جب ارادہ یہان آنیکا کیا چادر سیاہ سامنے آنکھون کے پڑگئی راہ نہ سجھائی دی عیار ناچار اپنے لشکر کی حفاظت مین مصروف ہوے کہ بموجب ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان ✤ شاہ طلسم نے بعد انسداد راہ عیاران رات سے بہتر جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا وہ صبح کی ہواے سرد وہ خنکی کی کیفیت وہ طائرون کی زمزمہ سرائی آفتاب نے یاقوت زرد تمام عالم مین بچھایا تھا زمرد سبزۂ اخضر نے ظلمت کدہ عالم فیروزہ گون بنایا تھا گلہاے خودرو صحرا مین کھلے تھے چرخ زبرجدی کے ستارے اُن کے سامنے ماند ہوے تھے تارے تو چھپے تھے یہ ستارے نکلے ہوے تھے ہر بار زمین

طرح طرح کی بہارین پیدا دل اہل انجمن جسپر شیدا قلب کو سرور آنکھون کو خنکی حاصل دامن کہسار مین پھول بھرے ہوے دامن گلچین جس کے مقابل خجل بارگاہ مین مجمع حسینان صبوحی کا دور چلنا رقص پتلان بھیرویں کی تانین نرگس مست گل پیرہنان کا خمارین ہوکر بہنگام گردش جام مے رنگین کی گردش دکھانا نیند کے سبب نیچی نیچی نظرونکا اونکی دل لبھانا۔ نظم

گلابی رنگ چھایا بام و در پر
ہزارون تھین بہارین وان نمودار
ٹپکتا تھا لب مینا سے قطرا
وہ رشک مہر روے نازنینان

شفق نے روشنی بخشی نظر مین
ہوا سے سرد و عطر آمیز آتی
کہ تھا گلگون لباس جام و صہبا
صدائے نغمہ خوشرویون کی آواز

نظر پہونچی جو سوے شاخ و اشجار
کلی پھولون کی تھی جوبن دکھاتی
وہ بزم عیش و رقص مہ جبینان
دف و چنگ و سرود مطرب و ساز

اسی حالت سرخوشی و عین مستی مین شاہ جادوان نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرماکر ایک نامہ بطور عرضی کے نہایت ادب کے ساتھ ملکہ تاریک صورت کش کو لکھا یہ ساحرہ حجرہ ہفت بلا کی ایک بلا ہے کہ دوسرا حجرہ اسی کے نام پر ہے اسکا لڑنے آنا بروقت کھلنے حجرہ ہاے مذکور کے بیان ہوگا خداوند کریم لشکر اسلام کو اسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بلا حجرہ سے نکلکر جمشیدی آلاؤ پر آکر رہتی ہے کہ جس آلاؤ کو پانچ کوس کے گرد مین بنایا ہے پانچ کوس تک آگ بھری ہے زمین برنگ آتشخانہ دہکتی ہے صحراے محشر سے زیادہ ترگرم وہ مقام ہے اسی آتشکدہ مین یہ بلا رہتی ہے شاہ طلسم کو اسنے دودھ پلایا ہے بادشاہ اسکو اپنی مان سمجھتا ہے اور نہایت ادب کرتا ہے اور وہ بھی اپنا فرزند جانتی ہے اور شاہ مذکور کو اور کوکب کو بہت دنون سبق سحر کا پڑھایا ہے ان دونون کا رتبہ وہ کچھ نہین جانتی چھوکرا سمجھتی ہے خلاصہ یہ کہ افراسیاب نے نامہ مین یہ مضمون درج کیا کہ اے مادر مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے فرزند کو نمکحرامون نے بہت ستایا ہے ملک مال چھین لینا چاہا ہے اور انھین کو نمکحرامون کا شریک کوکب بھی ہوگیا ہے مجھ سے کئی بار آکر لڑچکا ہے چنانچہ مین نے اسکا طلسم بھی باطل کرانا چاہا ہے اور طلسم کشا بجستجوے تمام ہاتھ آیا ہے لوح اسکے طلسم کی میرے قبضہ سے نکلگئی ہے اگر طلسم کشا کے نصیب مین فتاحی اسکے طلسم کی ہے تو لوح اسکو دستیاب ہوجائیگی لیکن مادر گرامی کی شفقت بے پایان سے یہ چاہتا ہون کہ راستہ اسکے طلسم کے مرحلون کا اور جس مقام پر کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اس گل کے حاصل ہونیکا مفصل مجھکو تعلیم فرمایئے تاکہ یہ فرزند آپکا جور عدوان سے رہائی پاکر اپنی مراد کو پہونچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اس عریضہ کے قدمبوسی کو حاضر ہوگا یہ نامہ لکھکر بزور سحر ایک موسیقار بنایا اور اسکے گلے مین خط باندھکر حکم دیا کہ اسی وقت یہ نامہ جمشیدی الاؤ پر پہونچا کر جواب لانا موسیقار پرواز کرکے روانہ ہوا اور بیابان ہستی کو طے کرکے الاؤ پر پہونچا حال بیابان ہستی اور الاؤ کا بروقت جانے افراسیاب اور عمرو کے بیان ہوگا غرضکہ نامہ ساحرہ مسطورہ کو موسیقار نے لاکر دیا اسنے پڑھکر ایک خندہ دندان نما کیا اور الاؤ سے کچھ راکھ اٹھاکر پانی سے ترکرکے ایک پتلی اسکی بنائی اور افسون پڑھکر اسکو جاندار کیا ایسا حسن اس پتلی نے پیدا کیا کہ آیندہ مذکور ہوگا اس زن سحر نے حکم دیا کہ میرے پلاے پاس جا اور سارا ماجرا طلسم کوکب اسکے مرحلون کا مع گل حیات کوکب کے بیان کردے اور طلسم کے فتح کرنیکا طریقہ جو کچھ کہ مجھکو معلوم ہے یہ ہی اس طریقہ کو

بھی سمجھا دینا اور اگر فرزند میرا تیرے جمال پر شیفتہ ہو تو شربت وصل اپنا اُسکو پلانا اُسکی اطاعت مین رہنا پتلی یہ سُنکر روانہ ہوئی اور اُس نامہ کا جواب اُسنے لکھکر موسیقار کے گلے مین باندھ دیا مضمون یہ تھا کہ اے برخوردار سعادت اطوار نامہ تمھارا پہونچا حال پر تمھارے تاسف ہوا سامری تمکو خوش رکھے ہر چند کہ کوکب بھی میرا فرزند ہے مگر تمھارے برابر اُسکی محبت مجکو نہین اسلیے کہ اپنا خون چوسا کر تمکو پالا ہے وہ میرا شاگرد ہے گود کا پالا ہے و نیز بانیان طلسم نے تمھارے طلسم کے حجرۂ بلا کا مجکو مالک کیا پھر جس کام پر کہ مین مامور ہون اُسکا پاس ضرور کرونگی شاگرد کا خیال نہ رکھونگی ہان ایک مرتبہ آکر فہمائش اُسکو کی جائیگی اگر آ جائیگا تو بہتری اُسکی ہے ورنہ سزائے معقول دونگی تمھارے لکھنے کے موافق ایک ساحرہ جلیلہ کو روانہ کیا ہے کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلہ جات طلسم نور افشان وغیرہ کی بیان کریگی مگر تمکو یہ لازم ہے کہ اس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا ایسا نہو کہ عیار یا ساحر اُسکو قتل کر ڈالین اگر وہ قتل ہو گئی تو پھر کوئی جاننے والا حال طلسم نور افشان کا نہین ہے اور مین بھی پھر نہ بتا سکونگی واضح ہو کہ اس پتلی کے قالب مین اس ملعونہ نے وہ پیر بٹھایا ہے کہ جو واقف حال طلسم نور افشان ہے اگر کوئی اس پیر کو جلا دیگا تو واقع مین یہ ماجرا مذکور نہ بتا سکیگی اس لیے اُسنے تاکید اُسکی حفاظت کی نسبت لکھی اور پھر یہ لکھا کہ اے فرزند تمھاری معشوقہ ملکہ ظلمات چہار چشم جس پر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو میرے سمجھانے سے تمھارے وصل پر راضی ہوئی ہے مگر اس شرط پر کہ وہ سلطنت طلسم کی چاہتی ہے اگر تم حیرت کو معزول کر کے تخت طلسم ہوش رُبا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر تمھارے برج دل مین آکر منزل کرے اور شب تار ہجران کو نور ماہ وصال سے منور و روشن فرمائے اور اس خورشید آسمان ساحری کو ایسا نہ جاننا میری شاگرد ہے سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہے پس جو کچھ تمکو اس امر خاص مین منظور ہو مجکو اطلاع دو یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم موسیقار کو دیکر رخصت کیا کہ وہ شاہ مذکور کے پاس لایا وہ مضمون پر واقف ہو کر بہت خوشنود ہوا اور پھر نامہ لکھا کہ مجکو بہزار جان قبول ہے کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو اپنے قدم گلرنگ سے رشک چمن بنائے ❊ بیت ❊ یار آنجا و من اینجا وہ چہ باشد گر فلک ❊ یار را اینجا رساند یا برد آنجا مرا ❊ یہ پیام جب دایہ ناکام پا چکی اُسنے ملکہ ظلمات کو کہ اسی حوالی مین رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی اُسنے فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑے جاہ و حشم سے کوچ کیا ہنوز وہ پتلی فرستادہ تاریک بھی شاہ جادوان پاس نہین پہونچی ہے اور یہ ساحرہ بھی روبراہ ہے مگر تتمہ حال کوکب سنیئے کہ قلعہ طلسم مین با انتظار خواجہ عمرو تشریف فرما ہے لیکن اُسکا ایک پیر بھائی برہمن رویین تن جادو نام ساحر ذی احتشام کہ سامری کو ابجد خوان اپنے دبستان کا جانتا ہے اور شہپال و جیپال کو طفل مکتب کی طرح مانتا ہو ❊ کشور سحر اُس سے ہے آباد ❊ ساحران جہان کا ہے اُستاد ❊ وہ ملک طلسم نور افشان مین اُس کے زیر حکم ہے جو الاؤ سے جمشید کے قریب تر ہے ایک سمت طلسم ہوشربا کے الاؤ ہے اور اُسکے آگے وہ ملک ہے جو برہمن کا دارالحکومت ہے چنانچہ بپاس خاطر کوکب وہ ہر وقت تاریکسا کی خبر رکھتا ہے کہ ایسا نہو یہ بلا کچھ ضرر پہونچائے غرضکہ طائران سحر بڑے بڑے زبردست پیر بنکر الاؤ کے گرد رہتے ہین اسوقت پیرون نے جملہ کیفیت پتلی کے بھیجنے کی اُسکی خدمت مین عرض کی اُسنے جملہ حال معلوم کر کے شاہ کوکب کو لکھا کہ

اے طغرا نویس دیوانکدۂ محبت واے املا طراز لوح الفت حقیقت حال اس نحو پر ہے آپ ملاحظہ نامہ تودو شمامہ سبق خوان کتاب یکجائی ہون کہ مجھکو کچھ صلاح کرنا ہی یہ خط پتلا جادو کا لیکر کوکب پاس گیا اُسنے نامہ پڑھکر پروازکی اور اُسکے پاس آیا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا اور کہا آپنے گل حیات کو اپنے خزانہ مین رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہان سے کوئی اُسکو لے نہ سکتا شاہ جواب دہ ہوا کہ اے برادر بیابان عجائب بادشاہان طلسم بنواتے ہین اُسمین عمدہ اور عجیب اشیا رکھواتے ہین مین نے بھی ایسا ہی کیا ہی اور بہت احتیاط سے وہ رکھا ہی کیون اُسکی نسبت تمھین کیا اندیشہ ہوا اُسنے سارا ماجرا تاریک کے پتلی بھیجنے کا بیان کرکے کہا کہ جلد تدبیر کرو ورنہ پتلی حال مرحلہ جات طلسم اور مقام گل مذکور بتلا دیگی جہانگیر اُس پتے پر چڑھ آئیگا طلسم پر آفت آئیگی بادشاہ نے یہ تقریر سُنکر اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ اے بھائی اب اُسکی تدبیر تمھین کچھ کرو مجھسے تو کچھ نہین ہوسکتا ہے برہمن یہ سُنکر بحیب تفکر ہوا اور بعد کچھ دیر کے آرد ماش نکالکر ایک پتلا اُسکا بنایا اور افسون دم کرکے جلایا اور شاہ کو دیا کہ اپنے مقام پر جاکر جلد تمر اُس پتلے کو روانہ کرنا کیونکہ پتلی بارگاہ فرسیاب مین پہونچگئی ہوگی ایسا نہ ہو کہ وہ حال بیان کر جکے یہان سے اسلیے پتلا مین نے نہین بھیجا کہ شاید تاریک راہ مین پکڑلے پس تم اِس راہ اُس کو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہین کوکب شادان و فرحان پتلے کو ساتھ لیکر قلعہ کو کبیہ مین آیا اور حکم دیا کہ اے سحر کے پتلے جلد جاکر تاریک کی پتلی کو ہلاک کر پتلا پرواز کرکے چلا یہ تو اُدھر سے آتا ہی مگر اتنے عرصہ مین کہ وہ پتلی بارگاہ شاہ جادوان مین آکر پہونچی مجلس عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صدائے خلخال و پازیب کان مین آئی جھنکار گھنگرو کی سُنکر سب نے آنکھ اوپر کو اُٹھائی دیکھا کہ ایک تخت یاقوت نگار پر زن حسینہ و جمیلہ سوار ہی حسن زیبا کی اُسکے عجب بہار ہے زلف عنبر بیز کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر رخ روئے منور کے مقابل شرمندہ بدر جب بہت دل عاقل موشگافی کرے تو بالون کی صفت شاید کرسکے دیار ظلمت مین بغیر اعانت خضر رخسار سکندر فطرت قدم نہ دھرسکے جبین روشن مطلع دیوان نور رنگ صبحان عالم غیرت سے مقابل اُسکے کافور صفحۂ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب زیبائی مصداق طلوع صبح خوشنمائی وصف ابرو مین نیا شاخسانہ ہے برات عاشقان پر شاخ آہو اُسکے اشارے کا بہانہ ہے ہلال عید درد دل کی دوا مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا پل کشتی قلزم حیات عاشقان لیے تامل ترکان چشم شمشیر زنی مین طاق قبضہ مین اُنکے جان آفاق ساقی بزم بیخودی ہمیشہ جان رنگین انجمن دلبری طائر ہوش کیلیے صیاد مژگان دام بردوش مرغ جان کب اُس سے آزاد خنجر ایماد اشارہ تیز کیے خون عاشقان سرخی چشم گردن پر لیے بینی موج چشمۂ نور یا طور پر شعلہ طور کان حسن و خوبی کی کان رخ مصفا پر قربان عاشقون کی جان دہان تنگ مثل عنقا معدوم راز نہان نقطۂ موہوم لب دا کرے تو میم و دہنم ہو گوہر دندان نقطہ بینے دہن جسم ہو بیاض گردن صفحۂ سیم طفلک خورشید کو لوح تعلیم کیا وصف اُسکا بیان ہو کہ

نظم

تابع ہے ہر ایک حسین خوشرو
گردن ہے صفا مین شاخ بلور
آتا ہے جھکا کے گردن آہو
پروانہ ہے جبہہ شمع کافور
الماس تراش ہین وہ بازو

ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو
ہالے سے عیان قمر کا جوبن
رشک رگ گل ہر اک خط ہے
پنجہ کو وہ نور نور جاوید
خوبان زمانہ کی تھی سردار

کیا ساعد صاف نازنین ہے
فانوس مین ہے یہ شمع روشن
موتی ہے جو پشت دست تابان
بھر جائے گرے جو پنجہ خورشید
لکھتا مین ضرور بیان سراپا

یہ سیم تو کیسہ آستین ہے
کف حسن مین برگ گل نمط ہے
انگشت برنگ شاخ مرجان
القصہ وہ شاہد طرحدار
پر خوف ہے طول داستان کا

وہ بانی صد جور و ستم بیرنگ مجسم تخت سے اُتر کر خرامان خرامان سامنے شاہ جادوان کے آئی اور گردن بہر تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اُسکو کرسی زرین پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حُسن بینظیر کو اُسکے ملاحظہ فرمایا تعریف مین لب سے واہ نکلی اور جگر سے آہ نکلی محو آئینہ رخسار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا بے اختیار زبان پر لایا ور دل اپنا اس سخن نا شنو کو دیا

فیصلہ کیا ہوا جان بسمل کا
آپ دیکھین تو حوصلہ دل کا
آپ کو کھو کے تمکو ڈھونڈھ لیا
رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا

موت رخ دیکھتی ہے قاتل کا
ملکے تلوون سے ہنس کے کہتی ہین
حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا

اپنے مٹنے کی کچھ نہین پروا
تھا زمانہ مین شور اسی دل کا
ذکر غم بزم یار مین زیبا

شاہ جادوان نے جب یہ صورت شہزادہ پر شوکت کی دیکھی تسلی دی کہ اے حیرت زدہ آئینہ نیرنگ حسن سیماب وار بیقرار نہو آج شب کو اس محبوبہ سے ہمکنار ہو نا وہ نازک بدن بھی باایمائے بادشاہ شہزادہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہو کر عشوہ گری دکھانے لگی ادا ہر ایک ناز پر ہوش و خرد بیجانے لگی شاہ جادوان نے اشارہ کیا کہ ساقیون نے جام بادہ ارغوانی سے شہزادہ اور اس شراب حسن سے مخمور کو مست کر دیا حالت مستی مین کچھ کسی کا پاس و لحاظ نرہا دونون سرگرم اختلاط ہوئے باہین گلے مین ڈالدین رخسار پر رخسار رکھدیے یہ بارگاہ ساحران ہو میثر می انکے آب و گل مین ہے سب ساحر اس ناز و انداز کو دیکھکر ہنسنے لگے شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی عجیب صحبت تھی رنڈیان نوجوان رقص مین اپنی آن وادا دکھاتین جوبنون کے ابھار کمر کولے کی پھڑک پر دل اہل انجمن لبھاتین جب وہ پتلی خوب مستی مین بھری چاہا کہ حال طلسم کوکب بیان کرکے شہزادہ کو تخلیہ مین لیجائے حکم اپنی مالکہ کا بجا لائے پس لب شکر ریز کو اُس طوطی سرو بستان حسن نے اسطرح کھولا کہ اے شاہ جادوان جب سرحد نور افشان پر کوئی شخص پہونچے تو جانب دست راست جائے لیکن وہ یا تو خود ساحر زبردست ہو یا اُسکا کوئی ساحر معین و سرپرست ہو ورنہ ملازمان کوکب اُسکو جانے نہ دینگے اور بڑا فتور برپا کرینگے چنانچہ جب سمت دست راست وہ روانہ ہو تو ایک بیابان اُسکو ملیگا کہ نام اُسکا بیابان تاریک ہے وہ تاریکی وہان ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہین دیتا ہے زمین و آسمان کچھ نظر نہین آتا ہے گویا زمانہ کسی کے غم مین سیہ پوش ہوا ہے یا ملک عدم کا وہ جنگل ناکہ ہے پس رہرو کو اس بادیہ ظلمت مین اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے ایک گنبد دکھائی دیگا اس گنبد مین تیغہ جمشیدی اور چراغ جمشیدی رکھا ہے اور مالک اس گنبد اور اسباب کا ایک ساحر ہے جو مہوم جادو نام ہے ساحر کو اسطرح تسخیر کرے کہ گنبد کے دروازہ پر چند اسم بلند سے کہے

لکھے ہین وہ اسم چند بار ورد زبان کرے دروازہ گنبد کا کھلجائیگا اور اندر سے جو ہو مم نکلیگا اس سے کہے کہ بعظمت تاثیر اسمائے جمشیدی تو مجکو اندر گنبد کے لیچل اور تیغہ اور چراغ مجکو دے وہ بعد عذر لیجا کر گنبد کے اندر لیجائیگا اور چراغ وتیغہ حوالہ کریگا پس اسی چراغ کی روشنی مین اول طلسم کشا صحرائے تاریک مین داخل ہو بعد اسکے لشکر اُسکا داخلہ کرنے اُس بیابان کا مالک سرحد دار ہیلی یونس جادو نام ساحر زبردست و ذی احتشام ہو کہ لشکر ساحران لیے ایک مقام پر اُس صحرا مین اترا ہوا ہی اور بسبب اندھیرے کے نظر نہین آتا ہی چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اُسکا دکھائی دیگا پس طلسم کشا تیغۂ جمشیدی سے مقابلہ وہان کرے اور سرحددار کو قتل کرکے اُسکے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے اُس پتلی نے یہانتک اس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا شاہ جادوان اور سب اہل انجمن چیپ بگوش دل کہانی سُن رہے تھے کہ یکایک بر دے ہوا نعرہ ہوا کہ زبان اپنی نگاہ رکھ منہم فرستادہ تاریک صورت گش یہ نعرہ سنکر پتلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب حضار ان مجلس کھڑے ہو گئے ناگاہ ایک جوان حسین با فر و تمکین رو دے ہوا سے نیچے اُترا جیسی وہ پتلی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ یہ صاحب جمال تھا برس اٹھارہ ایک کا سن و سال تھا ماہ طلعت مہر رفعت راحت دل مرہم روح بسمل سلطان حسینان زمان خسرو پری رخان غواص دریائے دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ پر قادر و فرمان فرمائی مین نادر شاہون مین جمشید ستارون مین خورشید کلاہ و گوہر آگین سر پر قبائے جواہر دوز و دیبز زر در بہاز پا تا سر محبوب و دلبر کہ غزل

گل نظر آیا چمن مین اک عجب رشک چمن ۔۔ گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین ۔۔ سیمبر سیراب طبع و سیم ساق و سیم تن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر ۔۔ غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن
زلف و کاکل خال وابرو کے ہین یہ چارون غلام ۔۔ مشک تبت مشک چین مشک خطا مشک ختن
مبتلا ایسون کے جو ہوتے وہ ہین آخر نظیر ۔۔ بیقرار و دل فگار و خستہ جان و بے وطن

پس اُس شہریار کشور دلبری نے اُس پتلی سے قریب آکر کہا کہ اے جان جہان و آرام دل مشتاقان تم یون بیباکانہ پہلوئے غیر مین بیٹھی ہوئی راز طلسم جلسۂ عام مین بیان کر رہی ہو ہمارا ذرا بھی خیال نہین یہ کہکر قریب اُس کے بیٹھ گیا جہانگیر یہ سمجھا کہ اسکی زوجہ یہ نازنین ہی پس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم اسی دھوکے مین ہو کہ یہ فرستادہ تاریک ہو اور وہ پتلی سہمکر منہ اُسکا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مارکر بھاگے مگر اُس جوان حسین نے گردن مین اسکی ہاتھ اپنے حمائل کر کے لب سے لب ملاکر ایک بوسہ اسکے لب رنگین کا لیا وہ سوز درون حسرت بوسہ مین رکھتا تھا کہ بموجب مطلع ولمبن پوشیدہ تب عشق بتان رکھتے ہین ہو آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین بوسہ لیتے ہی اس آتش خو نازنین شعلہ رو کے جسم مین گرمی نے سرایت کی اور منہ سے ناک کان آنکھ سر سے شعلۂ آتش نکلا پھر تو یہ حال ہوا کہ بمقتضائے بیت قریب سر دیر اغان ہے سرگذشت اپنی ؛ کہ سیر دیکھتے ہین شعلہ و جلا کے ہمین ؛ سارا جسم اُس خورشید رو کا جلنے لگا دھڑ دھڑ جلکر خاکستر ہوگئی

یہ حال دیکھ کر افراسیاب گھبرایا کہ واے حسرت وناکامی یہ کیا ہوگیا اُدھر جہانگیر نے آہ سینہ سوزان سے
کی کہ افسوس میری معشوقہ بادشاہ طلسم حیرت مین کہ ہاے دایہ صاحبہ نے فرمایا تھا اس تپلی کے حافظ رہنا مجھسے
بڑی غفلت ہوئی اسی تحیر مین تھا کہ اس جوان نے نعرہ مارا منم فرستادہ برہمن روئین تن اس قحبہ کو تو جلا چکا
اب جہانگیر کو لیے جاتا ہون یہ کہکر جانب شہزادۂ مذکور ہاتھ بڑھایا شہزادہ نے ٹکڑے ہوکر بقوت تمام ایک گرز دستی
مارا مگر گرز اچٹ گیا اور بعض نے بیان کیا ہی کہ وہ جوان ضرب گرز سے پیوند زمین ہوگیا اور پھر نکلکر جانب شہزادہ جھپٹا
افراسیاب تخت پر سے اُٹھ کر بیچ مین آگیا اُسنے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا ہمدے اسکے بجلی تڑپ کر نکلی اور
جانب فلک گئی پھر بادشاہ پر کڑک کر گری بادشاہ نے دستک سحر کی دی کہ بجلی سر سے رگڑ کھاتی ہوئی زمین
پر گرکے سرد ہوکے غائب ہوئی مگر سر اور منھ بادشاہ کا زخمی ہوگیا اور تاج سر سے اُتر کر دور گرا یہ تاج حکومت
طلسم ہے اسکی حفاظت ہزار ہا سحر کرتے ہین تاج کے گرتے ہی ایک تپلی زمین سے نکلی اور بناز وادا قریب اُس جوان
کے آئی ایسا حسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اُسپر مائل ہوکر لپٹنے کو چلا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ جوان فوارہ کی
طرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اُسکا اثر زہر مار زلف سے اُس دن سحر کے پانی ہوکر بہ گیا گو عشق مین اُس پرخوبی
کے ہمہ تن چشم بنکر رویا غرضکہ جب وہ تپلا بہ گیا تپلی نے تاج بادشاہ کے سر پر رکھا اور غائب ہوگئی جہانگیر کو
بہت صدمہ تپلی کے جل جانے کا ہوا ناچ موقوف تھا دل بہلانیکا سامان کیا ناچ ہونے لگا شاہ جادوان بھی رنجیدہ
ہوا کہ اب کس سے حال طلسم نور افشان دریافت کرون آخر یہ تجویز کیا کہ جسقدر تپلی نے بیان کیا ہے اسی کی تدبیر
کرنا چاہیے شہزادہ کو چراغ اور تیغہ دلاکر اُس طلسم پر بھیجنا لازم ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو از خود کوئی راہبر پیدا ہوجاویگا
اور پتا گل حیات کا بتائیگا پس اسنے شہزادہ سے کہا کہ آپ اپنی معشوقہ کے جلنے کا بدلا لیجیے وہ رنجیدہ تو تھا ہی
آمادہ ہوا اور کہا اے بادشاہ تیاری کیجیے شاہ طلسم کارسازی لشکر اور درستی اسباب سفر مین مصروف ہوا اسکو تو
اس حال مین رکھیے لیکن بقیہ حال خواجہ عمرو نیک خصائل سنیے کہ یہ قلعہ خورشید سے جب نکلکر روانہ ہوے تو
برق فرنگی بھی کہ نامہ وار کے ساتھ سے جدا ہوگیا تھا خواجہ کے ساتھ ہولیا مختصر یہ کہ دونون صورتین بدلے ساحرون
کی راہ مین قبل کرتے داخل طلسم ہوشربا ہوے اور باہم صلاح کی کہ کوئی ساحر جو طلسم مین جاتا ہو اُسکے ہمراہ ہوکر
چلین تو بھٹکتے نہ پھرینگے راہ مین تا ظلمات دربند جانے نہ دینگے غرضکہ متلاشی ساحر رہبر ہوے چنانچہ
خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دوربین لگاکر یک نظر چار سمت دوڑایا ایک سمت دریاے نیل اور قلعہ جات
طلسم نظر آے ایک طرف کوہ بجر سفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا ایک طرف بیابان وغیرہ طلسمات کے عجائبات
دیکھے اور ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا صحرا مین دیکھا یہ دونون کوہ سے اُترکر اُسی لشکر کی جانب چلے جب
قریب پہونچے دیکھا کہ خیام وسراپردہ زرین دو رنگ استادہ ہین جھنڈے بازار لشکر مین گڑے ہین طلایہ دار پھرتا
ہے ہر سمت ساحرون کا مجمع ہے سوارون کی لین پڑی ہے پیادون کے بستر لگے ہین جمعیت بڑی ہے خیمون مین
ستار ڈھولک بجتا ہے کڑھاو چڑھے ہین جابجا ہوم خانہ بنے ہین ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہین لشکر کے قریب جو چشمے

بھرے ہیں ان کے کنارے مردم لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہیں کہیں جادوگرنیاں مصروف سحر خوانی ہیں نیا جوبن ہے اُٹھتی جوانی ہے کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک میں اُسکے خیمہ کی طرف چکر لگا رہا ہے وہ بھی مسکراتی ہے اپنی ادا سے دلبری دکھاتی ہے کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہے کسی کو قربت حاصل ہے نزدیک باتیں کرتا ہے حوصلہ دل کا نکلتا ہے کوئی نامراد کسی کو دیکھ کر آہ سرد بھرتا ہے ہر جانب کھما کھم ہے کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دیکھنے سے جی لگتا ہے بیچ لشکر میں بارگاہ فلک فرسا استادہ ہے قبہ اُسکا سقف گردون سے باتیں کرتا ہے قناتیں جواہر دوز میں پردہ ہائے زنبوری چکا چک دمک میں ماہ عالم افروز ہیں سائبان زربفتی سامنے اس بارگاہ کے کھنچا ہے سلک گوہری کا اُسکی جھالر میں جلوہ ہے نیچے اُس کے تخت عاج جواہر اندود گسترده ہے گرد تخت کرسیاں بھی جو جڑاؤ طاؤسی رکھتی ہیں تخت کاؤسی کو شرماتی ہیں اُس تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاج لباس پُر زر اور زیور گوہر و جواہر زیب تن فرمائے جلوہ گر ہے فی الحقیقت معشوقوں کی افسر ہے اُس نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو یہ غزل قطعہ بند نظیر کی نسبت اُس کے سراپا کے لکھی جاتی ہے

غزل

نظر پڑا ایک بت پریوش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر و آفت غضب خدا کا

جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتیں سنیے تو میٹھی میٹھی
پہ دل وہ پتھر کہ سر اُڑا دے جو نام لیجیے کبھی وفا کا

جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسی کو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسی کو گالی نپٹ لڑاکا

یہ راہ چلنے میں چلبلاہٹ کہ دل کہیں ہے نظر کہیں ہے
کہاں کا اونچا کہاں کا نیچا خیال کس کو قدم کی جا کا

لڑا دے آنکھیں تو بے حجابی کہ پھر پلک سے پلک نہ مارے
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا

یہ منچلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ
جو چیرا بکھرا ابلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا

گلے لپٹتے میں یوں شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی
کہیں جو چمکا چمک چمک کر کہیں جو لپکا تو پھر چھپا کا

نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے
جو قتل عاشق پہ آ کے مچلے تو غیر کا نہ پھر آشنا کا

نظیر ہٹ جا پرے سرک جا بدل لے صورت چھپا لے منہ کو
جو دیکھ لیویگا یہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھڑاکا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اُس غارتگر کشور دل و جگر کو دیکھا اور اُسکے کروفر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیوں پر ہزارہا زن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہے کہ ایک ایک حشمت میں شاہوں سے بہتر ہے پس یہ دیکھ کر عمرو متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا کہ بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہیں اور تم لوگ مسافر ہو یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہے اور سفر کرنیسے اُسکو کیا کام ہے اُسنے جواب دیا کہ اس شہزادی کو ملکہ ظلمات جہار چشم کہتے ہیں شاہ طلسم ہوشربا نے اُسکو اپنے طلسم کے تخت پر بٹھانے کو بُلایا ہے اسلیے اسنے کوچ فرمایا ہے اور اپنے مقام سے شاہ جادوان پاس جاتی ہے اور تاریک کے پاس سے آتی ہے خواجہ نے یہ ماجرا اُسکا الگ جا کر برق سے کہا اسکو مار لینا چاہیے ورنہ یہ آیندہ فتور برپا کریگی یہ کہکر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریوزہ گر کی شکل بنا یعنی تہمد باندھ کر کشکول شانے سے لٹکا کر چھڑی ہاتھ میں لیکر صدا لگاتا لشکر کے بازار میں کوڑیاں مانگتا سامنے اُس بارگاہ کے

آیا اور ملکہ کو دعا دینے لگا کہ سامری کی دیا ہے جمشید کی کرپا ہے میری بچی کے سب کام سپھل ہوں من کی
اچھا پوری ہو میری ادھر ماتما جگ جگ جیوے آج تو اتنا ملنے کا حکم ہو جائے کہ جبتک جیو رہے بیٹھ بلے ساحرہ
نے اسکا سوال کرنا سنکر بغور اسپر نظر کی سحر نے اسکے اسکو خبر دی کہ یہ عمرو عیار ہی بارادۂ قتل تیرے آیا ہی بڑا
مکار ہی یہ معلوم ہوتے ہی اسنے صندوقچہ طلب کر کے کھولا اور ایک مٹھی اشرفیوں سے بھر کر کہا کہ اے فقیر لے خواجہ
بھی اسکی نگاہ بد پہچان گئے اور بخستی و ہوشیاری دعا دیتے قریب جا کر ہاتھ پھیلا کر گویا ہوے کہ تم جنیتی رہو لاؤ
اسنے ہاتھ میں اشرفیاں دیکر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈالدیا خواجہ کا ہاتھ چکنا تھا کن دیگر انھوں نے چھڑایا اور ڈھکیلی
کھا کر ایک دولتی اسکے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری لوگ اسکے اٹھانے کو دوڑے خواجہ نے جست کر کے چند قدم
پر جا کر گلیم اوڑھ لی کہ لشکر ساحران دور تک ہی میں بھاگ نہ سکونگا غرضکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوا
اور ساحرہ کو اسکے ملازموں نے اٹھایا مگر خواجہ نے صورت اپنی ساحروں کی ایسی بنائی اور بازار میں لشکر کے پھرنے
لگے ادھر ساحرہ جب سنبھلکر بیٹھی سحر نے اسکی خبر دی کہ عمرو ساحر بنا بازار میں پھر رہا ہو اسنے ایک گھوڑا ساز و برق
طلا کار سے آراستہ کرا کر ساحر معتبر کے ہمراہ روانہ کیا کہ جا کر عمرو کو باعزاز تمام میرے پاس لاؤ ساحر مرکب لیکر بازار
میں خواجہ پاس آیا اور تسلیم کر کے پیام دیا کہ چلیے ملکہ ظلمات نے آپکو یاد کیا ہی عمرو نے چاہا کہ بھاگ جاویں لیکن ساحر
سامنے کھڑا تھا ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا مرکب پر سوار ہو کر سامنے ساحرہ کے آیا اسنے اٹھکر تعظیم دی اور با صد عظمت
کرسی پر بٹھایا پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا اس صندوقچہ میں ہزار در ہزار سحر ہیں بس آپکو مناسب
ہے کہ میرے اوپر عیاری کرنے نہ آئیے گا ورنہ بہت پچھتائیے گا خواجہ نے بجواب ان باتوں کے فرمایا
کہ انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے کہنا میرا مانا پس زر و جواہرات بہت کچھ منگا کر دیا خواجہ
نے کہا اے ملکہ دیکھیے یہ آپ کے پس پشت کون استادہ ہے اسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا انھوں نے وہ صندوقچہ جو
اسنے دکھایا تھا اٹھا کر زنبیل میں رکھا اور کہا ہم جاتے ہیں ساحرہ نے یہ سنکر ادھر دیکھا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا
ساحرہ نے اسوقت خیال کیا کہ یہ سمجھانے سے نہ مانیگا اور کیونکر فہمائش تیری قبول کریگا کہ دعوی مقابلہ شہنشاہ ساحران
رکھتا ہی پس یہ سوچکر دو ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ جس مقام پر اس نابکار عیار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ ساحر حسب الحکم تلاش کنان روانہ
ہوئے اسطرف عمرو ساحرہ پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کسی طرح اس قحبہ پر پنجہ
قابض نہیں ہوتا ہی اور وہ جس صورت سے سامنے جاؤ پہچان لیتی ہی ملکہ لشکر میں پھرنے سے اسکو ہماری خبر ہوتی ہی یہاں ٹھہرنا
بھی مناسب نہیں ہی یہ کہکر دونوں لشکر سے صحرا میں لے آئے اور کچھ دیر میں ایک طرف جو دیکھا تو دو ساحروں کو دیکھا
کہ کسیکو ڈھونڈھتے پھرتے ہیں یہ دیکھکر انکو یقین ہوا کہ ہماری تجسس میں ہیں پس دونوں نے صلاح کر کے صورت اپنی بدلی عمرو تو
گرو بنا اور برق چیلا ایک جگہ زیر درخت دھونی لگائی اور ایک لنگوٹا باندھکر کنارے آگ کے بیٹھکر گانجا ملنے لگے ہاتھوں میں
دونوں کے کڑے لوہے کے پڑے تھے دیپنے سامنے رکھے تھے گرو کی ڈاڑھی تا بناف تھی چیلے کے چار ابرو صاف تھے ایک
گھوڑی زنبیل سے نکالکر چھوٹ دی تھی کہ وہ چرتی تھی اسصورت سے بیٹھے تھے کہ وہ دونوں ساحر ادھر آئے اور انکو دیکھکر پکارے

کہ باباجی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہین آیا ہے انھون نے جواب دیا کہ بجا ہمنے تو نہین دیکھا آؤ چلم پیو پھر چلے جانا وہ دونون دھونی پاس آکر بیٹھے انھون نے چلم مین بیہوشی بھر دی کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئے انھون نے دونون کے سر کاٹ ڈالے شور انکے مرنے کا بلند ہوا اور رہبرون نے یہ خبر **ظلمات** کو پہونچائی کہ اسطرح **عمرو و برق** نے تیرے ساحرون کو مار ڈالا یہ معلوم ہوتے ہی اسکو غصہ آیا اور برق بینگ چلی خواجہ اور برق دونون ساحرون کو قتل کرکے وہ اسباب جو ہر عیار کی زنبیل سے نکالا تھا زنبیل مین رکھکر جھولیان ان مقتولون کی تلاش کر رہے تھے کہ یکایک ایک بجلی کڑک کر گری اور دونون کے گردن وکمر مین زنجیر بنکر لپٹی اور لیکر بلند ہوگئی یہ دونون بیہوش ہوگئے پھر جو آنکھ کھلی اسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آئی تھی اور **ظلمات** کو بیٹھے پایا اور اس ساحرہ نے بہت کچھ انسے عتاب وخطاب کیا پھر ایک قفس آہنی منگاکر دونون کو اسمین بند کیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکالکر اس قفس کی کھڑکی سے مس کرکے ایک ساحر کو کہ **متین جادو** نام رکھتا تھا بلاکر وہ نقش حوالہ کیا اور کہا یہ نقش جمشید کا لکھا ہوا ہے جبتک کہ اس قفس سے مس نہ ہوگا یہ نہ کھلے گا بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھ اور ان دونون قیدیون کو بھی لیجاکر اپنے پہرے مین کر خبردار بہت ہوشیار رہنا اور کسی کو قفس کے نزدیک نہ آنے دینا ساحر مذکور بموجب حکم قفس مقیدان کا اور نقش لیکر اپنے خیمہ مین آیا اور جہان سوتا بیٹھتا تھا اسی جگہ سقف خیمہ مین لٹکایا اسطرح کہ سینہ کے مقابل قفس رہے غرض جب ساحرہ عیاران موصوف کو قید کرچکی نقارہ کوچ کا بجواکر جانب شاہ جادوان چلی اور بعد قطع منازل وطے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی شاہ جادوان کو پہونچائی بادشاہ بسبب آنے جہانگیر کے باغ سیب مین نہ گیا تھا اسی لشکر مین تھا اور شہزادہ مذکور کو طلسم نور فشان پر بھیجنے کی تدبیر کر رہا تھا جب خبر آمد **ظلمات** اسنے سنی جملہ سردارون کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین اور یہ بھی کہا کہ سب ساحران جلیل القدر اس ملکہ کو میری بی بی سمجھکر تسلیم کرین یہ کلمہ جو ملکہ **حیرت** نے سنا تیوریان چڑھاکر پوچھا کیون صاحب یہ محل تمنے کب کیا تھا اے میان جیبدان سے مین نگوڑی نصیبون جلی تمھارے گھر پڑی جلتی رہی مین کیا خوش ہوئی جو دوسری آکر خوش ہوگی وہ تو کہو میری تقدیر سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہین تو وہی نوکری لاچین وتاجدار کی تمکو نصیب تھی یہ میرے ہی جوتیون کا صدقہ ہے جو تم بادشاہ بنے میری تقدیر مین ہے تو ہر جگہ چین کرونگی تم مجکو جلاؤگے کیا میری پاپوش کی نوک کی جھوک پر یہ سلطنت ہے جہان جا بیٹھونگی لالون کی لال رہونگی مین کیون کسی مالزادی کو سوت بناؤن یہ تو وہی مثل ہے کہ کرتار ارمان نہ کرتا پشیمان جو تمھارے اس رہے وہی جانے وہ جو کہتے ہین کہ موزے کا گھاؤ میان جانے یا پاؤن افراسیاب نے یہ تقریر سنکر تیور بدلکر جواب دیا کہ اے جی یہ بدزبانی تمھاری مین بہت اٹھا چکا ہون مین بھی ایسا سامری کی قسم مرد ہون جو الف سے بے نہین کہتا ہون کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کہو عورت تو اس مقدمہ مین دخل دینے سے کیا مطلب مرد سو سو رنڈیان کرتے ہین بادشاہون کے سیکڑون محل ہوتے ہین تو کیا انکی بیبیان نکل نکل جاتی ہین یہ کلام جو حیرت نے سنے اور ناک کاٹنے کا نام سنا ایک دو تڑ اپنے منھ پر مارا اور کہا مین خاک مین لاؤن اس مرلیے کو

جو میری ناک کا نام لے سامری اسکا ستیاناس کھوئین لو صاحب ابھی سے اس سوت حرامزادی کا ایسا پیارہوا کہ اُسکے
بدلے ناک ہماری کٹنے لگی مین اُسکو اپنی ایڑی چوٹی پر صدقہ اُتارون اسکو وہان تصدق کردون جہان میری دائی نے
ہاتھ دھوئے ہون اس مردوے کی تو وہ مثل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ ابھی اُسکی صورت نہین دیکھی اور اُسکے
عوض پھیپھڑا اُبلنے لگے ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوئے جب وہ گلے لگ کر سوئیگی اُسوقت تو میان اپنے ہونٹون سوتون بھرکی
ناک کاٹینگے مین مردار کے منھ کو منگل اتوار ساٹ جھاڑو بین ماردون ناصاحب مجھ سے تمسے نباہ نہوگا شاہ نے یہ سنکر گھر کا کہ
بس چپ رہ نہین تو مارے کوڑون کے کھال گراودونگا تونے مجکو بھی کوئی اور سمجھ رکھا ہے بہت چل نکلی ہے جو تڑ تڑ بکے جاتی ہے
یہی شرط ہے کہ حکم دون جلاد کو ابھی سر تیرا کاٹ ڈالے ملکہ مذکور یہ سنکر تخت سے اُتر کر پیٹنے لگی کہ آگ لگاؤن اس سلطنت کو
اور بھاڑ مین جائے تیرا ساتھ اب کنیزین اور جادوگرنیان مغز بیچ مین آگئین بادشاہ مارنے اُٹھا ہر ایک سمجھانے لگی کہ
اے میان جانے دیجیے حق بجانب ملکہ ہے کہ آپکے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہا کوئی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے بعض عورتین
ملکہ کو سمجھانے لگین کہ اے بی بی بہت مرد کے منھ نہین چڑھتے یہ سب جانتے ہین کہ جو تم ہوگی اور کوئی نہوگی ایسی دماتیان
بیسیون آئینگی اور چلی جائینگی اور بی بی اُسکا برا ماننا کیا وہ مرد ذات ہین ایک جوتا چڑھاتے ہین ایک اُتارتے ہین
اور انکو تو سامری نے چار پیسے دیے ہین دالی ملک کیا ہے یہان تو غریب آدمی جنکو اس بات کی لت ہے لنگوٹی مین پھاگ
کھیلتے ہین پھر بیویان صاحبزادیان جلتی ہین اور بھرتی ہین لے آداب جانے دو یہ کہکر بعض بادشاہ طلسم کے قدمون پر
گرین کہ اے مین واری میرے بھولے کنوار کنہیا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا اسکا دل تھوڑا ہے بادشاہ بحالت غضب
بھرّاتا ہوا جاکر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتین سمجھا کر وہان سے لے چلین اسوقت اس صاحب حسن کا اور ہی نقشہ تھا اُس
بگڑنے سے دونا بناؤ ہویدا تھا ہونٹھ غصہ سے تھرّاتے تھے برگ گل کو باد خزان جنبش دے رہی تھی حرارت غیظ سے لب کا نیلا ہونا
مجلس حیران ہونٹھون پر گویا آراستہ برگ سوسن کا نقشہ ہویدا یاقوت کا نیلم بنا پیدا مستی کی آداہٹ اُسپر شیدا زلفین
پریشان ہوکر تمام رخ پر بکھری ہوئی اور اسمین وہ چشم نرگسی مخمور رنج سے لال لال گویا میخانہ پر کالی گھٹا چھائی تھی چہرہ تمتمایا
ہوا تھا آفتاب تمازت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا سینہ کھلا ہوا پائنچے پائجامے
کے چھوٹے ہوئے سلوٹین رانون اور پیڑو اور چڈھون کی نمایان صفحہ کتاب حسن پر خطوط عبارت مستانہ عیان
حاصل الامر ملکہ کو توانیسین سمجھا کر ایک باغ مین کہ قریب تر اس مقام سے تھا لائین اور سامان آسائش مہیا کرکے
وہان بٹھایا اُسکا رونا رشک سے بلبل انا کینزون کا سمجھانا بیان ہوگا مگر سردارانذی مرتبہ تختہائے سحر پر سوار ہوکر برائے
استقبال ظلمات روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین جاکر اُس سے ملے ہر ایک نے گردن پئے تسلیم خم کی نذر دی اُس نے
خلعت سے مخلع کیا اور بجاہ و حشم سوار ہوکر چلی افراسیاب نے اور زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا ڈنکا نوبت نشان ماہی
مراتب یسا ول و چوبدار تخت روان فوج بیکران بھیجی وہ ملکہ اس تجمل و حشمت سے سوار ہوکر چلی ابیات

آہستہ روانہ تھی سواری رہرو گئے بھول طرز رفتار	ہر گام پہ نہر فیض جاری بازار ہجوم سے لبالب	رستے ہوئے بند لوگ بے کار فیلون کی قطار و خیل و مرکب

ممکن نہین کلک سے ہو تحریر
سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر
جتنے تھے مصاحبان سلطان
جتنے تھے ملازمان خاقان
جو خواجہ سرا تھے باوفا خاص
تھے انکے دلون مین نقش اخلاص
تھے منتظم اور آگے آگے
کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے
خدام و مصاحب و اراکین
پیچھے ہوے جاجہاے زرین
ہمراہ تھین پلٹنین رسالے
سردارون کے فوج سب حوالے

اسی جاہ و تجمل سے سواری تا لشکر بادشاہ طلسم پہونچی بادشاہ منتظر بیٹھا تھا آنے سے اس معشوقہ کے خود قریب ہوا وار گیا اور گود مین لیکر اسکو اُتارا تمام فوج نے سلامی دی لشکر اسکا اُتر جانب پڑا اتری کثرت فوج کی ہوئی ایک طرف لشکر جہانگیر کا ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی تیسری جانب فوج اس ملکہ کی اتری بادشاہ صورت زیبا اس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھکر غش کر گیا اور خاص بارگاہ ملکہ حیرت کے رہنے کی اسکے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت نشینی فراہم کرکے روز سعید و آوان حمید برائے جلوس مقرر فرمایا اس روز تجمل اور شان تھی اسباب خرمی مہیا عشرت فراوان تھی نظم

وہ تخت کہ سلطنت تھی پابوس
اک تختہ ہے اسکا تخت کاؤس
تھے ایسے جڑے ہوے جواہر
گردون پہ نجوم جیسے ظاہر
جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
ٹوپی مہ و مہر اچھالتے تھے
کیا مہر تھی مہر بادشاہی
نقش رقم جہان پناہی
اللہ رے سرور قرب سلطان
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
دینے لگے نذر اہل دربار
لائی صدف اپنا دُر شہوار
خورشید فقط نہ زر بکف تھا
بہرام تلک بھی سر بکف تھا
جو گل تھا وہ زر بکف جدا تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا
خدام تھے دست بستہ حاضر
دربار مین سب دو رستہ حاضر
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز
پہونچی تا گوش زہرہ آواز
باجون کی یہی صدا مبارک
یہ تاج و نگین شہا مبارک
بخشش ہے یہ وقت شادمانی
باران کی طرح گہر فشانی
جھولی بھری زر سے ہر گدا نے
محتاجون کو مل گئے خزانے
القصہ ہوا جو عہد سلطان
عشرت سے ہوا جہان گلستان

اسی جشن جلوس مین بادشاہ اس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہو کر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے ہٹا کر تخت ضیا بخشی عالم سے تغیر و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ مبین کا سریر چرخ پر جلوس ہوا نظم

اُٹھا ساقی ذرا پھر شیشہ و جام
کہ پھر بن ٹھن کے آئی شاہد شام
پری سر پر ستارہ دار چادر
ضیاے ماہ بھی صدقے تھی اُس پر
اُٹھا وہ بادشہ آیا محل مین
ہوے شمس و قمر یکجا محل مین
جو حاضر تھین پرستاران گلفام
کیے حاضر اُنھون نے شیشہ و جام
عجب شیشہ سے نکلا بھبوکا رنگ
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ
چنے کشتی مین گلدستون کی صورت
مصفا مے سے شیشے بے کدورت
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
فدا ہر جام پہ تھا جام جمشید
جتایا نشہ نے جب رنگ صحبت
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت
فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ
نہ تھی جز ناز و غمزہ غیر کو راہ

نکالی نخل خواہش نے وہین شاخ
نہایت بلگجی بستہ کی چادر
پری نے بال کھولے بہر پرواز
نہ تھا بوے چمن کو جسمین رستہ
ہوا اب غنچہ بستہ شگفتہ

کہ دوڑے سوے پستان دست گستاخ
کلی دار اُسکا تھا جو پائجامہ
بشکل برج حوت اسکا تھا انداز
دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب
گری تب شبنم آب نہفتہ

پسینے سے ہوئی محرم تلک تر
صفت مین گلفشان ہی شاخ خامہ
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
بنی آغوش رشک برج مہتاب

یہ تو دونون سینہ بسینہ لب بلب مزے وصلت کے اڑا رہے ہین ادھر باغ مین ملکہ حیرت کو غش پہ غش آرہے ہین عوض دور ساغر پیالہ چشم اشک سُرخ سے مملو یار کے بدلے درد جگر ہم پہلو رشک و حسرت انیس ندامت و رنج و فرقت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مہجور اور حرمان نصیب یہ زبان پر لاتی کہ بموجب

نظم

دیکھو تو خدا کے کارخانے
وہ تخت نشین تاجداری
ہمراہ ہمارے غم کا لشکر
وان رقص و غنا سے گرم محفل
جو چاہے خدا گلے کی کیا بات
ہان یہ کہ وصال ہو ہمارا
موت آئے اگر بلا سے چھوٹین

وان گردش چتر سر پہ ہر بار
یان فرش زمین و خاکساری
فرمان پہ اُدھر تو دہر جاری
یان دل کی تڑپ سے رقص بسمل
حاسد ہین ہزار دشمن جان
یون رفع ملال ہو ہمارا

یان نالے ادھر ہین شادیانے
یان گردش بخت سر پہ دستار
وہ مالک فوج ہفت کشور
یان سینہ مین داغ بیقراری
اب کون ہے صورت ملاقات
اب کون وصال کے ہین سامان
دام الم و عنا سے چھوٹین

انیسین دمبدم صدقہ قربان جاتین اس طرح سمجھاتین کہ بی بی ان مردون کی چاہت کا کیا اعتبار ہے جب تم ایسی پریزاد کو دم بھر مین چھوڑ دیا تو اس نگوڑی نئی نویلی کی کے دن محبت یہ کھو ابھی نئے ارمان ہین کچھ دنون یہ بھی کھیل سہی ایک انیس بولی کہ مین سچ کہون ابھی تو کچھ دن اسکی چڑھی بارگاہ رہیگی پھر دیکھنا بات بھی نہ پوچھین گے دوسری نے کہا اے بوا تمھارے کہنے کی بات ہے ہماری ملکہ کی برابری وہ کیا چڈو کریگی وہی مثل ہے نیا نو دن اور پُرانا سو دن انکا سنجوگ تو سامری نے شہنشاہ کے ساتھ اُتارا ہی ہے اے دیکھ لینا جو چار دن مین انکو کالا نہ ملے اسے تو سہی میرا نام جو منہ کالا کر کے دیس نکالا نہ ملے تیسری بولی کہ بہن میری بھی اسوقت کی بات لکھ رکھنا یہ بیسوا جو آج تخت چڑھی ہین کل کوئی دو کوڑی کے ان کے ہاتھ سے بیر نہ کھائیگا اسی گفتگو مین ایک مغلانی بولی کہ اے بی ایک میان جی میرے گھر کے پاس رہتے ہین ساہی کا کانٹا خوب پڑھتے ہین ملکہ عالم فرمائین تو پڑھوا لاؤن یہ سنکر آتو جی نے کہا ساتھ جمعراتین اگر اُس سوت کا نام لیکر ملکہ نیم کی پتی اور نمک کنوئین مین چھوڑین یہ ایک پر ایک ہے فوراً وہ مالزادی گلجاوے گی یہ تو سب اس طرح کی باتین بنا رہی تھین اور ملکہ چشم پرنم سے سیل اشک بہا رہی تھی آخر اُسی بیتابی مین عقل نے یہ راہ بتائی کہ اپنی بہن ملکہ بہار کو بلاؤن اور بطور مخفی اسکی شریک ہو کر اس ظلمات کو راہ ظلمت عدم دکھاؤن یہ تجویز کر کے کنیزون اور انیسون سے کہا تمنے کیون بک بک کے میرا مغز کھایا ہے جاؤ اپنے اپنے مقام پر سو رہو مجھکو اکیلا رہنے دو زیادہ ہجوم سے میرا دم گھبراتا ہے دل اُلٹا جاتا ہے وہ سب عورتین یہ حکم سنکر اپنی اپنی جگہ پر چلی آئین ملکہ نے

باری ان اربنوں کو بھی ہٹا دیا جب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھ کر لبسان شمع اشکبار ہو کر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ میرے ساتھ مان کی کوکھ مین پاؤن پھیلانے والی اے میری مان جائی اے میرے ساتھ کی دکھ اٹھائی اے میری جان جان و دل سے بہتر اے میری نور نظر لخت جگر تیری مانجائی پر بڑی آفت آئی ہے گھر برباد ہوا جان لینے کے رنج نے دھوم مچائی ہے اے میرے کلیجہ کے ٹکڑے ذرا مجھکو اپنی صورت دکھا جا اے بھینا ذرا مجھ تک آجا کہ ایک نظر تجھکو دیکھ لون پھر خدا جانے کہ مین جیون یا مرون یہ لکھ کے جوڑے سے ایک تیلی نکالی وہ لوٹ کر بصورت پری بنگئی اسکو وہ خط دیکر کہا جہان میری بہن ملکہ بہار ہے وہان لیجا تیلی اڑ کر چلی ملکہ بہار اسوقت دربار سے اٹھ کر اپنی بارگاہ مین آئی تھی کہ تیلی اسی بارگاہ مین آکر اتری اور ملکہ کو سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اسنے بڑھکر تیلی سے سب پتا اور نشان اس باغ کا کہ جہان حیرت ساکن ہے دریافت کیا اور کہا تو جا کر کہدینا کہ مین آتی ہون تیلی یہ جواب لیکر پھری اور حیرت سے جا کر بیان کیا اسنے تیلی کو اٹھا کر پھر جوڑے مین رکھ لیا اور منتظر بہار بیٹھی مگر بہار بارگاہ سے اٹھ کر ملکہ مہرخ کے پاس آئی نامہ حیرت دکھا کر اجازت جانے کی مانگی ملکہ مہرخ نے ضرغام و جانسوز کو بلا کر مشورہ لیا انھون نے عرض کیا کہ بہتر ہے ملکہ بہار جائین اور اپنی بہن کو سمجھائین کیا بعید ہے جو وہ ہماری شریک ہو جائے اور ہم مین سے ایک عیار ملکہ موصوفہ کے ہمراہ جائیگا اور انکا معین وہان رہیگا یہ کہکر وہان سے علیحدہ جا کر ایک زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا نہایت شوخ و چنچل جس کے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پر مسی کی نمود برگ گل پر عکس سوسن کبود دست و پا حنا آلود خون کن خاطر گلرخان لباس پر زر یہ ذرا عاشقون کی جان سادی بجلیان کانون مین لطافت جان پاکیزہ ان موتیون کے دانون مین پائجامہ مشروع کا پانوُن مین کامدانی کا دوپٹہ سادہ سر پر اوڑھن پر اسکی تصدق ہر دلبر یاسمن بر غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر کہ بموجب

ابیات

گل رویت عرق کرد از مے ناب	ز شبنم تازہ شد گلبرگ سیراب	بناز آن چشم را از خواب بکشاے
ہمان بہتر کہ باشد فتنہ در خواب	تعالی اللہ چہ حسن ست اینکہ ہر روز	دہد سر پنجہ خورشید را تاب
جو در سر سیل ابروے تو دارد	سر او کے فرود آید بہ محراب	اس صورت خوب و حسن مرغوب پیراستہ

ہو کر سامنے ملکہ بہار کے آیا اسنے مطلق اسکو نہ پہچانا یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی ملازم یا خواص ہے غرضکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر سحر پڑھ کر ایک تخت تیار کیا اور اس تخت پر بیٹھ کر مع عیار مذکور و چند کنیزان کے حکم فرما ہوئی کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت ہے وہان پہونچے تخت سب کی نظر سے غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے سب نے اسی باغ مین اپنے تئین دیکھا کہ جسمین ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہان بیٹھی تھی اسی بارہ دری مین یہ سب پہونچے حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی صورت دیکھتے ہی کھڑی ہو گئی اور گود پھیلا کر آگے بڑھی کہ میری آنکھون کی ٹھنڈک میرا دل تجھ بغیر تڑپتا تھا بہار نے سر سینہ سے لگا دیا اس نے بلائین لین اور سر سے سر اتارا پھر رونے لگی ملکہ نے کہا باجی اماں آخر کہو تو کیا ہوا اسنے کہا اے بیٹی یہ بھی میرا مقسوم تھا کہ دولہا بھائی نے رنڈ ہی کی ہے ہم کو دودھ کی ایسی مکھی جا نکر نکال دیا اے جانی میرا دل الٹا ہوا جان دینے کو جی چاہتا ہے وہ جو مثل کہتے ہین کہ لاٹھی مارے پانی جدا نہین ہوتا

مین نے چاہا کہ تجکو ایک نظر دیکھ لون یہ کہکر جملہ کیفیت رو رو کر آنے ظلمات کی اور تخت نشینی اُسکی بیان کی
بہار نے یہ کہا اے باجی مین تمھاری چھوٹی ہون اور تم کہو گی کہ مجھپر یہ سانحہ جو گذرا اس سبب سے یہ بھی کہتی ہے قصور معاف
مین تو سچ کہون میرا شوہر جو رنڈی کرتا تو اُسکے منھ کو جھلسا دیتی سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا بھڑ تجسے تیری کیا یہ راہ ہے
میری یہ راہ ہے اور اے باجی مجکو جو تم نے بلایا ہے تو مین دولھا بھائی کا کیا کرونگی اگر لڑنے کو کہو تو مین مدت سے لڑتی ہون ہان
اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہو جاؤ تو وہ اس قحبہ ظلمات کی ناک چوٹی کاٹین اور شہنشاہ کو بھی ناک چنے چبوادین اور
اے میری مان کے برابر یقین جاننا کہ مین جب سے شریک خواجہ سلامت کی جاکر ہوئی ہون ہر وقت تمھارے بچھڑے کا خیال
رہتا ہے کسی وقت آنسو نہین تھمتا ہے باجی اپنے دیدون کی قسم تم بڑی سنگدل ہو کہ بُرے دل سے بھی کبھی یاد نہین کرتی ہو
اچھا اب ان باتون کو تو جانے دو لو آؤ اٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ مین چلو مین تم کو تخت حکومت پر بٹھاؤنگی دولھا بھائی
کو بھی قدر وعافیت کھلجائیگی کہ ہان کسی کو جلانا ایسا ہوتا ہے اور رنڈی بازی کا یہ مزا ہے اور دوسرے مین سچ کہون
مجکو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہے اے بہن اُس دین مین حرام نہین کرتے ہین اکیلے خدا کو پوجتے ہین جادو
کرنے والے کو نام دھرتے ہین غریبون کے حال پر ترس کھاتے ہین ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے
ہین عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہین اور باہم اُلفت محبت ہوتی ہے ایک دوسرے کی مصیبت مین کام آتا ہے اور جو
کچھ بڑائی اس دین کی ہے مین بیان نہین کر سکتی حیرت نے کہا بیٹی یہ تو سچ کہتی ہے لیکن مین تو مان باپ کی لاج کرتی ہون
جب تو اس موئے کا ساتھ کرکے مصیبت بھرتی ہون اور دوسرے یہ کہ خواجہ صاحب کو بھی یہ موئی ظلمات پکڑ لائی ہے
اسکے ساتھ برق فرنگی ہے اگر خواجہ یہان آتے تو مین اُنسے کچھ شرطین کرتی یہ اُسکا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ
بہار کے آیا ہے قریب ملکہ آیا اور کہا حضور خواجہ کے قید رہنے کی جگہ بتلائیے تو مین چھڑا لاؤن حیرت نے پوچھا تو
کون ہے اُسنے کہا مین ضرغام عیار ہون حیرت کو اسکی صورت دیکھکر حیرت ہوئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہے
بس اسنے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہے اسمین متین جادو رہتا ہے اُسنے قفس جسمین عیار ہین اپنے سینہ کے
مقابل لٹکایا ہے کئی سو ساحرون کا در خیمہ پر پہرا ہے اندر خیمہ کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہے اگر کوئی اُسکے پاس جائے تو
وہ مارا نہ جائیگا اس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑانیکا قصد کرے تو اول کسی تدبیر
سے نقش جمشیدی اس سے لے کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بغیر اُس نقش کے لگائے نہ کھلیگا جب نقش عیار حاصل کر لیگا تو اسکی
تاثیر یہ بھی ہے کہ خواجہ وغیرہ کو کوئی باہر خیمہ کے آتے نہ دیکھیگا ضرغام یہ حقیقت سُنکر گویا ہوا کہ اے بی بی مین ابھی
جاکر خواجہ کو لاتا ہون حیرت نے کہا یہان سے نہ جاؤ اپنی جگہ پر سے جانا عیار مذکور زائل پذیر ہوا ملکہ بہار بھی کچھ دیر
ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی ضرغام باغ سے باہر نکلگیا تخت سحر پر نہ بیٹھا ملکہ نے تو سحر پڑھکر لشکر مین
اپنے تئین پہونچایا اور اُسنے لشکر ملکہ ظلمات کا راستہ لیا اور اسی خیمہ متین کے پاس حسب نشان دہی حیرت آیا یہان
دربانون نے روکا یہ زن حسینہ تو بنا ہوا تھا ہی اُسنے گویا ہوا کہ موؤ کچھ شامت تمھاری آئی ہے مجکو بھی کوئی ادمی مقرر کیا ہے
لو دیکھو سمجھو یہ کہکر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ اے متین ہم تمھارے حسن انتظام سے

بہت خوش ہوئے ازبسکہ تم بسبب حفاظت قیدیان شریک جلسۂ عشرت شادی نہو سکے اسلیے رتبہ بھی تمھارا افزون کیا گیا کہ جسکا حال آیندہ تمھین ظاہر ہوگا اب یہ عطیہ عوت کیلیے تمھارے بھیجا ہے یہ مضمون اس کاغذ کا دیکھ کر دربان تو خاموش ہوئے اور یہ اندر خیمہ کے گیا دیکھا کہ بہت آراستگی ہے شمعہاے مومی دکافوری روشن ہین فرش پر کلفت بچھا ہے پلنگڑی پر جواہر کی ساحر لیٹا ہے قفل اُسکے سینہ پر ٹنگا ہے یہ دیکھ کر اسنے آگے جاکر ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھدیا مبتین کچھ نیم خفتہ تھا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا آنکھ ملکر جو دیکھا تو بالین پر آفتاب محشر نظر آیا جس نے خواب عدم سے فتنۂ خفتہ کو جگایا کتنون کو خوابگہ گور مین سلایا یعنی ایک نازنین شوخ و بیباک قاتل خلق پرفن اور سفاک کہ بموجب

بیت ہین دم ذبح جو انداز یہ جلادی کے + ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا +

یا بن تشکل و شمائل وہ قمر پیکر میرے سامنے کھڑی ہے شمع وچراغ کو بھی لو اُسکے دیدار کی لگی ہے فروغ و ضیاے رخسار شمع کی روشنی کو اندھا بناتی ہے چھوٹ اُسکے حسن کی پڑ رہی ہے یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا اُٹھا اور ہاتھ اُس گلبدن کا تھام کر گویا ہوا کہ

بیت جان من با آنکہ خاصہ از بہر رفتن آمدی + ساعتی بنشین کہ عمر جاودان گویم ترا +

اس نازک اندام نے ہاتھ چھڑا کر ماتھا کوٹ لیا اے میرے ساہری مین نگوڑی جہان گئی مردون نے متانی ہی سمجھا لگے دھڑ پکڑ کرنے اور موؤن کو غیرت نہین آتی یہ مستی جتاتے ہوے وہ جو کہتے نہین کہ

بیت ہونٹھون سے ہونٹھ منہ سے منہ ملا لیا + چھیڑا کچھ اسطرح کہ گلے سے لگا لیا +

اے میان کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہین ہوگئے کچھ جان کی خیر ہے ذرا اپنے ہوش مین آؤ مین صدقے مین دون اس نوکری کو جس کے کارن آبرو جائے مین نگوڑی کہتی تھی کہ اے ملکہ اس دھرتیا کو مجھے غیر مرد کے پاس اکیلے مین نہ بھیجیے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آخر وہی پیش آیا نا کہ یہ مردوا مجکو ماتی سمجھا کہ

بیت ہر کجا رفتی ہلالی عاقبت رسوا شدی + جاے آن دارد کہ رسواے جہان گویم ترا +

مبتین نے جو یہ باتین سنین اسکی اداے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ ہوا ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت یہ ناز معشوقانہ تیسرے گوشۂ تنہائی بیتابی دل نے مسند ہوس پر پاؤن پھیلائے اور پکارا کہ اے جانی خفا نہو میرا دل اسوقت قابو مین نہین ہے کہ

فرد قصد جان کردی کہ یعنی دست کوتہ کن زمن + جان زلف بگذارم و از دست نگذارم ترا +

اور میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہے کہ ایک مدت سے جان دینے پر آمادہ ہون اس دلربا نے ہنس کر کہا مردوے کیون باتین بناتا ہے آج کے سوا تو نے میری پرچھائین بھی نہ دیکھی ہوگی اُسنے یہ سمجھا ملکہ ظلمات کے پاس سے یہ آئی ہے اُسی کی یہ ملازم ہے لاؤ اپنا عشق قدیم جتا کر اس بت کو رام کرون یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ واہ واہ اے صاحب آپ ملکہ عالم پاس اُس دن بیٹھی نہین تھین جو مجکو ملکہ نے ایک کام کو بلوایا تھا بس اسی دن مین آپ کو دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا اس عیار نے یہ تقریر سنکر دل سے خیال کیا کہ اب خوب عشق مین تیرے بے قرہے کہ اپنے دل سے باتین بنا کر کرتا اشتا ہے اور فقرے کرتا ہے یہ معلوم کرکے شرما کر بناز و ادا گردن جھکالی اُسنے یہ ادا دیکھ کر دست ہوس زیادہ دراز کیا اور پکارا کہ

ابیات

پوچھا جو مین نے دل کوئی تمنے چرا لیا — اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکا لیا
دل مین ہمارے میل ہے تم بھی پرکھ کے لو — کھوٹی کھری پڑی تو یہی ہو بہ لیا

بعد فنا بھی دل ہے مرا آرزو کی پوٹ
بوسے سے چوکتا تھا کہیں دیکھئے ار یاض
ایسا دھرا نہیں ہے کہ چپکے اُٹھا لیا
لاکھون مین ایک شخص تھا یہ بھی لیا دیا

اس گلفام نے مسکرا کر کہا مستیان پھر جتانا تو یہ عطیہ بادشاہی تو تو مین جانتی ہون کہ تم مجپر مدت سے مرتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو یہ کہکر پاس اسکے پلنگ پر بیٹھ گئی اور ایک خاصدان طلائی کمر سے نکال کر اُسکے سامنے رکھا اس نے اُسکو کھول کر دیکھا تو کچھ گلوریان اور جواہر رکھا تھا اُس پریوش نے سوقت ایک رقعہ بھی نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ اے میتین یہ جواہر تمہاری دعوت کیلئے بھیجا ہے اور چونکہ خالی کوئی چیز نہین بھیجتے ہین پس حسب دستور گلوریان بھیجی ہین غرضکہ یہ عنایت اپنی مالکہ کی دیکھ کر وہ ساحر بہت خوش ہوا اور اس نازکبدن سے کہا لے جانی ایک گلوری اُسمین سے مجکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ میرے قتل پر بیڑا اُٹھاؤ اس گلگون پیرہن نے مسکرا کر منھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا پھر ایک گلوری ہاتھ مین لیکر کہا مردوے تونے بڑی آفت ڈھائی ہے وہی مثل ہے کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان اور پھر نام خدا سے ارمان بھی دل مین بھرے ہین اور مین نگوڑی تو یہان آکر بلا مین پھنس گئی لو منھ کھولو گلوری زہر مار کرو خیر اب تو میری یہ مثل ہے بیت بوجھ وہ سر سے گران ہے کہ اُٹھائے نہ اُٹھے + کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے + وہ یہ سنکر گلوری اسکے دیتے ہی کھا گیا اور کہا کہ فرد اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان + شوق فضول وجرأت رندانہ چاہیئے + یہ کہکر چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری مین بیہوشی ملی تھی اُسنے اثر کیا یہ بیہوش ہو گیا ضرغام نے چاہا کہ سر کاٹ لے پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑ آئین گے خواجہ کو تم رہا نہ کر سکو گے بلکہ خود پھنس جاؤگے یہ سوچکر اس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا از بسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا وہ نقش اُسکے ہاتھ آیا تاثیر سے اُسکی یہ آگاہ تھا نقش لیکر قفس سے مس کیا تیلیان اُسکی الگ الگ ہو گئین خواجہ او برق چھوٹ گئے اور میتین کو اسی طرح بیہوش چھوڑ کر باہر بارگاہ کے نکلے اُس نقش کی تاثیر یہ بھی کہ دربانان بارگاہ نے مطلق اُنکو نہ روکا جیسے بالکل دیکھا ہی نہین یہ وہان سے اپنے لشکر مین آئے خواجہ سے ہر ایک سردار ملا ملکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بہن ملکہ حیرت کی بیان کی خواجہ نے فرمایا کہ تمہاری ہمشیر اپنا وقت گانٹھتی ہے مسلمان کبھی نہ ہوگی اور اُس سے کہدینا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کرینگے یہ کہکر سب عیار اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے اس عرصہ مین قفس ظلمات شب سے فروغ مہر روز نے رہائی پائی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانہ مشرق سے نکلکر عرصہ فلک مین آیا نظم

گر شب نے کوس رحلت کا بجایا
نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا
صدا دی طائرون نے ہر شجر پر
سحر چمکی اُٹھے لوگون کے بستر

رات بھر افراسیاب ہمراہ ظلمات داد عشرت ونشاط دیا کیا بادہ وصلت پیا کیا یہ حال تھا کہ نظم

ہنسی اور پاس لیٹی اُسکے وہ حور
ہوئی افسردہ خاطر شہ کی مسرور
کبھی لپٹے کبھی بس بھر آرام
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام
ملال اسکے قسم دی اپنے سر کی
پھر اُسکے بعد گیسو و کمر کی
کہا منت سے پی اسکو مری جان
کہ ہون کیفیت خاطر کے سامان
ہجوم شوق اُمڈا اسکہ دل پر

گلے سے ملگئی وہ حور پیکر
پسینا آ کے چہرہ تمتمایا
یہ ہے ذوق ہوس دست و گریبان
شعاع مہر نے جب منہ دکھایا
لگے معشوقہ و عاشق نہانے
پنھائی لا کے عمدہ اُنکو پوشاک
ہوئی پھر جلوہ گر وہ غیرت ماہ
شہنشہ بھی بغل میں آ کے بیٹھا
ہوئی وہ انجمن پھر محفل جم

دیے بوسے لیے اُسکے دہن سے
اُسے شرمندۂ غیرت جو پایا
کہ اتنے میں بجی نوبت گجر کی
ہر اک اُٹھکر سوئے حمام آیا
ملا خدمتگذاروں نے بدن کو
چلی حمام سے وہ شوخ و بیباک
جھکائی سب نے گردن بہر تسلیم
دیا ساقی نے لاکر جام مے کا

سنگھائے پھول عارض کو چمن سے
نکالے دل میں تھے جو جو کہ ارمان
نظر آنے لگی صورت سحر کی
ہوئے گیسو کھنچے بالوں میں شانے
کیا پر نور رخسار و دہن کو
سر تخت حکمرانی بصد جاہ
ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
ہوا سامان عشرت پھر فراہم

اُسی ہنگامۂ مستی زا و جلسۂ طرب فزا میں اس معشوقہ دلربا کا دل گھبرایا بادشاہ نے اُسکا چہرہ اداس پایا سیب ذقن کو ہاتھ میں لیکر کہا کہ اے میوۂ نورس باغ دانائی تیرے گل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہے دلکو میرے ستاتی ہے جو آسیب پہونچا ہو اُسکا اظہار کر خاطر غم دور کر میرا خانۂ دل گلزار کر اس غنچہ دہن نے کہا مجکو عیاروں سے کھٹکا ہے ایسا نہ ہو کہ نقش جمشیدی جاتا رہے اور عمرو ایسا باغی چھوٹ جائے یہ کہکر ایک ساحر کو بھیجا کہ متین کو بلا لائے ساحر اُڑکر بارگاہ میں متین کی آیا وہ جو ہوائے سرد سحر سے ہوش میں آیا اُٹھکر آنکھیں مل رہا تھا کہ اسنے پیام ملکۂ مذکور دیا وہ اسیطرح اُٹھکر سامنے ملکہ کے آیا اُسنے حکم دیا کہ نقش جمشیدی حاضر کر یہ گھبرا کر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا جب نقش نپایا سمجھا کہ بستر پر گر گیا بس یہ کہتا ہوا کہ اے ملکہ میں ابھی لاتا ہوں اُلٹا پھر کر بارگاہ میں آیا نقش کو ڈھونڈھا نپایا گھبرا کر قفس کو دیکھا وہ بھی ٹوٹا دیکھا پریشان سامنے ظلمات کے گیا اور قصۂ شب یعنی کنیز کا خاصدان لانا بیان کیا ملکہ نے منہ پیٹ لیا اور یہ کہا اے شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آکر اُسکے زانو پر بیٹھا اس سے پوچھا کہ اے مرغ زیرک سچ بتا کہ رات کو کس عیار نے آکر عمرو کو چھڑایا ہی اُس طائر خوش نوا نے زمزمہ سنجی اسطرح کی کہ ضرغام عیار کنیز بن کر گیا اور یہ ماجرا گذرا اُسنے کہا اب وہ کس حال میں ہے اسنے جواب دیا اسوقت صحرا میں پھر رہا ہی یہ سنکر اُسنے سحر پڑھا کہ طائر زانو پر سے اُڑ گیا اور یہ ساحرہ خود بھی اُڑکر تلاش عیار میں روانہ ہوئی ضرغام خواجہ سے الگ ہو کر جانب باغ حیرت چلا تھا اور عقب اُسکے ملکہ بہار چلی تھی کہ خواجہ کے رہا ہونے سے اُسکو مطلع کر کے مشورہ در باب تسخیر ظلمات کردن چنانچہ ضرغام جنگل میں پہونچا تھا اور بہار برابر ہوا اُڑتی اسکے پیچھے کچھ دور رہتی کہ ظلمات آکر پہونچی اور سحر کر کے ضرغام کو بیحس کر دیا اور زمین پر اُتر کر کمر سے خنجر کھینچکر قتل کرنا چاہا یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اُسنے دیکھا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او قحبہ اری تو وہ ستانی ہے کہ مدتوں سے میری بہن پر سوتاپا دینے آئی ہے یہ کہکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر مارا گلدستہ قریب پہونچکر چٹکا اور ایک طاؤس پر کھولکر ضرغام پر گرا اور اُسکو پنجہ میں دابکر لے اُڑا ظلمات کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکل گیا مثل شیر غضبناک بپھری اور ایک ناریل جھولی سے نکالکر ملکہ بہار پر مارا ناریل قریب ملکۂ مذکور پہونچکر

شق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب بہار چلا بہار نے پھر ایک گلدستہ نکال کر جانب آسمان اُچھالا فوراً ابر گھر آیا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل ارغوان کے پیدا ہونے لگے دم بھر مین وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن مین گلگون پوش لالہ جام بکف بشکل رند سیہ پوش تھا سنبل کو عشق بہار مین پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتنا میں حیرانی کلیان چمن مین کھلتی جاتی تھین تبسم گلرخان عالم کا رنگ دکھاتی تھین نظم -

تھے سرخ جو ہر طرف شقائق
گل پیرہنوں پہ تھے جو فائق
آرائش بوستان تھی سوسن
طرار تھی وہ زبان تھی سوسن
وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ملتا ہی نہین دماغ تر بُن
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم
بلبل نہ تھی چہچہون سے خالی
صیاد سے تھی فراغ بالی
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
ہر پھول نے جان تازہ پائی
اس تازہ چمن مین اک چمن تھا
خوبان جہان کی انجمن تھا
استادہ تھی اس چمن مین گلفام
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا
کیا حسن فروش کاروان تھا
وہ لالہ باغ بے مثالی
وہ چشم و چراغ بیمثالی
شمشاد ریاض کا مگار رہی
بنیاد مکان بختیاری
اس باغ مین یون تھی زیب مجلس
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

ملکہ ظلمات اس بہار روح پرور اور حسن بہار فتنہ بیز و ستمگر کو دیکھ کر دیوانی ہوئی عقل و ادراک اسے بیگانی ہوئی شعر عاشقانہ بحالت مجنونانہ پڑھتی سمت چمنستان چلی گویا بہار جانب گلستان چلی گو یہ شاگردہ تاریک ہے بہت تحفے الاؤ جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہے پس جیسے ہی یہ چمنستان سحر بہار کی طرف چلی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اسنے دنیا کی کھائی زن مہر طلعت بنگئی اور ظلمات کو تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ اے ملکہ آپ کہان جاتی ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہے سراسر فسون سازی کا ڈھنگ سا ہے یہ کہکر اُسنے ایک ڈبیا کمر سے نکال کر سیندور اسمین سے لیکر ملکہ کے منھ پر مل دیا اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اس سرخ رو پر سے سیاہی ہجری کی دفع ہوگئی اور کچھ سحر پڑھا دستک دی کہ ایک لکہ ابر سرخ گلستان بہار پر آکر چھایا اور اسمین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہائے گل لالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ بیرنگ باغ آتش بہار ہوا تن شاہد بہار برنگ جسم بیمار زار و نزار رہا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ لگی معشوقہ گل مثل خاطر عشاق جلی کہ مؤلف واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر + آگ تلوؤن سے لگی سارا گلستان جل گیا + ظلمات نے بعد جلانے باغ سحر کے افسون پڑھا کہ ایک پتلی رسن لیے زمین سے نکلی بہار اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی تھی اس پتلی نے آکر مشکین باندھ سامنے ظلمات کے حاضر کیا اُس نے حکم دیا کہ اس مجرمہ کو یہان چھوڑ کر میرے لشکر مین جا اور میری انیس نسیم خوش رفتار جادو کو بلا لا پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر مین اُسکے وہ بارگاہ جو اسکے رہنے کی تھی اُسمین پہونچکر پکاری کہ بیبیو تم مین سے

نسیم جادو جسکا نام ہے اُسکو ملکہ عالم بلاتی ہین فلان مقام پر تشریف فرما ہین اور بہار کو قید کیا ہے یہ پیام دیکر پتلی تو غائب ہوگئی مگر بارگاہ مین سب انیسین کنیزین جمع تھین اور کہہ رہی تھین کہ ملکہ دوران یہ غضب تمام جانب صحرا گئی ہین انکو ڈھونڈھنا چاہیئے سنو میری جان سوت کا مقدمہ ہے لاکھ دشمن ہین تو دو چار دوست ہین اکیلے ملکہ کو چھوڑنا اچھا نہین اسی تقریر مین پتلی کا جو پیام سنا نسیم جسکا نام تھا وہ اُٹھ کر چلی لیکن حال عمرو و برق بیان ہوا تھا کہ اپنے لشکر سے بفکر قتل ظلمات روانہ ہوئے تھے چنانچہ صورتین بدلے ہوئے اس بارگاہ مین موجود تھے اُنھون نے بھی بیان پتلی کا سُنا اور جب نسیم یہان سے چلی یہ بھی اسکے ہمراہ ہوئے اور بہت جلد اُس سے آگے جا کر صحرا مین ٹھہرے اور از بسکہ شکل اپنی ساحر کی ایسی بنائے ہوئے تھے اور نام سے نسیم کے آگاہ ہوچکے تھے جب وہ اُڑتی ہوئی اس مقام پر کہ جہان ٹھہرے تھے پہونچی اُنھون نے پکارا کہ اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جایئے اور جو کچھ ہم عرض کرین مسموع فرمایئے ساحرہ انکی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم سے ہین شاید حیرت کا کچھ ذکر کرین گے پس یہ سمجھ کر اُتر آئی انھون نے سلام کیا اسنے بخندہ پیشانی کہا جیتا مزاج اچھا ہے اُنھون نے کہا جی ہان دعا کرتے ہین ہمنے اس لیے آپ کو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جادوان ہین شہنشاہ نے جب ملکہ حیرت کا محل کیا تھا تو ملکہ مذکور کے لیے ایک روغن حکماء طلسم سے تیار کرایا تھا جس سے تمام جسم مثل روئی کے نرم اور بقصد خوبروئی نازک تر ہوگیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت ابتک ملکہ کے تن نازک کی ہے چنانچہ وہ روغن ہمکو بھی ایک نہج سے ممکن ہوا اور ابتک موجود ہے پس وہ تمھاری ملکہ کے بہت کام کا ہے آجکل ہم پریشان حال ہین آپ اُسکو بکوا دیجیے آپ کا احسان ہمپر ہوگا اُسنے یہ تقریر سُنکر کہا وہ روغن تمھارے پاس ہے اُنھون نے کہا حاضر ہے اور ایک بوتل پر از روغن بیہوشی کمر سے نکال کر اُسکے سامنے پیش کی اسنے بوتل لیکر سونگھی فوراً بیہوش ہوگئی عمرو نے پیرہن اُسکا لیکر صورت اپنی اسی کی ایسی بنائی اور برق سے کہا تم سر اسکا کاٹ کر صحرا مین ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا مین جا کر ملکہ بہار کو چھڑاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان برق اس ساحرہ کو جھاڑی مین چھپا کر ٹھہرا رہا اس لیے کہ قتل کرنے سے ایسا نہو کہ ظلمات آگاہ ہوجائے اور بیر سحر روتے ہوئے اُسکے سامنے جائین تو خواجہ کی عیاری مین فرق آئیگا غرضکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اُسکو تسلیم کی اور کہا واری یہ جنگل مین تنہا آنا اچھا نہین اُسنے کہا اے نسیم اس مجرمہ کو لیجا کر قید کرین تلاش مین عیارون کے آئی تھی یہ مجھسے آکر لڑی خیر اب مین پھر عیارون کو ڈھونڈھنے جاتی ہون خواجہ نے اسکے ہاتھ سے بہار کو لیا اور عرض کیا کہ حضور سحر اپنا رد کرین کہ مین اپنا جادو کر کے اُسکو رکھون اُسنے سحر اپنا دفع کر دیا اور خواجہ وہان سے بہار کو بغل مین داب کر کچھ دور لٹکائے ہوئے لائے جب سامنے سے اُسکے دور نکل آئے ملکہ مذکور کو پشت پر لاد کر برق جہان تھا وہان پہونچے اور ملکہ کو زمین پر لٹا کر پانی منھ پر چھڑکا کہ آنکھ ملکہ کی کھلی کیونکہ سحر اپنا ظلمات دفع کر چکی تھی ملکہ اپنے ہی سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی خواجہ نے کچھ دعائین پڑھ کر دم کین کہ ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے اسوقت نسیم کو جھاڑی سے نکال کر ذبح کر ڈالا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا بیر روتے ہوئے جانب ظلمات چلے

یہان خواجہ نے بہار سے کہا کہ یہ ساحرہ بہت زبردست ہے اے ملکہ تم لشکر مین جاؤ ہم انشاء اللہ قتل کرکے اسکو آتے ہین تمھین اکیلے ٹھہرنا نچاہیے ایک تو اپنی حفاظت ہمکو کرنا ہوتی ہے دوسرے تمھارا خیال کرنا پڑتا ہے یہ اچھا نہین ہے تمھین چلے جانا زیبا ہے بہار یہ سُنکر وہان سے جانب لشکر پھری ادھر ظلمات نے بعد چلے جانے نسیم نقلی کے سحر پڑھا کہ اسوقت عیار کہان ہین سحر نے خبر دی کہ اری احمق عمرو عیار صورت نسیم کی بنکر آیا اور تجھ سے بہار کو لے گیا اب برق نے فلان مقام پر نسیم کو مارا اور دونون عیار اُس جگہ ہین یہ خبر معلوم کرکے حیران ہوئی تھی کہ پیر سحر کے روتے ہوے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دیکے غائب ہوگئے اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے ہاتھ سے کنگن اتار کر اسی سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا جلد عیارون کو لا کنگن سورج کی طرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع ہزارہا پیدا ہوکر ہر سمت روانہ ہوے عمرو و برق ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار کے مشورہ قتل ظلمات کر رہے تھے کہ یکایک چند سنہرے خط ایک سمت سے آکر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ گئے اور یہ کھنچتے ہوے چلے اور ضرغام کو جو طائرہ بہار کا لیکر اڑا تھا اسنے اُسکو لاکر صحرا مین چھوڑا تھا وہ بھی فکر عیاری مین پھر رہا تھا چند کرنین اسکے بھی جا کر لپٹین اور کھینچتی ہوئی لائین ان تینون عیارون نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے کچھ اونچا بسان خورشید محشر نکلا ہوا ہے اور قریب اسکے ملکۂ ظلمات ایستادہ ہے آفتاب کی کرنین ہمکو کھینچے لیے جاتی ہین حاصل کلام جب سامنے اُس ماہ سپہر ساحری کے پہونچے اُسنے آفتاب کی جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بنکر ہاتھ مین آیا عیار کرن سے چھوٹ کر بیحس وحرکت کھڑے رہے اُسنے کنگن پہن لیا اور ان تینون کو بغضب تمام تر گھورا انھون نے دیکھا کہ ساحرہ کو اس وقت بہت غصہ ہے گال فرط غیظ سے لال ہین آنکھین مانند جام بادہ سُرخ ہین گیسو پیچ کھاتے ہین ظاہر آثار ملال ہین پس اس لالہ رخسار نے ان سے بعتاب خطاب کیا کہ اے ناعیارو دیکھو توکس عذاب الیم سے تمکو مارتی ہون بڑی تمنے آفت ڈھائی ہے مجکو بھی حیرت مقرر کیا ہے کہ عیار یان کرکے جسکو چاہا مار ڈالا اور اُس سے کچھ نہ ہوسکا یہ کیسی خاتون شہنشاہ ساحران تھی واہ واہ نام بڑا درشن تھوڑے عیارون نے کچھ اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا اور اسنے ایک سحر ایسا پڑھا کہ عیار اسکے ساتھ چلے یہ وہان سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی اپنے لشکر مین نہ گئی اتفاق سے اُس لشکر مین جب ملکہ بہار پھر کر آئی تو جانسوز عیار یہان موجود تھا اس نے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سُنا کہ صحرا مین ہے اور خواجہ و برق ارادۂ قتل اسکا رکھتے ہین یہ حال سنکر اُسنے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ اسیر پنجۂ ستم ساحرہ ہون مجھے بھی لازم ہے کہ چلکر انکی خبر رکھون یہ سوچکر جانب صحرا چلا اس طرف سے ظلمات آتی تھی یہ اسکو دیکھ کر راہ کتراکر پہلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بنکر قریب اسکے آیا اور آداب بجا لاکر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ شہنشاہ جادوان آپ کی تلاش مین ہین انتظار فرمارہے ہین مجکو ڈھونڈھنے بھیجا تھا لائیے ان مجرمون کو مجکو دیجیے اور آپ شہنشاہ پاس جائیے یہ تقریر سُنکر اُس عیار کو ساحر بنا ہوا دیکھ کر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا یہ ہے مگر جب اسنے قیدیون کو طلب کیا وہ ایکبار عمرو سے دربارۂ بہار دھوکا کھا چکی تھی اندیشہ ناک ہوئی اور دلمین سحر پڑھ کر ہمت اسنے کی کہ مجکو ظاہر ہوجاے کہ یہ کون ہے عیار ہے یا ساحر ملازم شاہ ذی تبار ہے سحر نے خبر دی کہ نہین یہ عیار ہے

یہ معلوم کرتے ہی پکار رہی کہ اب آئے ہو تو جانا نہیں ایسی تاثیر اس کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بے حس و حرکت ہو کر اسکے ہمراہ ہوا اسنے کہا کہ موذیو میں اسی فکر میں اس طرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کر دوں اور طبل جنگ بجوا کر نمک حراموں کو بھی سزا دلواؤں چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو پانچویں کو بھی گرفتار کر لوں تو اپنے لشکر میں جاؤں یہ کہکر کچھ افسوں پڑھ کر مشت خاک اٹھا کر گویا ہوئی کہ اے خاک سرزمین طلسم سچ بتلا کہ قران عیار لشکر نمک حراماں میں ہے یا بیابان میں ہے خاک ناپاک سے آواز آئی کہ اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی کبھی لشکر میں آتا ہے ورنہ ہمیشہ بیابان میں رہتا ہے یہ سنکر ساحرہ وہاں سے پھری پھر سحر کے زور سے عیار بھی ساتھ ہوئے اور یہ سمت صحرا ابتلائش قران روانہ ہوئی قران درۂ کوہ میں بیٹھا تھا اتفاقاً چند ساحر ملازمان شاہ طلسم اُس طرف سے گذرے باہم کہتے جاتے تھے کہ یہ ملکہ بڑی زبردست آئی ہے کہ ابھی کل تو بادشاہ کی بی بی تھی آج عیاروں کو پکڑنے گئی ہے ایک اُنمیں سے بولا کہ بھائی حیرت بھی اگر چاہتی تو عیاروں کو پکڑ لاتی لیکن ایسی باتوں میں حاکم قتل جلد تر ہو جاتا ہے حیرت خوفناک ہوئی اور گرفتاری عیاران سے باز رہی اور یہی سبب ہوا جو آجتک زندہ ہے ورنہ مار ڈالی جاتی تم دیکھنا یہ ملکہ جلد قتل ہو گی کس لیے کہ ایک تو عیار خود ہی اسکی فکر میں ہیں دوسرے ان کو ستایا ہے اب بچنا اس شہزادی کا مشکل ہے دوسرے ساحر نے کہا تم سچ کہتے ہو ملکہ حیرت جو عیاروں کی طرف سے چشم پوشی کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے ارے بھئی عیاروں کا ستانا کچھ اچھا تھوڑا ہی ہے یہ باتیں سب قران نے جو سنیں غور کیا کہ ظلمات ہم عیاروں کے قید کرنے کو شاید آئی ہے مجکو بھی فکر اپنی لازم ہے یہ سوچ کر وہاں سے اٹھا اور اُس سمت کو خیال کیا کہ جہاں میں استادہ ہوں کونسی سمت ہے معلوم دیا کہ مشرق ہے پس اب جانب مغرب رو بفرار لایا یہ تو ادھر گیا اور ساحرہ اسکے مقام پر پہونچی دیکھا کہ درۂ کوہ نہایت مصفا ہے بسان قلب پارسایاں پر از صفا ہے شیر کی کھال ایک مقام پر بچھی ہے اور ایک سمت کو اس درہ میں غار ہے یہ اس غار میں اُتری یہاں طاق بصد خوبی محراب دار کاٹے تھے اور دریچہ اس طرح بنائے کہ جب اسمیں کوئی جا کے صحرا میں پہونچ جائے کہیں ورا ایسا بنا تھا کہ پیچھے اسکے غار تھا وہ مقام کوٹھری کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچوں سے راہیں ہر سمت صحرا میں نکلگئی تھیں بھول بھلیاں بنی تھی جیسے صحرا میں دریچوں کے سامنے بنے تھے ان پر مرگ چھالے بچھے تھے غار کی کوٹھریوں میں غلہ اور اسباب میکشی و جملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا سر غار ہر سمت سے پوشیدہ تھا کہیں اجالا کہیں اندھیرا تھا شیر کے رہنے کا مقام تھا یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی مگر نازک مزاج و مہ پارہ تھی خوفناک ہو کر باہر نکل آئی کہ مبادا عیار کسی گوشہ میں بیٹھا ہو اور قتل کر ڈالے غرض باہر آ کر اُسنے ایک طائر ماش کے آٹے کا بنایا اور سحر کا بیرا اسمیں بٹھا کر زندہ کر کے حکم دیا کہ ہر سمت اُڑ کر جا اور پتا لگا لا کہ قران عیار کہاں ہے طائر اُڑ گیا اور مہتر کو ایک مقام پر دیکھ کر آیا ساحرہ سے بیان کیا کہ یہ اُسی سمت اُٹھ کر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ میں کوئی فتور قیدیوں کی وجہ سے نہ برپا ہو اور یہ رہا نہ ہو جائیں پس درۂ کوہ میں ایک گنبد خاک کا بنا کر تینوں عیاروں کو اسمیں بند کر گئی یہ تو جانب قران چلی اور راہ میں ایک خط مخروطی چار گوشہ کا بنا کر چار سمت کا نام

ہر گوشہ پر لکھا اور نیت کی یا خبیر اخبرنی اسوقت ساحرہ کس طرف آتی ہے یہ نیت کرکے آنکھ بند کی اور انگلی خط پر رکھی جس سمت پر انگلی پڑی اس طرف کو چھوڑ کر دوسری جانب بھاگا جب ساحرہ وہان پہونچی کہ جہان طائر نے بتایا تھا کسی کو نہ پایا پھر طائر کو اسنے روانہ کیا کہ وہ جا کر خبر لایا کہ اب اس طرف عیار رہے یہ اس جانب چلی وہان مہتر مذکور پانچ سات کوس پر جا کر ٹھہرا تھا اور دم راست کرکے پھر نقشہ کھینچکر مخبر لبال غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اس جانب آتی ہے پس یہ تیسری جانب چلا اسی طرح اس مہر سپہر ساحری کو اسنے قطع منازل کرانا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر مین ڈالا دور کامل اس ماہ کو پھرایا عجب حال اسکا بنایا کہ پائنچے چھوٹے ہوے پسینے سے پوشاک بدن کی بلگجی جسم تمام عرق مین ڈوبا ہوا باغ حسن پر اوس پڑی ہوئی مسی کی اودی پپڑیان ہونٹھون پر رنگ رُخ نق فق صباحت مین صادق مگر برنق دل مین تھک جانے سے قلق کھسیانا پن چہرہ سے ظاہر گیسوؤن کا رخسار پر پیچ کھانا گویا افسون خوان ساحر بالآخر جب زیادہ دوا دوش اسنے کی غضبناک ہوکر سوچی کہ عمرو سرگروہ عیاران عالم ہے اسکو مع دو نون عیارون کے چلکر مار ڈال قران اسکی رہائی کو خود آئیگا اُسے بھی قید کر لینا یہ تجویز کرکے اسی طرف روانہ ہوئی اُدھر قران تو اسکی فکر ہی مین تھا جب خوب اسکو دوڑا چکا ایک مقام پر بیٹھ کر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا کہ ساحرہ جانب جنوب بیتر مسکن کی سمت جاتی ہے یہ معلوم کرکے بہت جلد روان ہوا اور اس سے آگے نکل گیا اور ایک مقام پر دامن کوہ مین بہت سے درخت دیکھ کر اور صحراے سبزہ زار ملاحظہ کرکے جلدی جلدی خنجر سے چار شجر پہاز گل و ثمر بیخ سے کھود کر اکھاڑے اور میدان مصفا تجویز کرکے چار کونون پر ان درختون کو لگایا اور سب پھل اُن کے توڑ لیے ہر نہال مین چند پھل باقی رکھکر اس طرح سے انھین چاک کیا کہ تا چاک ہونا ثابت نہو پس انھین بیہوشی داخل کی اس طرح کہ تمام جگرانکا روغن بیہوشی سے خوب تر ہو گیا جب یہ باغبان گلشن عیاری مین کر چکا بیچ مین اُن درختون کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی اور اسمین اُتر کر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا صرف دو آنکھین اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحرۂ غدار مین بیٹھا آپ دفن ہوکر اُسکو زندہ درگور کرنے کی فکر فرمائی نظر کردہ بوتراب کو خاکساری کی عیاری پسند آئی جو فکر کہ یہ مہتر کرکے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ یہ ساحرہ اس طرف کو آئی صحراے سبز و خرم دیکھ کے تھکی بہت تھی آہستہ آہستہ چلکر اُن چار درختون کے پاس آئی درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے تھالے درختون کے سنگین بنے پائے ہر نہال برنگ تارک الدنیا زبان برگ سے مذمت دُنیا کرتا ہر شاخ خمیدہ مراقبہ مین مثل روشن ضمیران طائرانِ اشجار پر ہمصفیر بلبل سدرہ ثمر ہاے بے نظیر ہمرنگ اثمار نہال طوبیٰ وہان شگوفہ برابنتہ اقدنیا تا حسنا جاری زبان برگ پر طوبیٰ لہم وحسن مآب طاری بیچ مین اُن اشجار پر بہار کے میدان لسان قلب اہل صفا پاک کہین نہ خس و خاشاک آئینہ بہار الطاف روح باکمالان سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم پر خضر کا بستر لگا ہوا یا اس زمین صاف و سبز پر یہ گمان کہ رومیون نے بحکم اسکندر دہر دہ آئینہ بنایا تھا جس نے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشان چین عکس اُتارا تھا ہمسر پر طوطی سطحہ بغبار تھا بلکہ اس مقام صاف کا طوطی بولتا تھا کہ بہیت

زمین ان کی لطافت مین روح سے بہتر | درخت چارون تھے جسم زمین کے عنصر

ہر درخت کے تھالون مین جو پتھر لگے تھے اپر کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے جوگی زمین مین گڑا ہوا تپشیا جمشید کی کر رہا ہے خبردار اے آئندہ و روندہ زیادہ تر اس مقام پر پہونچکر نہ ٹھہرنا صرف جوگی کے درشن کرنا اور اپنا راستہ پکڑنا ساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جویا اور مشتاق ہوکر بڑھی ایکسا مقام پر دو آنکھین چمکتی دیکھ کر جوتیان اُتارین اور ہاتھ باندھکر آگے آئی پہلے سجدہ سامری مین گری اور پھر کچھ اشرفیان اور زیور اپنا اُتار کر سامنے اُن آنکھون کے رکھدیا دیدہ و دانستہ دھوکا کھایا مطلق خیال عیار نہ آیا ہاتھ جوڑکر گڑگڑائی کہ اے سامری کے جوگی اے خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھیا پوری کر خداوند میرا مجھ سے تمام عمر راضی رہے اپنے بیریون کو مین مارون لڑائی جیت جاؤن اس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھکر جوگی کا ذرا سا منھ بھی مٹی سے باہر نکلا اور بہت آہستہ سے کہا بچا جا ایک پھل کسی درخت کا توڑکر ہمارے درختون مین سے کھا لے تیرے سب کام سنپورن ہونگے پھلے پھولے گی اب زیادہ یہان نہ ٹھہر سامری کی یاد مین جمشید کے دھیان مین فرق آتا ہے اسیر ہوتی ہے یہ سنکر ساحرہ اٹھی اور گرد جوگی کے پھری پھر ایک درخت کے قریب جاکر پھل ایک توڑا اور سامری کو یاد کرکے جمشید کے دھیان مین ڈوب کر پھل کھایا دو قدم پھل کھاکر چلی تھی کہ چکر آیا بیہوشی نے اثر دکھایا غش کھاکر گری عیار جسنے یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا سا زمین سے نکلکر نعرہ کرکے کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران عبد ذلیل ایزد منان مہتر قران نعرہ

قران حبش مہتر نامدار | نظر کردہ صاحب ذوالفقار

یہ نعرہ کرکے بغدہ تانے جانب صحرا چلا ادھر سے تو یہ چلا اُس طرف پہلوے افراسیاب سے اُٹھکر آئے ہوئے ساحرہ کو عرصہ بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہہ آئی تھی کہ مین عیارون کو قید کرنے جاتی ہون شاہ طلسم کو دیر ہونے سے فکر ہوئی کہ ایسا نہو معشوقہ میری قتل ہوجائے اس خیال سے اُسنے کتاب سامری منگاکر حال اُسکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ قران عیار اُسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کرکے کتاب بند کرکے بزور سحر اُڑا اور ازبسکہ بادشاہ طلسم ہے مسافت راہ بہت جلد طے کرتا ہے یہ معلوم کرکے اُس میدان مین کہ جہان معشوقہ اسکی بیہوش ہے اُسوقت پہونچا کہ قران بغدہ سر پر ساحرہ کے لگایا چاہتا تھا اُسنے نعرہ کیا کہ باش یہ کلمہ ایسا پراثر تھا کہ عیار مذکور کے دست و پا مین قوت نہ رہی ہاتھ اسی طرح اونچا رہ گیا اور پانون سے بھاگا نہ گیا ناچار کھڑا رہا شاہ جادوان نے زمین پر اُترکر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے پایا ران حیرانی سے آئینہ نمط چمکتی اور کھلی ہوئی تھی زلف بصد پریشانی رخ پر لہرا رہی تھی انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا چھاتی باہر نکلی تھی بلورین گیند سینہ پر دھرا تھا یا قمقمہ رنگ سے بھرا تھا پیڑو کا اُبھار سرکشی عیار کا پتا زبان حال سے دے رہا تھا بھٹنی تھی یا بتر گی غم چھائی تھی کے منھ پر چھپائی تھی جوبن سارا خاک مین ملنے کی نوبت آئی تھی شاہ جادوان اسکے سینہ سے آکر لپٹ گیا منھ پر منھ رکھدیا اور رونے لگا گلاب اشک کا رخسار پر چھڑکا آنکھ اُس گلبدن کی کھلی گھبراکر اُٹھ بیٹھی دوپٹہ سنبھال کر اوڑھا انگیا کی کٹوری اُتاری بدن سب شرماکر ڈھانکا شوہر کو دیکھکر نیچی نظرون سے کچھ شرمائی لجائی آنکھون کو پھیرا کر ادا سے مستانہ دکھائی تیوری چڑھاکر سنبھلو صاحب بان پر

لائی پھر سسکی بھر کر رو دی یہ کیا آفت ہے کہہ کر اُٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جانی تو اس طرح بیہوش تھی مین نے آکر ہوشیار کیا اور اس ناعیار کو گرفتار کیا غضب کیا تھا اس ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا چاہا تھا اور خانۂ عیش میرا تاریک کرنا اس کے دل مین آیا تھا یہ تقریر سُنکر ساحرہ بغضب تمام تر تیغہ لے کر جانب قران چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینہ شمشیر مین دیکھ کر دعا کی کہ اے خالق کل مخلوقات واسطہ شیر کا اب میری مدد فرما اور بھیج میری رہائی کے لیے اپنے بندے کو کہ جسکی یہ شان رفیع ہے **بیت** صورتے گرد مجسم فتح گوید آشکار + لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار + یہ دعا اُسکی درگاہ خدا مین قبول ہوئی یعنی ملکہ **بہار** جو چھوٹ کر اپنے لشکر مین گئی حال عیاران ملکہ **مہرخ** و دیگر ساحران سے بیان کیا ملکہ **مہرخ** نے مرآت صلاح سامنے رکھ کر یہ صورت نیک دیکھی کہ یہ ساحرہ زبردست ہے ہم لوگ بھی بطور مخفی عیارون کے معین رہین تو بہتر ہے پس یہ مشورہ کر کے ازبسکہ آپ بادشاہ لشکر بھی جانا مناسب نہ سمجھی ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا ملکہ مذکورہ فوج ساحران کو لیکر ایک صحرا مین ٹھہری اور طائران سحر برائے ادراک حال عیاران خوشخصال روانہ کیے ایکبار تو طائرون نے خبر گرفتاری **عمرو و برق و ضرغام** دی ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار کر رہی تھی اسوجہ سے تامل پذیر ہوئی پھر طائرون نے خبر دی کہ مہتر **قران** اس طرح ساحرہ کو جکڑے رہے ہین **بہار** بہت ہنسی پھر ساحرہ کے بیہوشی کی خبر پہونچی یہ بہت خوش ہوئی آخر آنا شاہ طلسم کا اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا فوراً نفیر سحر کو بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا ساحر باز اور بط پر سوار ہو کر چلے ملکہ مع فوج اسوقت آکر یہان پہونچی کہ **ظلمات** تلوار لیکر **قران** کے قریب پہونچی تھی **بہار** نے پہونچتے ہی ایک گولا سحر کا فولادی اسکے سینہ پر تاک کر مارا گولا لو کا آگ کا بنا ہوا اسکے سینہ پر آکر پڑا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو یقین تھا کہ گولا پشت توڑ کر نکلجاتا مگر یہ ساحرہ زبردست ہے گولا پڑنے سے بیہوش ہو کر گری اسوقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ **بہار** جیدہ روزگار آئے تھے وہ سب بجلیان بنے اور کڑ کڑا کر گرے کہ کام اس ساحرۂ نافرجام کا تمام کر دین لیکن شاہ جادوان وہان موجود تھا بیتابانہ دوڑا اور ایسا افسون پڑھا کہ چالیس سپر بن **ظلمات** پہ چھا گئین مگر بجلیان انکو کاٹ کر ساحرہ پر چلین تھین کہ بادشاہ نے پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقین زمین پر الگ گرین اور بجلیون سے سب نے صورتین ساحرون کی پیدا کین اور ترسول و نیسبول وغیرہ حربہ سحر کے وہ سب پکڑ کر شاہ پر چلے بادشاہ سمجھا کہ یہ فوج بہت ہے اور ملکہ **بہار** اس لشکر کی سردار ہے اور یہ معشوقہ گلعذار ہے پس اگر تو لڑیگا تو یہ محبوبہ قتل ہو جائیگی اور عجب کیا ہے جو اس ہنگامہ مین **ظلمات** بھی قتل ہو جائے لہذا یہان سے ٹل جانا چاہیے یہ سوچ کر بیخبر ہو کر **ظلمات** کو اُٹھا کر بلند ہو گیا ساحرون نے ناریل نارنج ترنج بہت سے مارے مگر وہ بادشاہ ہے کچھ اثر نہوا ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار نے مل کر اسوقت سحر خوانی ایسی کی کہ شاہ طلسم کا سحر **قران** پر سے دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور اسنے سب حال **خواجہ** وغیرہ کے گرفتار ہونے کا ملکہ سے بیان کیا اور کہا ساحرہ میرے مقام سکونت پر انکو قید کر آئی ہو تو عجب نہین کیونکہ اسی جگہ سے میر العاقب اسنے کیا تھا ملکہ مذکورہ یہ ماجرا سنکر اُسکے ہمراہ اُسی جگہ پر آئی اور یہ قصر شاہ طلسم کا نہ تھا

بلکہ ظلمات کے سحر مین خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے پس بہار نے اس سحر کو اکیلے رد کیا عیار سب رہا ہوتے ہی رو بفرار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگری زبردست ہے اس پر سمجھ بوجھ کر عیاری کرنا چاہیے اور اس کے پنجہ ظلم سے بچنا زیبا ہے غرضکہ یہ تو سب صحرا و کوہ مین متفرق ہو کر اپنی تدبیر مین مصروف ہوے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہوئی لیکن افراسیاب اپنی محبوبہ کو گلے سے لگائے ایک مقام پر صحرا مین آیا اور وہان ٹھہر کر رد سحر پڑھا کہ ملکہ ظلمات کو ہوش آیا شاہ نے کیفیت سے مطلع کر کے فرمایا کہ اے ملکہ اب لشکر مین چلو عیارون کا تعاقب نہ کرو ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اسنے جواب دیا کہ اے بادشاہ مین غافل تھی جو بہار نے گولا سحر کا مارا اب مین اُسکو زندہ نہ چھوڑونگی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہون گے کہ بامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہے اے بادشاہ قسم ہے آپ کو سامری کی کہ لشکر مین جائیے اور اگر ایسا ہی میری تنہائی کا خیال ہے تو میری کچھ فوج اور چند انیسون کو میرے پاس بھیجدیجئے بادشاہ قسم دینے سے ناچار ہوا اور پھر کر لشکر مین آیا اسکی انیسون کو سامنے بلا کر حکم سنایا کہ فوج ہمراہ لیکر اپنی ملکہ کی اعانت کو جاؤ انیسون نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا گھنٹے بجے ناقوس پھنکے سوارون کے پرے فوجون کے دل پیادون کے نشان کھلے پلٹنین اور رسالہ اسلحہ سے آراستہ اسباب سحر سے پیراستہ مرکبہاے پرند و طائران سحر پر چڑھ کر چلے کسی طرف سے دریا جوش مار کر روان ہوا کہین بوم کا بلند دھوان ہوا کسی جگہ ابر سرخ سحر کا آتش فشان ہوا کہین سانپون کی مار ہوئی کسی سمت عقرب کی بوچھار ہوئی سیل فنا کی طرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جیسے ٹڈی دل اُمڈا کہ بمقتضاے **نظم**

روانہ ہوا لشکر لاتعد
نہ کچھ جسکی گنتی نہ پیدا تھی حد
کسی سمت کو ساحرہ بیشمار
کسی جا پہ جادوگرون کی قطار
وہ آواز قرنا وہ بیرون کا غل
زمانہ پر از شور بوق و دہل
یقین تھا کہ بہرام خیمہ گذار
فلک پر سے بھی لائے رود فرار
وہ اُٹھنا یم قہر کی موج کا
وہ لہرا کے چلنا ہر اک فوج کا

یہ خبر ملکہ مہرخ کو جاسیس نے پہونچائی اسنے بھی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلد ترکمر بندی ہوئی ملکہ موصوفہ نے چند سردارون کو لشکر کے جرارون کو براے حفاظت خیام و خرگاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہو کر ساحران نامدار کی جمعیت سے روانہ ہوئی صداے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی جادوگرنیون کی آن بان طاؤس و ہنس و بوتیمار زیر ران ان کے ہر ایک کے جوبن جوبلی کے دن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رُخ رنگین غیرت گلشن منہ غصے سے گلنار سیندور کے ٹیکے ماتھے پر لگے آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوے گاتیان دوپٹے کی باندھے کمر مرنے پر کسے چھاتیان نکیلی سنانین آبدار تھین بے ماسے جگر کے پار تھین ابروان خمدار وہ کمان جسمین تیر مژگان جڑے ہوے کہ **بیت** کم نہین ابروون سے یار آنکھین + دو کیا ہوگئین جو چار آنکھین + سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل نارنج ترنج اچھالتین جے اوستاد کی بولتین جادوگر ہر ایک یادگار جے بال اُستاد شہبال قشقے ماتھو پر دیے ترسول اور پنسول ہاتھون مین لیے آگے ہر پلٹن کے ڈھر ڈھجتا کھسین

پیادون کی قطار کہین سوارون کا پرا کسی طرف غازیان صف شکن کا مجمع یہ نقشہ **نظم**

ہر اک ساحرہ شیر و شمشیر زن | ہزارون جھپین یاد جادو کے فن | چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین
وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئین | کسی کی بھری مانگ صندل سے تھی | کسی کی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
تہ ران تھے طاؤس آتش فشان | سرون پر سیہ ابر کے سائبان | برستے ہوے ساتھ آتش کے تیر
کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر

باین جاہ و جلال یہ لشکر بہر جدال سمت **بہارہ** با اقبال چلا ہر طرف سے ایسان **ظلمات** فوج لیکر چلین ہنوز یہ دو لشکر راہ مین ہین کہ **ظلمات** شاہ جادوان کو رخصت کرکے جو چلی راہ مین **بہارہ** بھی یہ پہونچتے ہی پکاری کہ اری او جھلو میری سوت کی بہن سوت پرائی خوب تو عیارون کے پیچھے پھیپھڑا انکتی ہے یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالون کو کھول کر اپنے رخسار پر چھوڑ لیا اور جوڑے سے ایک ناریل بھی نکالا زلف کا خورشید عارض پر گھٹا کی طرح آنا تھا کہ اسنے نعرہ کیا میری زلف کی صورت نظر دشمن مین دنیا سیاہ ہو جائے یہ کہتے ہی عالم مین تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اسنے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ اسمین سے سیاہی نکلکر کاجل کی طرح جھڑنے لگی چادر سیاہی کی مثل چادر آب پڑنے لگی **بہارہ** نے ہر چند رد اس افسون کا کیا ممکن نہوا کچھ دیر مین سب کی آنکھون سے روشنی گم ہوئی اور بینائی گم ہوئی **نظم**

گیا چشم گیتی سے نور نگاہ | بجھا خانہ چرخ کا بھی چراغ
فلک پر ہوا مہر تابان سیاہ | ہوا تیرہ اس درجہ ہامون وراغ

ملکہ **بہارہ** نے چاہا کہ مین پرواز کرکے اس سیاہی سے نکلجاؤن لیکن میسر نہوا جہان تک نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی لشکریون نے جلد تر مشعل سحر جلائی مشعل بھی جلکر بجھ گئی اس عرصہ مین فوج **ظلمات** کی آپہونچی ادہ ایک طرف سے **مہرخ** لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی یہ عالم تھا کہ دونون جانب کوس دمامے گرجتے اور بجتے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے ٹکڑیان ساحرون کی اور غول جادوگرنون کے پیدا ہوے نشان اور علم کے پھریرے کھلے تھے زمین اور آسمان چارطرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا غرض ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا مہر گردون تھراتا تھا ان لشکریون نے پہونچتے ہی صف آرائی کی گرد اسقدر چھائی تھی کہ خاک سوجھائی نہین دیتا تھا سحر کی ہوا چلی گرد و غبار اڑا لیگئی سقائی ابر سحر نے کی خس و خاشاک کا نام نہ رہا میدان پاک ہوا گھٹائین آئین بجلیان چمکین ہلکی ہلکی بوندیان پڑین صفین میمنہ و میسرہ وغیرہ جم گئین نقیب گرکیت جاؤش میدان مین نکلکر پکارے کہ ہان رن چڑھنے والو نام پر مرنے والو آج نام سامری و جمشید مٹادو دشمن کو زور بد دکھادو یہ میدان ہاتھ سے نہ جائے جان جائے مگر مردون کی بات نہ جائے یہ کہکر وہ ہٹے تھے کہ **ظلمات** جانب **مہرخ** بڑھی اور اسی طرح زلف رخ پر بکھرائے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے **مہرخ** بھی بڑھی آپسمین چھوٹ چلنے لگی کبھی اس نے اس شعلہ خو پر آگ برسائی کبھی اسنے آب سحر برسا کر بجھا دی اسکے سر پر بجلی گرادی تو اسنے رد سحر کا کرکے سنگباری کی اسنے وہ پتھر اسی کے لشکر پر برسادیے اسنے سحر ایسا کیا کہ لشکریون نے سر اپنے آپ کاٹنا شروع کیے اسنے یہ کرشمہ بھی دفع کیا اور نیا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوے عقل و خرد سے بیگانے ہوئے ہنگامہ عظیم

بر پا ہوا اسی قیامت خیز معرکہ مین ظلمات نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر مہرخ پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے دفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم مین پھیلگئی مہرخ ناچار پیچھے ہٹی ظلمات نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان ہمراہون کو جانے نہ دینا لشکر کے سردار ساحران ذی وقار شمشیر ہاے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اس طرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے تیغ و خنجر بکف بڑھے لیکن انکو اس حال مین چھوڑکر ماجرا سنیئے کہ کوکب جو تیلا تاریک کی تیلی جلانے کے لیے بھیجکر قلعے مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال تیلے کا معلوم ہو کہ اُس پر کیا سانحہ گذرا اور نہین معلوم کہ خواجہ ہمراہ ایلچی گئے تھے انکا کیا حال ہوا ایسی اسی فکر مین اُسنے مرات سحر طلب کیا اور حسب دستور آئینہ مذکور سے نتیجہ نکلا اسنے سب حال خواجہ کے گرفتار ہونے کا اور ظلمات کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور اسی فکر مین اپنی جگہ سے اُٹھ کر ملکہ حناء گلگون پوش کے مقام پر آیا ملکہ موصوف نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر بٹھایا حال اسکے گلشن پر بہار کا اول مین تحریر ہو چکا فی الجملہ اُس معشوقہ باوفا نے چہرۂ زیبا سے بادشاہ متغیر دیکھکر سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے من و عن کیفیت بیان فرمائی اسنے عرض کی کہ ظلمات ساحرہ زبردست ہے کہ شاگرد وہ تاریک ہے لیکن اس اپنی کنیز کو اگر اجازت دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی اسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ بہار باغ خوش رنگی تو کیونکر اُس خار گلزار کج ادائی کو قتل کریگی اس گل رعنا نے جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ جب طلسم ہوش ربا مین غدر نہ تھا اور افراسیاب سے اور آپ سے دوستی تھی الاویز تاریکیا کے پاس گئی تھی اور وہ مجکو گنبد سامری پر لے گئی تھی وہان اسکو بہت تحفے ملے تھے مگر مجکو ایک ناریل ملا تھا کہ اسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سواے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جاوے کیسا ہی ساحر ہو مگر جان سلامت نہ لیجاے پس وہ ناریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہے آج تک کام اس سے نہین لیا ہے بادشاہ نے جب یہ ماجرا اُس لُعبت دلفریب با زینت و زیب کو بخندہ پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران تجھ سے آکر ہمنبرد ہوگا تو یہ شیدا تیرا مدد کو تیری آئیگا جا تجکو سپرد کارساز حقیقی کیا اس رشک چمن نے یہ سنکر اُسی وقت کنیزون اور انیسون وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح و مکمل ہوکر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ دو لکہ ابر سرخ و زرد سفید کے آگے لشکر کے ہین اور ان پر نقارۂ نقرئی و طلائی لدے ہین اور ان ابرون سے تیلے دمبدم نکلکر نقارون پر دوال دیتے ہین بام سحاب پر نقارخانہ بارہے یا فیل گردون جلوداری کو دمامہ لادے تیار ہے بعد اس کارخانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ و خیام اُسپر بار تھے اور اس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ گرد و غبار بٹھاتی تھی یہ بھی جب نکلگئی پھر ایک طبقۂ زمین اُڑتا ہوا نظر آیا کہ اسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہاے رنگین و اثمار لطیف و شیرین سے پھولا پھلا تھا بروے ہوا اُس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا شاہد بہار کا کوچ و مقام کرنا ہواے بہارین کا فیض عام ہونا فصل گل کے مع الخیر ہر شہر مین داخلے پھول اُس گلشن کے یہ ثابت ہوا کہ آسمان بہار کے سیارے بستان بوے گل بہار نے کلیون کی کٹوریون سے نکلکہ گلیون مین پھرنا شروع کیا اور رنگ نسیم

گلشن اس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا محبوبۂ گل خرامان خرامان روان کبک ہزار جان سے اسیر قربان اس چمنستان کا جنگ پر چڑھا نوجوانان گلشن کا تنا تھا گل عباس طرم بجاتا تھا گلگون لالہ داغ دکھاتا تھا نرگس نظر باز تھی زبان سوسن سحر ساز تھی زلف سنبل کمند گلوگیر چنار کو باد شعلہ باری کی تدبیر غنچہ غصہ سے منہ پھلائے گل چہرہ لال کیے بلبلون کو عہدۂ نقابت خاطر خزان مین تجمل بہار کی جھابت بیچ مین اس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا منگیرہ اسپر کاشانی مخمل کا کھنچا مسند مغرق زیر منگیرہ بچھی دوہری باڑھ دنگیون کی لگی اسباب عیش و نشاط چنگیزین چوگھڑے رکھے کنیزان گلرو یاسمن بو ہزارون ہزارون اس گلستان مین ہر ایک کی مستانی چال بانکی ادا گل انکے عارض رنگین سے شرماتا لالہ انکی شمائل پر داغ کھاتا سرو موزون قامت رعنایان کے قربان یاسمن کی وہ آرام دل جان ملکۂ حنا اس بوستان مین اُتر گئی اور چبوترہ پر جاکر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے نا ندے چینی کے رکھے تھے انمین درخت مہندی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر پر گواہی دیتی تھی ملکہ کے باغ مین جانے سے باد صبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساونی پھولی بوندیان پڑنے لگین پھبے درختون مین پڑے تھے خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ سُن سن بروے ہوا پرواز کر گیا اسکے جانے کے بعد لشکر ساحران طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیان نہایت طرحدار سنہتی کھلکھلاتی نیرنگیان سحر کی دکھلاتی گذرین پھر سواران جرارم کہباے پرند پر سوار لباس زرین پہنے بصد فر و تمکین نکلے کہان تک اس لشکر کا عظم و شان بیان ہو گرد اس بیان کے سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا تجمل نہ دیکھا تھا اسی سبب سے حیران تھا واقع یہ سامان تھا کہ نظم

زمین شد بگرد ار کشتی بر آب
زمین گشت جنبان چو دریاے نیل
یکے بزم گاہ ست گفتی بجاے
ہیون نگادر بر آوردہ پر

تو گفتی سوے جنگ دارد شتاب
ہمان پیش پیلان بتیرہ زنان
ز شیپور و نالیدن کرناے
سیاہی بگرد اندرو ملخ

بنر دھرہ بر کوہ نہ زندہ بہ پیل
خروشان و جوشان چو پیل دمان
خروش بتیرہ بر آمد ز دور
نہ بد دشت پیدا نہ کوہ و نہ شخ

اسی کر و فر سے معشوقہ کوکب بعجلت تمام طلسمی قطع مسافت کرکے سوقت مقابلہ مین **ظلمات** کے پہونچی کہ مہرخ اُس سے مغلوب ہو کہ ہٹتی آتی تھی کہ یکایک بالاے ہوا نوبت و نقارہ بجتے سنائی دیے اور ابر اتر کر نقارخانہ ایک سمت قائم ہوا اور باغ پر بہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر پرا جمایا اور ملکۂ مذکور نے مہرخ کو میدان سے ہٹا کر آپ ظلمات کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونون طلسم کے بادشاہون کی مقابل تھین دو مہر تابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا دو ماہ درخشان فلک جمال نے سرد مہری کا نقشہ جمایا تھا دو شاہ کشور خوبی باہم آمادۂ نبرد دو گوہر قلزم محبوبی کی ابرو پر گرد غرضکہ ظلمات بانکپنے ناز سے کلائی پر ڈال کر آگے بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی اسمین سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اس طرح زلف لہرائی اور شمیم جان پرور ایسی آئی کہ مشام لشکریان حریف بس بیخود ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ بیت تو اور آرایش خم کاکل + مین اور اندیشہاے دور دراز ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور زلف

سب کو سونگھ کر بیہوش کر رہا ہے از بسکہ باغ پر بہار سے باہر نکل آئی تھی پس کچھ افسون پڑھ کر دستک زن ہوئی فوراً ایک تخت پیدا ہوا کہ اُسپر درخت مہندی کے ناندون مین لگے تھے یہ قریب تخت گئی اور اُس گلرو نے مہندی توڑ کر دستِ نگارین مین ملی ہوائے سرد کے جھونکے آنے لگے ابر گھر آیا بوندیان پڑین موسم برسات کا ظاہر ہوا پھر تو یہ عالم تھا کہ **لمولفہ**

بہار آئی کہان تو ساقیا ہے
ہر اک سو باغ مین سبزہ اُگا ہے
ملارون کی کہین آتی ہے آواز
پپیہے کی کہین پی پی صدا ہے
کہین پر فاختہ کہتی ہے کو کو
غرض ہر سو نیا اک گُل کھلا ہے
حنا معشوقۂ رنگین کو کب
رچی ہاتھون مین پاؤن مین حنا ہے
گلابی پائجامہ سُرخ کرتی
کہ سارا جسم عنبر مین بسا ہے

تصور ہر گھڑی مجکو بندھا ہے
وہ پانی نہر مین ہے صاف جاری
کسی جا شاخ مین جھولا پڑا ہے
کسی جا نعرہ زن پھرتی ہے کویل
کہین طاؤس رنگین ناچتا ہے
وہ جوبن ماہرویون پر ہے اُسدم
اسی صورت سے بس آراستہ ہے
طلائی ہے پڑا موباف سر مین
دوپٹا کاچ کا دھانی رنگا ہے
وہ ساون کا مہینا اور یہ جوبن

زمرد ہو گئی ساری زمین ہے
کہ جسپر دل مرا لہرا رہا ہے
کہین حق سرہ کہتی ہے قمری
کہین پر آم کا ٹپکا لگا ہے
ہزارون بلبلین ہین چہچہاتی
پری اور حور بھی اُنپر فدا ہے
مسی ہونٹھون پر اور آنکھون مین سرمہ
جُبنی ماتھے پہ افشان خوشنما ہے
ملا ہے عطر مجموعہ کا ایسا
کہون کیا مین کہ یہ کیسا مزا ہے

یہ موسم فرح افزا اور حسن دلربا جو لشکریان ظلمات نے دیکھا بیتابانہ گلستان حنا کی طرف چلے اور گریبان ہر ایک زن و مرد نے چاک کیے اور اشعار تعریف موسم برشکال اور وصف جمال حنائے مہر تمثال مین پڑھنے لگے کوئی پکارا کہ **بیت** یاد ہین ہمکو بھی رنگا رنگ بزم آرائیان + لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہوگئین + کسی نے کہا کہ **فرد** مجھے اب دیکھ کر ابر شفق آلودہ یاد آیا + کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر + ایک بولا کہ **مطلع** گلشن مین بند و بست برنگ دگر ہے آج + قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج + کسی کی زبان پر تھا کہ **شعر** باغ مین مجکو نہ بلوا ورنہ میرے حال پر + ہر گل تر ایک چشم خون فشان ہوجائیگا + یہ رنگ جو **ظلمات** نے دیکھا نارہ بل اس دشتِ بہارین پر سحر پڑھکر کھینچ مارا اس ناریل سے ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض وغیرہ کالا ہوگیا اور وہ مقام دلکشا نزہت انتما نظر مردم سے پوشیدہ ہوا سب کے حواس بجا ہوے ملکہ حنا نے ایک سحر یہ حال دیکھ کر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ کے کھُلتے ہی ایک برق چمکی وہ بجلی بلند ہو کر جب اُس تاریکی مین گئی فوراً روشنی ہوگئی اور وہ تاریکی گھٹا بنکر لشکر **ظلمات** کی طرف چلی اُسنے یہ دیکھ کر ایک قہقہہ مارا اسکے منھ سے کہ مشرق آفتاب سخن تھا پُروا ہوا پیدا ہو کر وزان ہوئی اور اُس گھٹا کو گھیر کر چمنستان حنا پر لے گئی اور اس گھٹا سے پانی برسنے لگا جس تختہ گلشن پر وہ پانی پڑا سارا تختہ جل گیا پھر تو تیغہ سحر پکڑ کر **ظلمات حنا** پر جا پڑی اور چمنستان کے جلنے سے لشکری بھی ہوشیار ہوگئے تھے انکو بھی حکم دیا کہ محاصرہ لشکر حریف کرو بموجب حکم ساحران لشکر اور جادوگرنیان تاریخ و ترنج لیکر حملہ آور ہوئین

ملکہ حنا بھی فوج سے لینا لینا کہکر چلی ایک طرف سے مہرخ مع لشکر آپڑی گھمسان کی مار ہونے لگی لیکن ظلمات نے قریب پہونچ کر تیغہ سحر برسر حنا لگایا اُس کمان ابرو نے افسون پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر تیغہ سے لپٹ گیا اُس نے سحر کر کے پنجہ کو جلایا اور پھر وار کیا حنا نے پھر دستک دی کہ سپرین سحر کی سر پر آگئین تلوار اسکی سپرون پر آکر رُکی اُسوقت حنا نعرہ زن ہوئی کہ خبردار او لکاتہ یہ نرکہنا آگاہ نہ کیا یہ نعرہ کر کے وہی ناریل گنبد سامری کا کمر سے نکالکر اُسکی پیشانی پر لگایا اُسنے ہزار ہا سحر اس کے روکنے کو پڑھے مگر وہ ناریل نہ رُکا اور ماتھے پر جو بیٹھا کھوپڑی توڑ کر نکلگیا بھیجا اُسکا سر سے نکلکر دور گرا اور وہ بھی چرخ کھا کر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی ایک شور قیامت خیز مرنے سے اسکے برپا ہوا اور صدا آئی کہ ہزار افسوس ملکہ ظلمات کی باغ زندگی پر خزان آگئی عین موسم شباب میں وہ گل رعنا مرجھا گئی غرض بیر سحر کے روتے پیٹتے جانب شاہ جادوان چلے اور تاریکی اسکے سحر کی لشکر بہار پر سے دفع ہوئی لشکر نے اسکے جو مرنا اپنی ملکہ کا دیکھا مرنا گوارا کیا اور جی توڑ کر لڑنے لگے اسوقت بہار و حنا و مہرخ نے تین طرف سے حملہ کیا برف باری اور آتشباری شروع ہوئی برق سحر خرمن ہستی کو جلانے لگی کشت حیات پر آفت آنے لگی صرصر فنا چلنے لگی نوجوانان کی حسرت مثل تخم پاشی خاک میں ملنے لگی تلوار کے سامنے دانائی کام نہ آئی لاکھ طرح سے تردد کیا جنگ پر خوب جمے اور تلے لیکن جانبر نہ ہو سکے بخپتہ کار سب کٹ گئے نحیف دھان پان کیسے کڑیل جوان پامال سم اسپان تھے روبروے صیف تشنالنگ مردمیدان تھے فوج دشمن کی کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان نے اسکے حامل قضا کو قبولیت لکھدی تھی کچھ ہی دیر میں ہلچل اُس لشکر میں پڑ گئی برفباری سے کشت لشکر پر پالا پڑ گیا ایک سمت سے بہار نے لالہ ارسید اگر کے ہزارہا کو دیوانہ بنایا ایک جانب سے حنا نے برسات کا موسم ظاہر کر کے خریف کو مثل ربیع قلم کیا اور لیبان خریف زمین میں بویا ایک طرف سے مہرخ نے سحر و نیرنگ انواع و اقسام کے کر کے ہزارہا کو مارا جب سحر سے دشمن عاجز ہوے غازیون نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا یہ ہنگامہ تھا کہ **نظم**

اینسان ظلمات اندوہگین	جو تھیں نازنینان و زہرہ جبین	وہ سب گلعذاران زیبا صنم
ہوئیں صورت تختۂ گل قلم	وہ بیرون کا غل اور وہ باجون کا شور	یقین تھا کہ اٹھ بیٹھین اہل نشور
کہین سحر کا بحر تھا موجزن	کوئی خرمن جان پہ آتش فگن	بر طھنت ہوتی تھی اور منتر کی جاپ
چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ	کڑکنا کمانون کا مانند رعد	برسنا وہ تیرون کا پھر اسکے بعد
چمکتی کہیں برق شمشیر تیز	کہین خنجر جانستان شعلہ ریز	روان تھا ہر اک سمت سے بحر خون
دلاور پڑے تھے بہت سرنگون	غرض دوپہر مین یہ تھا حال وان	نہ لشکر نہ ظلمات تیرہ روان

بہت سے ساحر اسیر ہوے اور ہزارون تہ شمشیر ہوے جو بھاگے جان بچا لے گئے جب مطلع صاف ہوا حنا سے مہرخ و بہار ملین اور شکریہ بادشاہ کوکب کا ادا کیا پھر اس سے استدعا کی کہ لشکر میں چلکر کچھ دیر استراحت فرمایئے اُسنے کہا کہ افراسیاب خبر قتل معشوقہ سُنکر آئیگا بکھیڑا مچائیگا اسوقت شاہ کوکب کو بھی آنا پڑیگا پھر یہان ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر میں جایئے اور مین اپنے گھر جاؤن بادشاہ کوکب امیر منتظر ہون گے یہ تقریر اسکی ان لوگون کو پسند آئی اور اُسکو رخصت کر کے مع لشکر مراجعت

فرمائی یہ سب تو اس طرف پھرے مگر شاہ جادوان انتظار مین اپنی محبوبہ کے باغ سیب مین بھی نہ گیا تھا لشکر مین اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعۃً کچھ طائر سحر کے زمین پر آکر لوٹنے لگے اور ساحر بنکر بصد گریہ وبکا ماجرائے قتل ظلمات زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نعرہ آہ مارا اور گریبان تا بدامن چاک کیا تاج زمین پر ٹپکا ؛ راکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا ہر سمت شور گریہ برپا ہوا نالہ وشیون سے گیتی خانۂ ماتم تھی ہر چشم پرنم تھی دود آہ اسقدر بلند تھا کہ سقف آسمان نیلی کالی نظر آتی دنیا اندھیر ہوئی تھی اس عرصہ مین فوج بقیۃ السیف بھاگی ہوئی روبروے شاہ آئی بادشاہ اپنے وزیرون اور اعیان مملکت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور اسی دشت مین جہان رن پڑا تھا ہر ایک بے گور وکفن پڑا تھا پہونچا اور پکارا کہ اے آہوے چشم تو کس جگہ نخچیر کی ہوئی پڑی ہے کہان تیری رعنائی وزیبائی خاک مین ملی ہے اے ماہ تو کس ابر غم مین پنہان ہے اے میری ہواخواہ تو کہان ہے افسوس تو مجکو جواب نہین دیتی ہے اے مالکِ جان ودل میری جان وتاب وتوان کا حساب نہین دیتی یہ کہتا ہوا لاش پر معشوقہ کی پہونچا دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہے زلف مشکبیز خاک مین اٹی ہے چشم حسرت آلود مین سرمۂ خاک گور لگا ہے مسی کے بدلے لب پر ایک زہر مرگ سے نیلا ہے حنا خون کی دست وپا مین لگی ہے موت طوق بنکر گلوگیر ہوئی ہے چادر خاک اوڑھے دامن خاک سے منھ چھپائے خونی لباس سے شہانی پوشاک زیب قامت فرمائے دولھن بنی ہوئی وہ سہاگن پڑی ہے اشک خونین کی طرح لہو کی بوندین رخسار پر سر ماتھے سے بہی ہین موتی کے سہرے کی جیر پر لڑی ہے مانگ کو کھنیا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہے نہ دودھون نہائی ہے نہ پوتون پھلی ہے صرف خون مین ڈوبی ہے بادشاہ اسکے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار پر رخسار اپنا رکھکر پکارا کہ اے صاحب ایسا سوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہین اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہین اے شرم وحیا دکھانے والی لوگ آتے جاتے ہین تن اپنا ڈھانکو اے صاحب ہاتھا پائی کرنے مین ہانپو اے جانی پھر شرماکر نیچی نظرین کر لو پھر جھجک کر گلے سے لپٹو پھر ہمسے روٹھو اپنا ماتھا کوٹو ہاے وہ دور ناز وغمزہ کدھر گیا اس چاند سی تصویر کو کون خون مین بھر گیا اے میری پیاری اس جنگل کی فضا تمکو بھاگئی شب وصل مین جاگی تھین جو ایسی نیند آگئی ہاے کون سی نظر بد تھین کھا گئی تخت سلطنت تمھارے بغیر سونا پڑا ہے ارکان دولت مین رونا پیٹنا پڑا ہوا ہے سب مجرائی واسطے تسلیم کے حاضر ہین تمھارے برآمد ہونے کے منتظر ہین اے صاحب نذرین اٹھکر لو خلعت سرفرازی دو اے دلدار ہین تجکو اب کہان پاؤنگا اور کس کس ادا کو تیرے دل مضطر سے بھلاؤنگا **ابیات**

لحاظ امیر باتین بھولی بھولی	خفا ہونا اگر ہمراز بولی	وہ رونا کچھ مزون کی گفتگو سے
وہ بچنا ہر طرح کی آرزو سے	زبان ساکت رہی عرض ہوس سے	کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
نہونے پائے لب لذت چشیدہ	تمنا رہ گئی دامن کشیدہ	ہوا اچھی طرح تجھ سے نہ ہمدوش
کنار قبر سے ہے تو ہم آغوش	یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شہ کا	کہا دستور نے اے شاہ والا
طبیعت کو سنبھالین آپ قشر	نہین بنتا بیون کا وقت اے شاہ	چلین حضرت لے آتے ہین انھین ہم

ہوا آشفتہ مزاج شاہ برہم
اٹھائی لاش اُس گلرو کی جس دم
کیا مدفن جواہر کار تیار

غرض جب گھر مین آیا وان سے سلطان
گریبان چاک تھے برپا تھا ماتم

ہوے سب جمع خویش و اقربا وان
حجاب خاک مین سوئی وہ دلدار

شاہ جادوان نے ایک نامہ اس سانحہ جانگزا کا ملکہ تاریک کو لکھا
اور سیاہ طائر بزور سحر بنا کر اسکے گلے مین باندھ کر روانہ کیا طائر روتا ہوا جمشیدی الاؤ پر گیا تاریک نے نامہ اس سے
لیکر جب پڑھا رونے لگی اور جواب لکھا کہ اے بادشاہ مین وابستہ اس امر کی ہون کہ حجرۂ دوم منجملہ حجرہ ہاے
ہفت بلا کے مالکہ ہون اور وہ حجرہ جبتک نذر بھینٹ دیکر کھولا نہ جاے بلا اسکے لڑنے نہ جاے اگر جاے گی تو
آئین طلسم مین فرق آئیگا فی الجملہ اسی سبب سے میرا آنا ہو نہین سکتا ورنہ اس خون کا قصاص لیا لیتی کہ ہر ایک دیکھ لیتا
جگر جاتا اب تم صبر کرو مین تجویز کر کے کسی اپنے شاگرد کو کچھ دنون مین بھیجون گی یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہونچایا
وہ خاموش ہو رہا اور از بسکہ مدت سے فریفتۂ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نہ کرتی تھی اب مراد
بر آئی تھی لیس جدائی اسکی بہت شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ دیکھو ہمپر یہ سانحۂ عظیم تر گذرا لیکن
ملکہ حیرت نے جھوٹون بھی مجکو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو کیا بادشاہون کے محل نہین ہوتے ہین پھر اُسکا رشک الیا
کرتے ہین کہ اپنے وارث کے دشمن بن جاتے ہین وزیرون نے کہا واقع مین یہ انکی نادانی ہے اب حضور انکی
خطا معاف کرین یہ کلمات تو بادشاہ سے کہے اور مخفی ملکہ مذکورہ کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ تمکو لازم ہے کہ نامہ مشتمل عذر
لکھ بھیجو حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہونچی اس نے مناسب
سمجھ کر نامہ لکھا کہ اے بادشاہ مجکو نہایت صدمہ آپ کی معشوقہ کے مرنے کا ہوا قسم ہے سامری کی کہ مین اُن کے
آنے سے ناراض نہوئی تھی بلکہ اتفاقیہ یہ امر ہوا کہ حضور سے اسوقت کج بحثی ہو گئی اب مین اس فعل پر نادم
ہون اور دعا کرتی ہون کہ رنج خاطر شریف دور ہو دوست شاد دشمن پامال رہین ملازم خوشحال اور آپ با اقبال
رہین یہ نامہ زمرد جادو لیکر آئی بادشاہ کو نذر دی گود بھری اور نامہ دیکر کہا ملکہ نے رو رو کر جل تھل بھرے ہین
یہی کہتی ہین کہ میرے وارث کو سامری اس صدمۂ جانکاہ سے بچالے اور مجھ سے چلتے چلتے کہہ دیا تھا کہ میری طرف سے
بہت سمجھانا میری جان کی قسم دلانا اے بادشاہ چلیے ملکہ پاس اور انھین منا لائیے شاہ طلسم نے فرمایا کہ وہ میری
جان و مال کی مالک ہے سوا اسکے کون میری دلداری کریگا یہ کہہ کر وہان سے اُسی باغ مین کہ جہان حیرت
فروکش تھی آیا کنیزون نے تسلیم کی انیسان ملکہ نے بلائین لین ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھ کر رونے لگی
بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ سے پاک کیے ملکہ نے ہاتھ ہٹا دیا اور کہا چلو مین ایسے بھلا سر دون مین نہین آتی وہی
مثل ہے کہ جب آنکھین ہوئین چار دلمین آیا پیار آنکھین ہوئین اوٹ دلمین پڑی کھوٹ آجتک پوچھا کہ تم پر کیا
گذری جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہان آئے ہین الیسی اُلفت سنے در گذری انیسون نے یہ کلام سنکر
کہا اے شہزادی یہ تمھاری بیکار کی لڑائی ہے لے بیوی رہتا پانی رہ گیا اور بہتا پانی بہ گیا اب اُن باتون کا ذکر کیا
شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہین ہمارے سر کی قسم انکی دلجوئی کرو شاہ جادوان نے انیسون سے خطاب کیا کہ

جمشید کی قسم مین ان کی انکھین باتون سے گھبراتا ہون جب دیکھیے تب جلی کٹی کرتی ہین انیسون نے کہا اے میان نازکرنا زیبا ہے اور سودا آکر خریدار سے خود چلی آتی ہے دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہین کوئی ہاتھ پکڑی تو ہین نہین پھر رنڈی منڈی سے چلینگی نہین کہ گھر برباد ہوتا ہے آپ کو مناسب ہے کہ ملکہ کو گلے لگا لیجیے بادشاہ ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اس انیس کی طرف تیوری چڑھا کر کہا کہ خوب تو نے مجکو خیلا بنایا ہے تو آپ بادشاہ پر مرتی ہے حسرت مین بھری ہے گلے سے کیون نہین لپٹتی ہے انیس نے کہا چلو مین ہی گستاخی سہی کیا کرون تمھین کو گلے ملتے دیکھو قصور معاف مین ہی تو رویا کرتی تھی اے بیوی بس باتین نہ بناؤ لو آؤ گلے سے مل جاؤ یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور بادشاہ کے قریب کر دیا اُسنے آغوش محبت مین لیا ملکہ نے غصہ ہو کر کہا کہ اے مردے میرا ہاتھ دُکھا جاتا ہے کچھ تیری شامت آئی واہ تجکو یہ ہنسی نہین بھاتی ہے لو اور یہ چہلے کی خوبی دیکھو ملکہ کا بکنا کسی نے نہ سُنا گلے لگا کر ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا پھر تو ملکہ نے خوب اپنے دل کا حوصلہ نکالا اور گلے اور شکوون کا دفتر کھولا نظم

مبارک ہو جو بھایا خوب بھایا
مزا اچھا کوئی دل مین سمایا
مبارک آپکو ہو آپکا گھر

بلا سے گو پھرون مین خوار و مضطر
بیا بس عشق چھوڑا مجھکو تنہا
اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا

کسی کے دل پہ مین حاکم نہین ہون
بلا سے ہو تمھاری میرا اگر خون
بنایا تم نے مجکو فاحشہ کیا

کہ جب چاہا گلے آکر لگایا
کبھی تم سے تعلق اب نہ ہوگا
زیادہ اور اس سے اب کہون کیا

مزا سب ہے کہ مرجاؤن اسی دم
کہ پھر باہم نہون تاحشر تم ہم
یہ کہکر اک نکالا اسنے خنجر

یقین تھا اُسکو ہو پنجائے جگر پر
وہین سلطان نے روکا ہوکے بیتاب
کہا اس سے کہ سُن اے رشک مہتاب

مین صدقے ہوش کیون کھوتی ہو جانی
ابھی دیکھو بہار نوجوانی
مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو

طبیعت کو نہین پہچانتی ہو
یہ کہہ کر لبس گلے سے اسکو لپٹا
بہایا اشک آنکھون سے دریا

بہم زاری رہی تا دیر باقی
پھر اسکے بعد بدلا رنگ ساقی
غرض دونون مین اتفاق ہوا

دور دلون سے نفاق ہوا انجمن عشرت مرتب ہوئی دور ساغر چلنے لگا خلوت مین وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کرکے لشکر کی بارگاہ مین لایا اور سریر جہانبانی پر بٹھایا تاج حکمرانی سر پر رکھا اہل دربار نے نذرین دین مبارکباد کی صدا بلند ہوئی منادی نے ندا کی کہ ملکہ حیرت پھر حاکم طلسم ہوئین ہر سمت خوشی پھیلی ابیات

اللہ رے سرور قلب سلطان
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
امڈا ہوا شہر خرمی سے

کثرت سے تمام بند رستے
پی کر مے خرمی کا کاسا
گلشن سے نسیم آئی اُس جا

سب کہتے تھے تاج ہو مبارک
کشور کا خراج ہو مبارک
جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا

دریا تھا کہ موج مارتا تھا
رقاصون کا کھینچ کے ہاتھ اُٹھانا
قابو مین دلون کا کھینچ کے آنا

آغاز نمایشان تھین موجود
آواز تھی ان کی لحن داؤد
ہر سمت وہ انجمن مین رقصان

طاؤس نمط چمن مین رقصان

جب اُس جلسۂ عشرت سے فرصت ہوئی بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب کیا

کہ اے مہمان عزیز مین باغ سیب مین جاتا ہون آپکا کیا ارادہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ملک گیری کا ہے آپنے بیکار روک رکھا مین ابتک کئی ملک فتح کرچکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اب تیاری کیجیئے مین بھی آپکے ہمراہ چلونگا یہ سننا تھا کہ شہزادۂ موصوف نے طبل سفر بجوایا لشکر ساحران وبہادران تیار ہونے لگا۔ پلٹنین رسالے کوچ کرگئے پیش خیمہ لدگیا شہزادے نے **ملک خورشید** کو جانب ملک خورشید یہ روانہ کیا کہ انتظام ملک قدیم کرین اور آپ سمت **طلسم نور افشان** توسن عزم کو جولان کیا مگر شاہ جادوان وہان سے باغ سیب مین آیا اور کچھ افسون زبان پر لایا زمین باغ ایک مقام پر شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار **شیر بن ببر سوار** نام وہان سے نکلکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لشکر تھوڑا سا لیکر فوج مین ملکہ مہرخ کے جاؤ اور ان نمک حراموں کا کام تمام کرو ساحر مذکور اپنے مقام پر یہ حکم سنکر گیا حال اسکا عرض کیا جائیگا بعد جانے اس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ **صنعت** وزیرہ کو بلالا طائر روانہ ہوا حال اس ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب مین لشکر لیے اُتری رہتی ہے اور لڑنے وہان سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ ملک بھی اُسکا اسی سمت ہے اسکا انتظام رکھتی ہے سو وقت طائر نے جاکر حکم بادشاہ اُسکو سنایا اسی وقت حاضر خدمت ہوئی بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ ان باغیون کو ابھی قتل کرون یا اپنی جان دون ملکہ مذکور بولی کہ تیری جوتی ریح کرے اگر تو کہے تو اے بادشاہ ابھی طبقہ اُلٹ دون مین تیرے قربان تو حکم تو دے بادشاہ نے کہا اچھا تم طلسم مین جاکر ایسی جگہ پر بارگاہ آراستہ کرو کہ جہان سے کچھ سیر تماشا نظر آئے مین دو گھڑی وہین دل بہلاؤن مجکو ملکہ **ظلمات** بہت یاد آتی ہین وزیرہ نے کہا بہت خوب ابھی سب سامان ہوا جاتا ہے یہ کہکر وہان سے اُڑی اور اپنے لشکر مین آکر ایک بارگاہ اور چند خیمہ اخذ دران سحر پر بار کرا کر روانہ ہوئی ارباب نشاط اور ملازمون کو حکم دیتی گئی کہ کنارے دریاے خون روان کے دامن کوہ مین سامان عشرت لیکر حاضر ہو چنانچہ یہ ایک مقام پر سبزہ زار مین ہونچکر ٹھہری بارگاہ استادہ کرائی اور جملہ اسباب عیش مہیا کرکے منتظر بادشاہ طلسم ٹھہری اس طرف بادشاہ باغ سیب سے پھر کر لشکر مین آیا اور شہزادہ **جہانگیر** با توقیر سے فرمایا کہ آپ کوچ فرمایئے سامری وجمشید کے سپرد کیا یہ کہکر دو تیلیے سحر کے بلائے اور اُنکو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب اس شہزادہ کے جاؤ اور میرے طلسم کی راہ بتاکر سرحد طلسم نور افشان پر جو گنبد بنا ہے وہان پہونچاؤ اور شہزادے سے کہا کہ اُس گنبد پر پہونچکر جیسا کچھ تیلیے کی زبانی سُنا ہے اسپر عمل کرنا اور وقت مشکل مجکو بھی اُسی مقام پر پہونچا جانا تھین فتح کرنا طلسم نور افشان کا مبارک ہو سو سدھارو شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی بادشاہ نے خلعت دیا یہ شہسوار عرصۂ شجاعت مرکب پر سوار ہوا **چابک** عیار رکاب تھام کر ساتھ چلا ہمراہ بارہ لاکھ سواروں اور ساحرون کا لشکر ہوا طول ہر جگہ دینا برا ہے یہ شہزادہ بڑے احتشام اور تمکنت سے جانب طلسم نور افشان جاتا ہے اُسکا آیندہ
انشاءاللہ حال ترقیم ہوگا اور شمہ داستان اور مقام کی گذارش کی جاتی ہے

داستان آنا شیر بن ببر سوار کا اور گرفتار ہونا لشکر مہرخ نامدار کا پھر قتل کرنا اُس نابکار کو

عمرو عیار کا اور قید کرنا عمرو کو باغبان قدرت وزیر بدکردار کا اور رہا کرنا اُسکو بوجہ باغبان گلچین گلعذار کا اور ناراض ہونا افراسیاب غدار کا اس وفادار سے اور زندھا کرنا وزیر مذکور کو پھر گرفتار کرنا عمرو کو اور آنا بہر رہائی خواجہ عمرو بیران ماہ رخسار کا اور قید ہونا عمرو کا برج غضب میں اور آنا مجمر آتش زبان جادو کا مقابلہ مہرخ میں اور قتل کرنا برق کا اُس زشت خصال کو پھر جانا جانب کوہ نیلم شاہ مکار کا المؤلفہ

مقفل کیوں ہے یہ میخانہ ساقی
نہیں کیا بادۂ خوشرنگ باقی
نہ سوجھی ایسی رندوں کو سُنانا
زبان تر ہو ذرا پھر جام لانا
بہار عمر ہیں معشوق و ساغر
کروں میں ترک تو یہ اسکو کیونکر
بہار آئی ہے تو یہ گھر گھٹی ہے
کہیں اگلی بھی اُلفت چھوٹتی ہے
محبت دختر رز سے بڑھی ہے
یہی رندوں کے دلکی دل لگی ہے
ہوا ہے دل کو عشق دخت قاضی
طبیعت شیشہ و خم سے ہے راضی
رہے ہر دم لگا لب سے مرے جام
وہ بیخود ہوں کہ دُنیا سے نہیں کام
ہوا ہے شوق کی چھائی گھٹا ہے
بہار آئی ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے
دل پرخون ہے رنگین صورت باغ
بشکل لالۂ احمر ہے ہر داغ
بنا ہے میکدہ سارا گلستان
رخ ساقی برنگ گل ہے تابان
دل رندان میں جنبی بیکلی ہے
گل رنگین گلشن کی کلی ہے
خط ساغر ہے مثل سنبل تر
صراحی سرو کی صورت ہے یکسر
صدا شیشوں سے جو آتی ہے قلقل
چھلکتا باغ میں گویا ہے بلبل
لبِ ساقیا ہے مثل سرخاب
بشکل نہر ہے موج مے ناب
نہال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
بڑھیں یوں سمت شیشہ دست گستاخ
بہارِ عمر کیفیت ذرا دے
لبوں سے جام رنگین کو لگا دے
ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام
سرور افزا پلا دے مے کا اک جام
جو ریحانی مجھے دے ساغر مل
کروں میں نغمہ سنجی مثل بلبل
ملے گر دختر رز کا خون رنگین
لکھوں میں ساقیا مضمون رنگین
مگر اے ساقیا دلدار و خود کام
شراب تند سے لبریز ہو جام
کہ مثل دورۂ ساغر عدو کو
رہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو
قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے
رواں اے جاہ کر تیغ زبان کو
ذرا پھر معرکہ سنج بیان ہو
خبرداران الفاظ و معانی
چنیں داند راہِ خوش بیانی

سُرمہ کشان دیدۂ انجام بین و نور افزایان چشم مروت آگین زندانیان سر حلقۂ سلاسل ساحری و طوق پوشان زندانخانۂ حسرت و ناچاری دردمندان دیدۂ بے بصارت و جگر فگاران خنجر ظلم و مصیبت بکحل الجواہر مضامین سے دیدۂ بے نور داستان کو یوں نور افزا فرماتے ہیں اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر میں اس طرح سرمہ لگاتے ہیں کہ بعد روانگی شہزادۂ جہانگیر و بی تدبیر افراسیاب خیمہ صنعت اُترنا و برمین حیران و دلگیر آبا یاد کرکے اپنی معشوقہ

بے پیر کو رو یا پیٹا چلایا خیمہ کے پردے اُٹھوا دیے ایک طرف دریا دوسری جانب دامن کوہ صحرائے سبز و مطلا دیکھ کر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اُسوقت اسکا یہ حال تھا **نظم**

اشک آنکھون مین رنگ رخ پریدہ | ہر وقت نئے نئے تصور | تصویر خیال پیش دیدہ
بستر پر پڑا تھا بیخود و زار | حسرت سے نگاہ سوئے کہسار | ہر وقت نئے نئے تفکر
منھ ڈھانپ کے چھپکے چھپکے رونا | | کوئی کہے ملتفت نہ ہونا

ملکہ صنعت نے جو افراسیاب کی یہ کیفیت دیکھی بادشاہ کی بلائین لین اور کہا مین تیرے واری ہزارون معشوقین طلسم مین ہین تو کہہ تو ابھی حاضر خدمت ہون تیری بلا رنج کرے یہ کہکر قسمین دیکر بستر غم سے اُٹھایا سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا رقاصون کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اُسنے جام بادۂ رنگین بادشاہ کو پلایا غرض جلسۂ مسرت شروع ہوا یہ تو اس مقام پر مصروف نشاط و مسرت ہے مگر **شیرین ببر سوار** جو اپنے مقام پر آیا یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے یہین بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے اُس فوج کو اسنے طیار کرایا ساحر اژدر سحر اور طائرون پر چڑھکر چلے ڈُہرو بجے ناقوس پھُنکے **شیرین** نے بھی جھولا سحر کا گردن مین ڈالا اسکے پاس ایک نیا تحفہ جات طلسم مین سے ہے اور ایک لوح اور ایک انگیٹھی ہے تاثیر ان اشیا کی یہ ہے کہ اگر تو نے مین خاک بھر کر یہ اڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور جو یہ کہے بجالائے اور انگیٹھی کا دھوان جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اسکے پاس نہ آسکے اور اگر آئے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار جس صورت سے اسکے سامنے آئے لوح پر نام آنے والے کا نقش ہو جائے چنانچہ ان اشیاء عمدہ کو اُسنے خزانہ سے نکلوا کر اپنی جھولی مین رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا اُندھیان اُٹھین بگولے پیچ و تاب کھانے لگے بارہ ہزار ساحر اُڑکر روانہ ہوئے ہیر سحر کے غل مچاتے تھے شور روانگی لشکر سے زمین و زمان مین تہلکہ تھا کہ **نظم**

ہوئی گو گل کی پیدا ہر طرف لو | زمین سے خاک اُڑی اُٹھے بگولے | زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
بجا ڈُہرو کیا ہیرون نے پھر غل | اندھیرا چھا گیا پھر بے تامل | بگولون سے ہزارون دیو نکلے
گھٹا جادو کی کالی کالی آئی | | چمک پیدا ہوئی پھر بجلیون کی

اسی صورت سے یہ بوم صحرائے ساحری و چغد ویرانہ ستمگری دریائے خون رواں کے پار اتر کر قریب لشکر **حیرت** ستمگر پہونچا وہ بارگاہ مین تخت پر جلوہ گستر تھی خبر آمد اس خود سر کی سنی استقبال کرا کر بُلوایا لشکر اسکا اُتروایا وہ سامنے ملکہ کے جب آیا نذر دی خلعت پایا اسوقت ملکہ پاس ایک تیلا عریضہ **صنعت** لایا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ شہنشاہ متصل دریا دامن کوہ عجائب مین خیمہ استادہ کرا کر آرام پذیر ہین مگر رنج فراق معشوقہ سے دلگیر ہین پس تم اپنے شمع رخسار سے تیرگی غم آکر دور کرو مزاج ہمایون شاہ مسرور کرو یہ عرضی پڑھکر بادشاہ پاس چلنے کا اُسنے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ تر ملال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہے اسکا رفع کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت پر کسی کا اجارہ نہین اب یہ غم رفتہ رفتہ برطرف ہوگا دلجوئی تجکو کرنا لازم ہے غرضکہ **شیرین** سے بر وقت چلنے کے کہا مین شہنشاہ پاس جاتی ہون تمکو جو حکم ہو وہ عمل مین لانا اُسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجایئے مین بھی بعنایت خداوند سامری سب نمک حرامون کو گرفتار کرکے لاتا ہون اور لشکر دشمن مین جاتا ہون ملکہ یہ سُنکر علحدہ گئی اور حمام کرکے لباس و زیور سے

اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا اور بناؤ سنگار کر کے چند کنیزون کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جادوان پاس آئی اور
اپنے غمزہ و ناز و اداے مستانہ و دلفریب سے پہلوے شاہ مین بیٹھ کر دل اسکا لبھانے لگی ادھر بعد اُس کے جانے کے شیرین
اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آیا اور تھوڑی دیر آرام کر کے اسباب سحر کو درست کیا پھر اژدر آتشبار پر سوار ہو کر تنہا جانب لشکر
ملکہ مہرخ چلا یہان ملکۂ مذکور مع بہار وغیرہ کے ملکہ حنا سے مرخص ہو کر اپنے لشکر مین آئی تھی اور لشکر نے بھی کمر
کھولی تھی آسودہ ہوا تھا ملکہ دربار مین سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی عیار بھی صحرا سے بارگاہ مین آئے تھے لیکن عمرو
نہ آیا تھا اسکو شاہ کوکب نے پنجہ بھیجکر صحرا سے اُٹھوا لیا تھا یعنی جب حسنا بلفتح و فیروزی سامنے شاہ موصوف کے
آئی بادشاہ نے پنجہ بھیجکر خواجہ کو بھی بلوایا اور پنجہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو بران پاس پہونچادے پنجہ خواجہ کو
بران پاس لایا یا اس جگہ بعشرت تمام بیٹھے اور قران درۂ کوہ مین آکر مسکن گزین ہوا برق بارگاہ مین آکر
کرسی پر بیٹھا اور ضرغام لشکر مین براے حفاظت پھیرے لگا اور جانسوز براے جاسوسی لشکر حریف مین گیا چنانچہ
جب شیرین لشکر اسلامیان کی طرف چلا تو اسنے اُس سے پہلے بارگاہ مین آکر مہرخ کو اطلاع دی ملکہ خبر آمد ساحر
سُنکر گھبرائی اس اثنا مین خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا ملکۂ مذکور نے ناچار ساحر پیشوائی کو بھیجے شیرین ہر ایک سے
چین بجبین رہا کسی سے کلام نہ کیا اور نہ کسی کا اُسنے سلام لیا لشکر کو بنظر تیز و بنگاہ ستیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر
دیکھ کر گردن براے استعجاب ہلاتا کہ ان باغیون نے بھی بڑی جمعیت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہے اور یہ شان و شوکت
ہویدا کی ہے کہ لاکھون کا لشکر اُترا ہوا ہے ہزارون بارگاہ استادہ ہے وہ کون ایسا سامان ہے جو نہین مہیا ہے
غرضکہ اسی آتش عناد و عشرت مین جلتا یہ ناری دربارگاہ دارالامارہ پر پہونچا یہان کا جو سامان دیکھا اور بھی جلکر
کباب ہو گیا کہ سواریان سردارون کی اور ملازم وغیرہ حاضر ہین پالکیان نگارگذارون کی حاضر اور سرگرم انتظام
ساحر ہین لشکر کی کیفیت اور اس مقام کی زینت بیان کرنے سے طول ہوگا مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا اس جگہ
لواے شوکت مہرخ سربلند پایا چہل ستون مین ہزارہا ذگل جواہر کا گسترہ ہے سرداران نامی و گرامی اسپر جلوہ فرما ہین
باہر چہل ستون کے بھی کرسیان یاقوت نگار بچھی ہین جادوگریان مطیع سرداران بیٹھی ہین خشت زرین آبریز تک جڑی ہین
زمین بارگاہ طلائی ہے کسی طرف بہار کی کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین کسی جانب مخمور کے اہل عملہ
ہین کسی سمت دفتر کھلا ہے عرضیان گذرتی ہین کسی جا مستغیثون کا مجمع ہے بارگاہ کو شیشہ آلات و تصاویر سے
اس طرح آراستہ کیا ہے کہ واقع مین دو لطن بنا دیا ہے مرتب ہے لبساول فراش و خدمتگار کنارے فرش کے حلقہ باندھے
دست لبستہ حاضر ہین قاعدہ ادب سے ماہر ہین مہرخ اور زنگ آراے مملکت ہی تاج کئی سو لنگرہ کا گوہر لعل سے
مرصع سر پر چتر قباے شاہی جواہر در بروز بر قامت پر عظمت ہے وہ رعب و داب ہے کہ روح کیقباد و منوچہر کا
زہرہ یہان آنے سے آب ہے خسرو خاور یہ سحر تھر آتا نکلتا ہے یہ نقشہ ہے **نظم**

ایسا ہے بلند پایہ اس کا	پابوس کو ہے جو سر خمیدہ	خورشید فلک ہے سایہ اسکا ہے پیر فلک کمر خمیدہ
قیصر مین کہان یہ جاہ و اجلال	خاقان کو کہان یہ بخت و اقبال	رفعت مین جو دیکھیے فریدون

حکمت مین جو دیکھے فلاطون | خورشید جمال عالم افروز | ہے جسکا غلام بخت فیروز

یہ مرتبہ اسنے دیکھ کر سر رشتۂ عقل ہاتھ سے کھویا اور از خود رعب مین آکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے بھی بعنایت تمام آنکھون سے سلام لیا پنجۂ مژگان کو جنبش دیکر فرمایا کہ آئیے یہ کہکر ذنگل جو خالی بچھا تھا ادھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا ملکہ نے ساقی کی جانب اشارہ کیا اسنے جام شراب اُسکو دیا اسوقت اسکو ہوش آیا کہ مین بارادہ رزم آیا تھا نہ بارادۂ آشتی بس للکار کر مہرخ و بہار کی طرف خطاب کیا کہ اے فرقہ گمراہان و خودسران مین فرستادۂ شاہ جادوان آیا ہون پیام مرگ تمھارے لیے لایا ہون بڑے حیف کی بات ہے کہ شہنشاہ جس طلسم مین سریرآرائے سلطنت ہون اس طلسم مین تم سر بر جہانبانی پر بیٹھو سچ ہے **بیت** غضب یہ ہے کہ زاغ تیرہ صورت + کرے مسکن نشیمن پر ہما کے + کیون نہو جی جب چیونٹی کے پر نکلتے ہین تو قضا آتی ہے اب جلد ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر چلو کہ خطا تمھاری شہنشاہ سے معاف کرا دون ان باتون کا مہرخ وغیرہ نے کچھ جواب نہ دیا لیکن **برق** جو کرسی پر متمکن تھا اپنی جگہ پر سے اُٹھا شیرین تو جوش مین اپنے عتاب کر رہا تھا اُسنے پشت پر سے حلقہائے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ ذنگل سے گرا اسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نکلکر حربہ کیا **برق** نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑ دی اور جست کر کے باہر بارگاہ کے نکل گیا شیرین کو قعر زمین مین جا کر شیر نے اُگلا اُسنے خنجر سحر سے حلقۂ کمند کاٹے اور زمین کے اندر اندر چلکر لشکر کے کنارے پہونچا اور طبقۂ ارض توڑ کر باہر نکلا اور اپنے لشکر مین آتے ہی حکم دیا کہ کمر بندی کی جائے لشکری مسلح و مکمل ہونے لگے قرنا کا شور ہوا نفیر سحر بجی ساحر اور جادوگرنیان جھنڈیان ہاتھون مین لیکر اژدر اور طائر سحر پر سوار ہوئین تھالیان بتیل کی لیے قشقے سیندور کے ماتھے پر دیے ڈھرو بجا منقل سلگلی بڑی طیاری تھی کہ بموجب **نظم**

ہر اک بد حقیقت ہر اک تیرہ فام
کہ ڈر جائے شیطان جو ہون اُن کا نام
چلے اژدہون کو اُڑاتے ہوئے
فسون سازیان سب دکھاتے ہوئے
کسی نے ہوا مین جلائی تھی آگ
کسی نے دکھائی تھی منتر کی لاگ
وہ آتش سی منقل دہکتی ہوئی
وہ شعلون کی بجلی چمکتی ہوئی
کمانین کڑکتی ہوئی بے شمار
دہل زن دہل زن تھے آگے سوار
سوار اور پیادون کی جم غفیر
وہ آواز قرنا وہ شور نفیر

یہ خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ **مہرخ** کو پہونچائی کہ ہوشیار ہو جائیے فوج دشمن قریب آئی ملکہ مذکور نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلدی جلدی تیاری ہوئی لڑنے والون نے کمر جنگ پر کسی شجاعت شعارون کے منھ پر ہنسی آئی نامردون کے رخ پر اداسی چھائی شمشیر تیز دم کے جوہر کھلے جلادت کے دفتر کھلے ہر غول کا ساتھ بندھا انشاءاللہ مار لیا ہے بہادرون نے کہا نصرت نے ندا دی کہ انجام اچھا ہے یارون کی فتح ہے ایک طرف سے **بہار** تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دیکر خیمہ سے نکلی گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اُسکا سبزہ رنگ سبزۂ آغاز نوجوانون کو حسرت پامالی دلاتا گل بوستان خوبی رو بروئے رخسار مرجھاتا لڑنے کو جو سینہ تان کر چلی تھی چھاتیون کی سرکشی جان لے لیتی تھی دشمنون کے حوصلے دلون سے اُبھرنے نہ دیتی تھی بائیں کلائی پر ڈال کر قریب تخت سحر آئی غل ہوا کہ گلشن لشکر مین بہار آئی ایک طرف سے **مخمور** غصہ مین بھری بارگاہ سے نکلی آنکھین سرخ ساغر بادۂ احمر

متوالیون کی نگاہین اُسپر تھین چہرہ فرط غضب سے تمتمایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیان برہمی انجمن مزاج سے دو جام واژگون مستون کے دل جنبر خین گلوے نازک صراحی داربان کی سرخی اُسمین اظہار جیسے شیشہ کی گردن مین بادۂ گلنار یہی طاؤس پر بیٹھکر بڑھی ایک جانب سے مشکین موے کاکل کشا زلف عنبرین سے دشت معنبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی زلف کی ناگن رخسار پر لہراتی تھی غصہ سے روے زمین پر پسینہ تھا تو ناگن اوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا بروج قلعۂ حسن پر ساحرون کا دھاوا تھا کہان تک گذارش ہو یہ سب جادوگرنیان طرحدار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہوکر بڑھین مہرخ بھی تخت اپنا بڑھاکر چلی ڈنکے پر چوب پڑی نقیب للکارے مبارزون کے ہتیار چمکنے لگے ساحرون کے غول صف باندھکر کچھ زمین پر ٹھہرے کچھ بروے ہوا گئے ہوا مین سرد آئین طاؤس چنگھاڑے اژدہے پھنکارے اسلحہ کی جھنکار گنبد گردون گردان کے پار ہوئی فوج کی گھماگھم سے قیامت آشکار ہوئی ابر آتے چاند سورج سحر کی روشنی دکھانے آگ پتھر برس جانے آفت عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان
نشیب عدم کا زمین پر گمان
اندھیرا کبھی تھا اُجالا کبھی
کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی
نکلتا تھا سورج برستے تھے مار
صدا تھی یہی ہر طرف مار مار
وہ فوجون کی آمد وہ قرنا کا غل
وہ باجون کا بجنا وہ شور دہل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہوکر ٹھہرا تھا کہ اس طرف سے مشیر بن ببر سوار اژدر پر سوار مہیب صورت بنائے منقل طلسمی اس خوف سے سلگائے کہ کوئی پاس نہ آئے تو بنا ہاتھ مین لیے لوح گلے مین ڈالے سانپ کالے سر سے لپیٹے بھبھوت ملے گردن مین ہڈیون کے مالے پہنین پشت پر بلٹین اور رسالے لیے آیا اور ایسا غصہ مین بھرا تھا کہ نہیب بھی اُسنے نہ دی اتنا تو کہا کہ جو پہلے مار چلے وہ میر ہے ہان خبردار ہو جاؤ یہ کہکر اُس تو بنے کا منھ جانب خاک کردیا خاک جو اُسمین بھر کر لایا تھا وہ زمین پر خاک بسر ہوئی خاک گرتے ہی آندھی جنگل سے آئی اُس نے اور زیادہ ناؤ مین بحر عالم کے خاک اُڑائی تمام عالم مین باعانت باد تند وہ خاک پھیلی زمانہ نے دل کا غبار نکالا یہ مجنون صحراے ساحری تھا خاک اُڑانے سے تسخیر ہوئی ہر ایک لیلی لشکر یان مہرخ نے اس تیرہ رو کو خاک اُڑاتے دیکھکر ابر سحر سے پانی برسایا کہ یہ خاک دب جائے آتش فساد سرد ہو دور دیہ گرد ہو لیکن وہ خاک جادو کی نہ تھی بلکہ طلسمی تھی جسنے سحاب بھی مکدر کردیا ابر شق ہوگیا کچھ پانی برس کر رہ گیا تھوڑی دیر مین عالم تمام گرد آباد تھا آئینہ مہر کالا ہوا چشمۂ آفتاب گندلا ہوا خاک برسنے لگی اہل اسلام بوتراب کو یاد کرنے لگے مگر مرأت قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست و دشمن سب یکسان نظر آنے لگے دل صفا منزل خاکساری دکھانے لگا لڑنے کا خیال بالکل نہ رہا سب اپنے اپنے مرکبون اور تختون اور طائرون پر سے اوتر پڑے اور ہاتھ باندھکر صفت وثناے شاہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے مشیر بن نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو فوج نے محاصرہ کرلیا اسنے افسران نامی خل بہار و مہرخ وغیرہ کئی سو سرداران گرامی کو قید کر لیا ہتکڑیان بیڑیان پنھاکر اراہ کو حکم دیا کہ بس اب تم اس لشکر کو گھیرے ہوے یہین ٹھہرو مین شہنشاہ کے پاس ان باغیون کو لیے جاتا ہون

جب تمکو حکم بھیجون سر سے بے کا ٹکر بھیجدینا فوج بموجب حکم رُکی اور لشکر مسحور نے اسکے ساتھ چلنے کا قصد کیا اس نے
منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ آؤ اسی جگہ ٹھہرو وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ بہت خوب کہکر ٹھہر گئے لشکر نے اُس کے ان بیخودون کو
گھیر کر مقام کیا کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھولی آرام کیا اور شیرین ارابہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلا یہ
اسوقت برق جو بارگاہ سے نکلگیا تھا بروقت آمد لشکر یہ لشکر سے کبھی دور رہتا اس لیے دور از مسحور تھا اسپر یہ پیچھے پیچھے
چلا راہ مین ارابہ پر اپنے سردارون کو دیکھا کہ سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ بیہوش ہین آئینہ رویون کے رخسار تابناک پر
گرد سحر پڑی ہے صورت ہی اور ہو گئی ہے جو کوئی کہ ہوشیار ہے ایسا بیکس و ناچار ہے کہ آپ اپنے تئین نہین پہچانتا ہے
شراب افسون سے کاسۂ دماغ پر خمار ہے یہ حال دیکھ کر اُسنے اشک حسرت سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر
سے کچھ آگے بڑھ کر گیا ایک مقام پر پہونچا کہ چند درخت گنجان وہان لگے تھے بہت سایہ دار تھے نیچے اُن کے ایک کنوان
پختہ تھا چبوترہ اسکا پتھر کا تھا گھڑے رکھنے کے تھالے کنارے کنارے بنے تھے چرخ کنوین پر لگا تھا یہ ماجرا جو اُسنے دیکھا
فوراً ایک دھوتی گھٹنون تک باندھکر بھبوتی کوڑیان رکھنے کی دھوتی مین بنائی انگوچھا سر سے باندھا بفن عیاری
صورت اپنی برہمن کی ایسی بنائی زنار گلے مین ڈالا لٹیا پیتل کی اور ڈول پانی سے بھر کر ڈول کا بجانا شروع کیا
اس عرصہ مین شیرین بھی قیدیون کو لیے اُس مقام پر پہونچا از بسکہ راہ کا تھکا ماندا تھا ٹھنڈا مقام دیکھ کر ٹھہرا ارابے
کے گاڑیبان لٹیا ڈور لیکر اتر پڑے پانی بھرنے چلے برہمن پکارا سدا جی رہے جے سنکٹ کی ناس چھتری سے بھگوان
بنائے رکھے موسے مہاتم دھرماتما ٹھنڈا جل ہمکا حکم ہو تو پیاؤی شیرین نے گاڑیبانون سے کہا مہاراج سے پانی
لیکر پیو تم نہ بھرو وہ سب رُکے مہاراج نے لوٹا چکنی سے مانجھ کر اکیا کنوئین مین ڈبویا پھر وہ پانی اونڈیل کر لوٹا بھرا
اور سب کو پانی دینا شروع کیا اس ساحر نے خوف عیاران سے زیادہ آدمی ساتھ نہ لیے تھے صرف وہی گاڑیبان تھے
جو دم بھر مین سیراب ہو گئے پھر برہمن نقلی نے ڈول پانی سے بھرا اور سامنے شیرین کے لایا مورے گسئیان تم ڈول
سے پیو اُسنے چلو باندھا برہمن نے اسوقت بیہوشی پانی مین ملائی اور دھار پانی کی اُس کے ہاتھ پر ڈالی اُسوقت دو پنجے
پیدا ہوے اور اسکے ہاتھون پر از خود آگئے یہ معاملہ جو اُسنے دیکھا لوح جو گلے مین پڑی تھی اُسپر نظر کی اُسپر نام کندہ پایا
یہ برق عیار ہے یہ دیکھ کر اسنے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھ کر مارا کہ عیار مذکور بیحس و حرکت ہوا اسنے جو پنجے پیدا ہوے
تھے انکو حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ پنجے غائب ہو گئے اور پھر پیدا ہوے ایک آفتابہ جو آب گرم سے بھرا ہوا تھا لیے تھے
چنانچہ ایک پنجہ نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا منھ پر برق کے پھیرنے لگا رنگ روغن عیاری سب دھو گیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی شیرین نے اسکو بھی ارابہ پر بٹھایا اور راہ سیر سلسلۂ سحر کر کے آگے کا راستہ لیا یہ تو ہر طرح
روانہ ہے لیکن عمرو جو بتران کے پاس فرستادہ شاہ کوکب پہونچا تھا ملکہ نے آنے سے اسکی خاطر فرمائی -
انجمن عیش ترتیب دی اُسنے عرض کی کہ اے ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی ہے اُسنے ضرور کوئی آفت برپا کی
ہوگی فوج میری گرفتار بلا ہوگی آپ خبر میرے لشکر کی منگا دیجیے ملکہ نے بخاطر خواجہ دو چیلے سحر کے راہ نزدیک سے
بھیجے کہ وہ آکر اسیر ہونا مہرخ کا تمام لشکر کے دیکھ گئے اور سامنے ملکہ کے پہونچکر معرض بیان مین لائے -

خواجہ تمام ماجرا سُنکر گھبرائے بُرّان خود اُٹھی کہ مین جاکر چھڑاتی ہون عمرو نے اُٹھ کر کمر مین ہاتھ ڈال دیے کہ آپ نہ تشریف لے جایئے ایک ساحر پر چڑھ کر جانا آپکی شان کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ شاہ جادوان اُس ساحر کی اعانت کو آجائیگا ایسا نہو کہ مہلکہ عظیم مین دشمن آپکے گرفتار ہون پھر مین آپکے باپ کو کیا منھ دکھاؤن گا پس مجکو آپ جلد تر روانہ فرمایئے کہ مین کام اُس ساحر نا فرجام کا جاتے ہی تمام کرون بُرّان نے کہا اُس کے پاس تحفہ طلسم کے ہین تم اسپر غالب نہ ہوسکوگے خواجہ نے کہا مین بہر صورت سمجھ لونگا ایسا ہی آپکو خیال ہے تو جب مجھ پر کوئی آفت خدانخواستہ آئے اُسوقت آپ آیئے گا ملکہ نے بعد حجت بسیار دو پتلون کو بُلاکر حکم دیا کہ خواجہ کو اپنی گردن پر سوار کرکے جس مقام پر کہ شیرین ہو پہونچادو یہ سُنکر ایک پُتلے نے خواجہ کو گردن پر بٹھایا اور دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چلکر ایسے مقام پر لائے کہ شیرین قیدیون کو لیکر ادھر آیگا غرضکہ عمرو نے اس جگہ اُتر کر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہے پتلون سے کہا تم بطور مخفی میرا حال دیکھتے رہو اگر کچھ آفت مجھپر آئے تو ملکہ سے جاکر خبر کرنا پتلے تو چھپ گئے اور عمرو درّہ کوہ مین آیا اور کچھ درخت گنجان ڈھونڈھ کر چند توبے زنبیل سے نکال کر پانی بھر کر اُن درختون مین لٹکا دیے مرگ چھالا بچھا کر آپ بیٹھا صورت اپنی مہنتون کی ایسی بنائی جٹائین بالون کی سر پر پیچ در پیچ باندھین زنجیر کمر سے باندھ کر لنگوٹا کسا موئے زہار باہر نکلے ہوئے رکھے جسم مٹی سے بھر لیا کان مین کنڈل ڈالا ایک انگیٹھی آگ سے بھری سامنے رکھی اور بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹکر گرد اپنے انبار کرکے سلگا دیے پھر مالا لیکر مرگ چھالے پر بیٹھا اور جپنے لگا اُدھر شیرین برق کو اسیر کرکے جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختون کے نیچے بیٹھا ہے از بسکہ یہ دھوکا کھا چکا تھا کہ یہ مہنت بھی عیار نہ ہو یہ سوچ کر اسنے لوح کو دیکھا اسمین منقوش پایا کہ یہ مہنت نہین عمرو عیار ہے یہ معلوم کرکے اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ان عیارون نے مجکو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہے انکی قضا خداوند سامری نے میرے ہی ہاتھ لکھی ہے یہ کہکر برق سے کہا کہ او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہے یہ تیرا باپ ہے اُسنے جواب دیا کہ ہمارا دادا ہے اُس نے جھلا کر کہا ارے یہ عمرو عیار ہے یہ سننا تھا کہ برق نے چاہا مین پکار کر کہون خواجہ سلامت آپ ہوشیار ہوجایئے اس حرامزادے نے آپکو پہچان لیا ہے شیرین اسکے ارادے کو پہچان گیا کہ یہ چیخ مار کر عمرو کو بھگانا چاہتا ہے پس اُسنے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ برق بول نہ سکا زبان بند ہوگئی یہ سب ماجرا سامنے سے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر تمکو پہچانا ہے کیونکہ اسنے لوح کو دیکھا ہے اور تم سُن چکے ہو کہ اسکے پاس تو نبا اور لوح اور مجمر ہے پس یہ تجویز کرکے کئی سیر خاک بیہوشی لکڑیون پر اسنے چھڑک دی اور جب چھڑک چکا تو اُس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے ساحر نے اپنے دلمین کہا کہ کیا مکار ہے کہ مجکو پوجا کرنا دکھاتا ہے تاکہ مین فریب کھاؤن یہ خیال کرکے ارابہ وغیرہ کو چھوڑ کر آپ آگے بڑھا کہ مین پکڑ لاؤن برق بیچارہ اشارے سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جایئے اسنے اشارہ کرتے جو دیکھا سحر سے بالکل دست و پا بیکار کر دیے برق نے بیقراری کرنا شروع کی اچھلنے اور تڑپنے لگا تاکہ خواجہ میرا حال دیکھ کر گلیم اوڑھ لین لیکن

عمرو نے کچھ خیال نہ کیا اور شیرین ہنستا ہوا کہ جیسا تو پر مکار بہت بنا ہے ویسا ہی تو بھی اُسکے ساتھ مضحکہ کرکے
اسکو گرفتار کرلیا ایک قید کرنا اچھا نہین پھر سوچا کہ یہ وہ عیار ہے کہ جس نے ساحر شمس اور دمامہ کو مارا ساحران عالم کا
سر اُتارا اُسکی اسیری مین دیر کرنا اپنے حق مین زہر ہے مگر اُسکا سامری کا قہر ہے پھر سوچا کہ ساحر شمس وغیرہ غافل تھے
اب کیا تو ایسا نادان ہے جو پہچان بھی سکا ہے اور دھوکا کھائیگا فی الجملہ ایسے ہی کچھ خیال کرتا ہوا اُن لکڑون کے
قریب آیا خواجہ نے اسکو گھورا کہا سائین جی میرا بھی سلام ہے عمرو نے کہا ارے او دنیادار جا اپنے کام لگ راہ باٹ
مین پیچ بڑے بڑے ہین یہان عیار فقیر بنکے مار ڈالتے ہین ابھی کسی سے پالا پڑا نہین مین تیرے بھلے کو کہتا ہون اسنے
جو یہ تقریر سنی شبہ ہوا کہ یہ کیسی باتین کرتا ہے شاید عمرو نہین ہے کوئی فقیر ہے یہ سوچکر اُسنے پھر لوح کو دیکھا اُسمین
وہی نقش تھا کہ عمرو عیار رئیس یہ معلوم کرکے پکارا کہ بانش اکو ذرہ مکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے ساتھ ہی عمرو
بھی للکارا کہ رہ تو جا او حرامی کب بچیگا قتل ہوتا ہے اُسکو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑ لاؤن دھوئین مین لکڑیون کے تو
کھڑا ہی تھا دوڑتے ہی طمانچہ ہوا کا منہ پر لگا بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے دوڑکر خنجر بران کا ایک ہاتھ مارا خنجر اس کے
جسم پر پڑا اُچیٹ گیا اسوقت خواجہ نے سنجہ زنبیل سے نکالکر اسی آگ مین خوب لال کیا اور اُس کے مقام براز مین
چلادیا العیاذ باللہ آنتین دل جگر جل گیا پر مچھڑا آہ ہاوہ ناری تڑپ کر سرد ہوگیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ابر قہاری
سنگ باری ہوئی پھر آواز آئی مارا شیرین ببر سوار جادو کو برق و مہرخ و بہار رحملہ سرداران مسحور ہوش
مین آکر قید سے چھوٹے اور خواجہ سے کہا ہم سب جاکر لشکر اس ساحر کا تباہ اور قتل کرتے ہین یہ کہکر پرواز کر گئے
خواجہ نے وہ لوح اور مجمر اور تونبا زنبیل مین ڈال لیا اور جو کچھ مال ساحر کی جھولی سے پایا یہان تک کہ سحر کرنے کیلئے
جو اسکے پاس ہتولے اور ہلدی کی گرہ آردماش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام آئیگا یہ تو جھولی کی تلاشی
لے رہے تھے لیکن اول مین مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کو کب
سے آئے تو اسکو اسیر کرلانا وزیر مذکور نے بہر دریافت حال خواجہ پتلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کیے تھے کہ جب کبھی
عمرو کو طلسم مین یہان کے دیکھنا تو مجکو خبر دینا چنانچہ جب ابتک اس طرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا
ظلمات لڑاتی رہی اور اسکے مقدمہ مین دخل دینے کی ممانعت تھی فی الجملہ اسوقت وزیر مذکور اپنے باغ مین زوجہ
پاس اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر کہی کہ اس طرح عمرو عیار نے شیرین کو آکر مارا اور فلان مقام پر بیٹھا ہے
یہ سنکر وزیر تاب نہ لا سکا زوجہ نے اُسکی کہا بھی کہ صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو عمرو عیار کو تعید کرو تمہاری جان
رہے گی تو اور نوکری مل رہے گی یہ کام اچھا نہین ہے وزیر نے کہنا اُس وفادار کا نہ مانا اور روانہ ہوا زوجہ بھی اُسکی
فرط محبت سے اُسکے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اُس جگہ آیا کہ جہان عمرو تھا اور اُسنے آتے ہی ایسا سحر کیا
کہ عمرو بیحس ہوگیا بس اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر لاش پر شیرین ببر سوار کی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت
بنکر زندہ ہوگئی اور ایسی شکل اُسکی بنی کہ دھڑ انسان کا چہرہ شیر کا بس زندہ ہوتے ہی اُس لاش نے کمر مین عمرو کے پنجہ
دیا اور ریدا کرکے اُڑ گئی برق عیار چھوٹ کر بھرا تھا کہ اُستاد سے ملونگا وزیر کے آنیسے چھپ گیا اور وزیر کے بھی

کچھ اُسکا خیال نہ کیا تھا کیونکہ جو یارے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھ کر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کی طرف
پھر اُس سے پہلے مہرخ وبہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آگئی تھین یہان لشکر جو مسحور یہ سحر تھا وہ بھی ہوش
آگیا تھا فوج جو گھیرے ہوئے تھی اُسپر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جاکر ہو پہنچے پھر تو سحر کی مار تیرون کی بوچھار
بھی بیر غل مچاتے تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی مرچون کے ہار چلتے جسم دشمنان مین چھالے نکلے ترنج ناریل سینون
کو توڑ کر بغیر جان لیے بیر چھیا نہ چھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ تھا صفحۂ ہستی پر روان شمشیر کا خامہ تھا
ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی اُلٹا ہوا شیرازہ اجزاے عناصر کھلا ہوا کتاب چار باب عنصر و پنج فصول حواس
سراسر غلط خانۂ تن کا رد تیغ سے سرا لقط جوہر شمشیر نقاط صحیفہ شجاعت بلکہ نکات رسالۂ جلاوت تار رگ جان
مسطر جریدۂ فرمان قضا خون جسم کا مداد بہر تحریر حکمنامۂ مرگ ہر ایک راضی برضا مصروف جنگ ہر ایک خورد و سترگ
شورش عظیم برپا لشکر شیرین صرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی
آخر وہ سپاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوے تہ خاک ہوے بہت روبفرار لائے ملکہ حیرت بھی یہان
نہ تھی اسلیے اوسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اس لشکر بے سردار نے شکست کھائی اور لشکر حیرت کے قریب بھاگ کر
گئی اُسوقت مہرخ نے بھی تعاقب کرنا مناسب نہ جانا طبل فتح وظفر بجوایا لوٹ مار کر اپنے بستر پر آکر کمر کھولی
سردار داخل بارگاہ ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دورۂ جام شراب آغاز ہوا جلسۂ چنگ ورباب ہوا
اُسوقت برق عیار نے آکر گرفتار ہوجانا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے کہ خداوند اُسکا بچانا یہ سب تو اس
فکر مین ہین لیکن باغبان جو وہان سے چلا خیمۂ صنعت مین آیا یہان افراسیاب کو بستر غم سے ملکہ حیرت
نے آکر اُٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر متمکن تھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن آرائی لیے حاضر پہلوے بادشاہ
مین حیرت جلوہ گر اسی ہنگام مین باغبان نے پہونچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاشہ
شیرین کا عمرو کو پنجہ مین دابے اُڑتا ہوا خیمہ مین اتر آیا اور پکارا کہ اے بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہکر
زمین پر گرا مثل مردۂ صد سالہ بحس وحرکت تھا بادشاہ کو اُس کے قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے
قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج وغم غلط ہوگیا چند ساحرون کو حکم دیا کہ لاش شیرین کی لیجاکر
بڑے سامان سے اُٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل مین لائے بعد فراغ ان امورات کے خواجہ کی طرف شاہ
متوجہ ہوا عمرو سحر سے باغبان کے بیہوش تھا جب بادشاہ نے اُسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سحر دم کرکے
ہوشیار کردیا عمرو کی جو آنکھ کھلی شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے آپ نے آنکھین اپنی بند کرکے کہا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان مجکو نظر آیا کس بخیل وظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ ان باتون کو
سُنکر اُسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود گرفتار ہونے اس آفت کے ایسی باتین کرتا ہے غرضکہ بطور طنز اُسنے کہا
کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا ہے عمرو نے جواب دیا خدا کا شکر ہے مین بہرحال اچھا ہون اے بادشاہ تم کہو
کہ کس آفت مین گرفتار ہو بادشاہ یہ کلام سنکر خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا سچ ہے مین بڑی مصیبت مین

گرفتار ہون کہ پانون مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسی کا گھر لینے آتا ہے وہ
زنجیر پہنتا ہے اسکا کچھ غم نہین شاہ نے کہا اُس مرد صحرائی کوکب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ مین بھلا
کیا آتا اب تم قید ہوئے ہو تو شاید وہ چھوکری بران آئے لیکن کیا کر سکتی ہے اے عمرو بغیر مار ڈالے اب
تجکو نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے شاہ کوکب کی تیرے مقابلہ مین آنیکی کیا احتیاج ہے
وہین سے بیٹھے بیٹھے وہ تیری سرکوبی کو کافی ہے تو ہمین کیا قتل کریگا اگر ہمکو مارنے اُٹھے تو بحکم خدا پانون تیرا ٹوٹ جا
اور اگر ہمپر ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا اور تلوار ٹیک کر بغضب
تمامتر اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین جو تخت کے نیچے پانون اُتارا اور جامہ کا کونا تخت مین اٹکا یہ منہ کے بھل گرا اور
عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پانون ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے ہر شخص دوڑا اور صنعت نے
سنبھال کر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان اے بادشاہ اس مجرم کی بات کا بُرا مانا کیا یہ تو اپنی جان پر کھیل گیا ہے
اور اگر اسکو قتل کرنا منظور ہے تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمایئے وہ سر اُسکا جدا کر ڈالے شاہ نے کہا کہ مین اسکو
دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان جو عقب مین اپنے شوہر کے چلی تھی تیہ دریا طے
کر کے اسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام تھے اس نے معلوم کیا کہ بیشک خاوند
تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہے بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ نہ چھوڑینگے غرض بادشاہ کو
سلام کر کے چپکی ہو کر پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اس اثنا مین شاہ جادوان نے حکم دیا جلاد حاضر ہو اور
سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ مقام کسب حضور کا دیا ہوا
میرے زیر فرمان ہے اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہے یہان سے بہت قریب ہے
وہ جو سامنے درہ کوہ ہے اُسکے متصل تعمیر ہے آپ اس مفتری کو دو گھڑی کے لیے اس مکان مین
بھیجدیجیے آپ ہی یہ ہلاک ہو جائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون کہ یہ بعذاب الیم
ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایما ر شاہ پا کر ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو اس مکان مین لے جاؤ اور
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمت خانہ آراستہ ہے کچھ تشریف لے چلکر تناول فرمایئے بادشاہ خاصہ
نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت سحر عمرو پر سے دفع کر دیا کہ اب یہ مرنے جاتا ہے پس دو پنجہ سحر کے پیدا ہو کر
عمرو کو اُٹھا کر لے چلے اُسوقت عمرو نے باغبان کی طرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا کہ ابکی
عمرو جو رہا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالے گا اور اگر مارا بھی گیا تو اُسکے شاگرد برق و قران وغیرہ
مار ڈالینگے بس ابکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہے کیونکہ تیرے شوہر کا بیچ ہے جب کوئی اور عمرو کو
پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچ کر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دستر خوان پر گئے
مگر یہ وہان سے چلکر باہر نکلی اور جبتک پنجہ خواجہ عمرو کو آتشکدہ مین لے جائین اُس سے بھی پہلے یہ اس مکان
آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہے مکان ہے یا برج آتشی ہے یا

منازل مریخ مین نہایت درجہ کی گرمی ہے دیوارون سے شرارے نکلتے ہین روے ہوا سے صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہاویہ اُس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت سے سرافگندہ **نظم**

گلخن گرم تھی زمین تمام
کروٹین یون لے جون توے پر نان

چرخ بے سروخانۂ یک حمام
بسکہ گرمی کی آن بانی ہے

رات سوئے زمین پہ جو انسان
شرم سے آگ پانی پانی ہے

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھ کر ازبسکہ زوجۂ وزیر ہے ساحرہ پر تدبیر ہے ایک غلولۂ یخ کا اپنی کمر سے نکالا اور افسون تازہ اُسپر دم کر کے زمین پر مارا کہ وہ خانہ آتش لبسان گلزار خلیل بنا آتش نمرود شان کا بازار گرم سرد ہوا اور جس طرح کسی کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے اُس طرح وہ مکان خشک ہو گیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ وا کرا کے اندر مکان کے ڈال کر دروازہ بند کر کے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین اُن کو خوف اپنے جل جانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجہ چلے گئے **خواجہ** نے اُس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اس اثنا مین **گلچین** تہ زمین سے نکلی **عمرو** کو باادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ اے خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپ کی خدمتگذاری کو حاضر ہے میری تقصیر جو کچھ ہوا اُسکو آپ معاف فرمائین مین ہر چند اُس مرنے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانامرگ نہین مانتا موا وزارت کے گھمنڈ پر ہے کہتا ہے کہ مین نمک حرامی نہ کرونگا پس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمائیے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیئے گا مین آپ کو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اسکی سفارش کرے گی مثل مشہور ہے کہ بکرے کی مان کبتک خیر منائے گی ایک دن فرزند کو چھری تلے پاوے گی ساحرہ نے عرض کیا کہ ابکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمائیے پھر جو بے ادبی کرے تو سمجھ لیجیئے گا خواجہ نے کہا کہ اچھا ابکی خطا اُسکی معاف کی مجکو قید سے رہا کر دے ساحرہ نے ایک ماش پڑھ کر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پاؤن مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا کھل گیا اُسنے کہا کہ آپ یہان سے نکل جائیے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اس مکان کو **صنعت** نے ازبسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا اس وجہ سے پیر سحر کے بھی مقرر کیا تھا کہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکل جائے اُسکو حتی الامکان روکین اور نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین پس **عمرو** جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچائی کہ لینا جاتا ہے خواجہ نے جلد گلیم اوڑھلی پیر آتش کے شعلہ بنکر ہزارون ہر سمت دوڑے لیکن کہین پتا نہ ملا غوغائے عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکل گیا شاہ جادوان خاصہ نوش کر کے تخت پر آگر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہے **صنعت** نے کہا بلاؤن **عمرو** عیار مکان آتش مین قید ہے وہ جلکر مر گیا ہوگا اُسی کا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ پیر سحر کے طائر بنے سامنے آگئے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھول کر ایک مجرم نکل گیا ہے ہم نے ہر چند تلاش کیا نہ ملا یہ سننا تھا کہ **صنعت** خود اُٹھ کر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دل سے کہا تو نے ناحق اُس مقری کو قتل

نہونے دیا اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ کو منظنہ بدتیری جانب گذریگا اور اب تجکو اُس عیار کو گرفتار کرنا پڑیگا لیکن بغیر کسی کے شریک ہوئے یہ عیار رہا نہین ہوا پس بغضب تمام اُسنے سحر پڑھکر زمین پر دوہتڑ مارا کہ ایک تیلی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ اے ملکہ آپ خفا کیون ہوتی ہین گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ملکہ گلچین جادو چھلے اُس مکان مین آئین اور ایک بھبھنیج کا مارا کہ مکان سرد ہوگیا پھر خواجہ کو اس طرح سے نکال دیا یہ کہکر تیلی غائب ہوگئی اور ملکہ گلچین ایک گوشۂ مکان مذکور مین چھپی کھڑی تھی کہ غل بیطرف ہوجائے تو مین نکل جاؤن اب تیلی کا بیان سنکر سمجھی کہ تو پکڑی جائیگی پس پرواز کرکے وہان سے چلی بیر وغیرہ اس کے پیچھے چلے صنعت نے بھی کچھ ساحر اسکے پیچھے بھیجے لیکن عمرو جو اس مکان سے نکلا سوچا کہ اے عمرو اب اس قید کرنے کا بدلہ افراسیاب سے لینا چاہیئے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا اسوقت ہزار ہا تیلہ حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹ جانیسے خواجہ کے بہت متفکر بیٹھا چارطرف نگاہ کررہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہوگئی اور اسنے بزور سحر پہچانا کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ ملتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اسنے تجکو پہچانا پس فوراً جست کرکے چلا کہ بارگاہ نکل جاؤن شاہ جادوان نے افسون پڑھا کہ تیلے جو حاضر تھے اُنمین سے ایکنے دامن پکڑ لیا خواجہ نے دامن جلد چاک کردیا اور بھاگا شاہ نے نعرہ مارا کہ نجانے پائے کئی تیلے پرچھائین بنکر لپیٹ گئے دست و پا بحس وحرکت ہوئے گر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ مشکین باندھکر لے آؤ تیلے باندھکر سامنے لائے اس عرصہ مین صنعت مکان آتش سے پھر کر آئی اور عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ کے وزیر کی زوجہ ملکہ گلچین تو عمرو سے ملگئی ہے اس طرح سے اُسکو رہا کردیا شاہ نے فرمایا کچھ غم نہین پھر وہ پکڑ لیا گیا اب اس باغیہ کو بھی گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے اُسوقت اور ماجرا سنیئے یعنی بقدرت فراش لبساط ارض وخیمہ آسمان یہ خیمہ صنعت نے اس پار دریاے خون روان کے استادہ کرایا تھا پس برق نے جب لشکر مین جاکر حال گرفتاری خواجہ بیان کیا اتفاق سے مہتر قران بھی حاضر دربار تھا اُسنے عیارون سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیئے کہ شاہ طلسم کہان ہے اور مقام پیدا کرکے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہے غرضکہ لشکر حیرت مین جاکر کیفیت معلوم کی کہ اس طرح صنعت نے خیمہ کنارہ دریا کے استادہ کیا ہے اس جگہ بادشاہ ہے یہ دریافت کرکے سورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حیرت مین جو طوائفین رہتی ہین اُنمین سے ایک کو خرچی دیکر اپنے ساتھ لیچلا جب صحرا مین پہونچا اُس طوائف کو بیہوش کرکے ملکہ گلچین کی ایسی صورت اُسکی بنائی اور ایک چادر مین لپیٹ کرکے کندھے پر لادکر بارگاہ افراسیاب مین آیا بادشاہ اُسوقت خواجہ کو گرفتار کرکے گلچین کے پکڑنے کو سحر کیا چاہتا تھا کہ اسنے تسلیم کی اُسنے اسکو پشتارہ بدوش دیکھکر پوچھا کہ کس کو لائے اسنے کہا گلچین کو اے بادشاہ اسکو آپ لیجیے اور عمرو پر سے سحر دفع کردیجیے کہ مین ایک ہی ہاتھ مین سر اُسکا جدا کرون مجکو اس عیار نے بہت ستایا ہے ہزارون مرتبہ گھر میرا لوٹا ہے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے سحر خواجہ پر سے رد کردیا اور آپ چادر سے گلچین کو کھلوانے لگا سب

ساحرون کی نگاہ اُسوقت جانب پتارہ گلچین بھی اس ساحر نقلی نے جلد خواجہ کو اُٹھا کر پشت پر لادا اور
سرانجہ فرا کر باہر بارگاہ کے پہونچکر نعرہ کیا منم قران عیار بادشاہ نے نعرہ سنکر کہا لینا ساحر دوڑے قران تو کسی
مقام پر چھپ گیا اور عمرو نے گلیم اوڑھ لی ساحر ڈھونڈ کر پھر گئے اور بادشاہ نے گلچین نقلی کو ہوشیار کرایا
جب اُسکی آنکھ کھلی پکاری دہائی ہے شہنشاہ کی مجکو ساحر طمع زر دیکر لایا اور اُسنے یہ میرا حال بنایا بادشاہ نے
منھ اُسکا دھلوایا دیکھا تو ایک زن سیہ فام ہے اُسکو چھوڑ دیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت مین بھجوا دیا
لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا حضور رنجیدہ ہوون مین ابھی اُس ناعیار کو لاتی ہون یہ کہکر زمین پر
گری اور مثل مشعل روشن ہوگئی پھر مشعل کی تو مین سے دھوان نکلا اور میل بنکر بلند ہوا اور ایک طرف چلا۔
اس اثنا مین بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی پہرے مین کرلو ساحرون نے باغبان کو
گھیر لیا وہ زیر چیپ کرسی پر بیٹھا رہا بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرو باغ غمخواری دلبر
مہجبین یعنی زوجہ اسکی ملکہ گلچین جو روبفرار لائی نسیم آسا ایک صحرا سے سبزہ زار مین پہونچی دیکھا کہ اس مقام
فرحت آگین مین بہار کی حکومت ہے گل زیب دہ اورنگ سلطنت ہے ہوا ہوا خواہی کا مثل ارکین دولت
دم بھرتی ہے بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہے زلف دام مکر بچھاے ہے کمند گرہ گیر عیاران کی صورت بناے ہے نرگس
زرگل کی نگاہبان ہے سرو ہر ایک پاسبان ہے گل اشرفی کی تحویلداری ہے سوسن کی زبان سے یہ حکم جاری ہے
کہ لالے کی پلٹن تیار ہے گل عباس قرنا پھونکے ترک ہزارہ رسالے دار رہے خزان قدم یہان نہ دھر سکے
فوج ہوشیار رہے

نظم

دگلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
دین دو بتی رسالۂ گل ہے امیدوار

بس اہلکار لالہ خود رو سے یون کہین
موج ہوا تلک ہو زرہ پوش اکی بار
کہدین کہ چار نہر سے گلشن کے صحن باغ

رنگین شتاب مستاک نیلان کو بہار
تقسیم کردین فرقہ غنچون مین حلمینین
چار آئینہ کو سج کے رہے مستعد کار

پس اُس مقام نزہت انتما کو دیکھ کر یہ شمیم گلشن حیا زمین پر گری شبنم نمط یا بر رنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت
اپنی سحر سے ایک گل خوشرنگ کی بنا کر ایک گھنے شجر کو دیکھ کر کہ جسمین ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے بس اُسی درخت
مین اُڑ کر پھول بنی ہوئی لگ گئی ساحران باغی جو پیچھے اسکے آتے تھے ہر سمت تلاش کر کے پھر گئے اُس طرف
سے گل بوستان عیاری جو بھاگے راہ مین مہتر قران نے کہا اُستاد درہ کوہ مین چلیے کھچڑی مین پکاؤن
کھاتے پیجیے خواجہ نے کہا مین گرسنہ جان ساحران ہون جبتک کوئی عیاری معقول کر کے کسی زبردست
ساحر کو نہ قتل کرونگا ہوقت تک بھوک پیاس مجکو نہین ہے قران یہ سنکر درہ کوہ مین چلا گیا اور خواجہ
فکر عیاری مین چلے مگر یہ گمان تو رفع ہوچکا تھا کوئی پھیری گرفتاری کو آتا ہوگا اور ہر وقت یہ گلیم اوڑھے بھی
نہین رہتے ہین اب بھی گلیم اوتار کر چلے جیسے ہی کچھ دور رہ گئے کہ ایک طرف سے دھوان پیدا ہو کر چار طرف
الٹ سمے ہوگیا اور لکیرین دھوین کی زنجیر کی طرح گردن و کمر مین لپٹ گئین سیہ بختی نے نیا رنگ دکھایا
روز سیاہ گرفتاری پیش آیا وہ دھوان گھیرے ہوے سامنے بادشاہ جادوان کے لایا اور وہ دھوان بھی

صنعت بنا اور خواجہ کو بھیس اُسنے کرکے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ مین نے قسم کھائی ہے کہ اسی وقت اس نا عیار کو قتل کرونگی پس اب حکم قتل دیجیے بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا جلاد ایک ساحر تیرہ رو چوڑہ تیغہ باندھے لُنگ کھاردے کا کسے بیرحم و سیہ دل سامنے آیا شاہ نے فرمایا کہ لیجا اس مجرم کو اور سر کاٹ لا جلاد خواجہ کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا بادشاہ بھی برآمد ہوکر سامنے بیٹھا ہزارہا ساحر گرد و پیش استادہ ہوا جلاد نے چبوترہ ریت کا بنا کر بوریاے فلاکت اُسپر بچھایا اور خواجہ کو اُسپر بٹھایا اور کوئلے کا خط گردن پر دیا اور حاضر خدمت شاہ جادوان ہوکر عرض رسا ہوا کہ اے شہنشاہ حکم اول ہے ذرا سوچ سمجھ کر دیجیے گا کہ مار ڈالنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہزار حکم کا ایک یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جلد اسکو قتل کر جلاد نے آکر تیغہ اپنا تولا اور پکارا کہ اے گروہ تماشائیان ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار تمپر نہ پڑے اُسوقت عجب طرح کا غوغا تماش بینون کا بلند تھا کوئی نادان عشرت کر رہا تھا کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کہ افسوس اس چرخ کجرفتار گردون غدار کا یہی طور ہے بسا صاحب جوہر ہے اولوالعزمان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہان رہتا ہے سربلندون کا دشمن جان رہتا ہے کہ

ابیات

ہرگز کسی گرہ کے لیے جز خراش دل — مارا نہ آسمان نے کبھی ناخن ہلال
روشن طبیعتون سے بڑا ہے یہ تیرہ عقل — کرتا ہے نور مہر کے سایہ کو پائمال
رکھتا ہے پھر غرور کو جون نیزہ سر بلند — جون جادہ خاکسار کو دے ہے زمین پہ ڈال
ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی — محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال
پائے کو دے ہے رتبۂ اکسیر بعد مرگ — دولت کبھی کسی کو نہ دی اسنے بے زوال

خلقت کا تو یہ حال ہے اور جلاد حکم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا گر خواجہ نے جو سامنا موت کا دیکھا بہ رجوع قلب درگاہ کبریا مین استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا

نظم

یا امیر المومنین دریاب زود
ورنہ جلاد غمم بسمل نمود
تو کہ سلمان را رہانیدی ز شیر
در خلاص من امہری ہیبت دیر

یہ استغاثہ درگاہ دافع البلیات مین مقبول ہوا یعنی دو چیلے جو اسکو لیکر ہیران کے حکم سے آئے تھے جب اسکو لاش شیر مین کا لیکر اُڑا تھا اُسی وقت سے چیلون نے جاکر ہیران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا ملکہ نے ہما جادو وغیرہ سے کہا اب کیا منہ دکھاؤنگی خواجہ کو کہ وہ اس طرح اسیر ہوئے اور ہم بیٹھے رہے اے ہما اس راز کو کسی سے نہ کہنا مین یکہ و تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہون یہ کہکر برنگ بوئے گل غائب ہوگئی اُس وقت نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام ملکہ ہما جادو بس گیا اور ملکہ ہیران نظر نہ آئی یہ خاموش ہو رہی لیکن وہ چمن بند حدیقۂ سلطنت یعنی ملکہ ہیران بصد شوکت سناٹا بھر کے اپنے طلسم کی سرحد پر آکر ظاہر ہوئی اور فرط غضب سے لب رنگین مثل برگ بید اسکے کانپنے مسی طائر رنگ حنا کی طرح لبون سے اُڑکر بلند ہوئی تھوڑی دیر مین اودی گھٹا کوہسار کی طرف سے اُٹھی اسوقت ملکہ موصوفہ ہنسی لالی پان کی لبون سے چھوٹ کر اس گھٹا مین بجلی جاکر [illegible]

پھر ملکہ لالہ فام بالحان دلکش کچھ گنگنائی صداے نغمہ نے صورت طاؤس وکبک کی بنائی اور اس گھٹا مین جاکر مور کوکنے اور تدرو قہقہے لگانے لگے پھر ملکہ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر مین پیدا ہوا اُس ماہتابان حسن نے اپنے تئین چاند بناکر اُس تخت پر پہونچایا اب تو عالم ہی اور نظر آیا کہ اودی گھٹا مین چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی ملکر چاندیکی کو گویا ماتھے پر لگایا تھا نہین نہین فروغ حکم ملکہ بران کو سر بر فلک نے چڑھایا تھا کہ نظم

ہین تخشی دو زیر جو مریخ و ماہتاب
لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ و سوار
باہم سے دستہ دستہ جدا ہو کھڑے ہو
تا وقت کار دامن گل سے نہ الجھے خار

برج حمل مین بیٹھ کے خاور کا تاجدار
اُن کو یہ امر ہے کہ امیران نامدار
طاؤس نام وہ جو ہین اس خواجہ نقیب
ہان جلد باندھ کر کمر کینہ استوار

کھینچے ہی اب خزان پہ صف لشکر بہار
منھ کھولدو خزانہ گل اشرفی کا تم
کرتے ہین یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
میدان صاف کرتی ہی جاروب باد تند

مور شور کرتے بجلی چمکتی نواے فتح و ظفر کی پرچم ہلتی رعد نقیبون کی طرح گرج کر للکارتا ترک ہوا اتر انداز بنی ہوئی ملکہ نسترن بدن کی سواری جانب حریف روان ہوئی جدھر سے وہ گھٹا نکلتی کیفیت بہار ظاہر ہوتی صحرا صحرا اگلہاے بوقلمون کھل جاتے بلبل کے ترانہ دل لبھاتے یہ تو اس سامان سے روان ہے لیکن بعد اس کے چلے آنے کے ملکہ مجلس جادو لڑکی اس کے مقام پر آئی ملکہ ہما کو چپ اور پریشان دیکھ کر گلے سے لپٹی اور گویا ہوئی میری امان جان سچ بتاؤ تم چپ کیون ہو میری جان کی قسم میری اچھی امان آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو ہما نے کہا کہ تجکو ہر بات مین کھیلاین آتا ہے خواہ مخواہ بھی میرے پیچھے پڑگئی مین رنجیدہ کیون ہونے لگی اُسنے کہا اچھا بتاؤ امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہان ہین اور اگر نہ بتاؤگی تو مین اپنی جان دیدونگی یہ ضد اسکی دیکھ کر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا بیٹا کسی سے کہنا نہین عمرو گرفتار ہوا ہے اُسکے چھڑانے کو گئی ہین یہ سنکر مجلس خاموش ہو رہی اور کچھ دیر مین بھلا وا دیکر بالاے بام گئی اور کہا مجکو نشہ شراب زیادہ ہے کوئی ہک ہک نہ کرے مین آرام کرونگی کنیزین جو بہر خدمت ہمراہ تھین اُنسے بھی حکم دیا کہ یہان سے چلی جاؤ وہ سب چلی گئین اور جو دیری سے ٹھہر گئین انپر اُسنے الزام رکھکر نکالا ایک کو خوب مارا کہ حرامزادی تو نے مجکو راہ چلنے مین دھکا دیا تھا دوسری کی جانب دیکھ کر کہا گھورتی ہے تیسری سے کہا تو بڑبڑا کر مجکو برا کہتی ہے غرض اس طرح الزام دیکر سب کو وہان سے نکال دیا بالاخانے کا دروازہ بند کرکے آپ ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا ادھر ہوا سے اسکے پاس آیا یہ جست کرکے اُسپر سوار ہوئی اور بہر امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوش رُبا چلی لیکن اول حال بران سنیے کہ یہ ماہتاب بنی ہوئی ابر سحر مین چمکتی صحرا و کوہ کو سرسبز کرتی ہوئی اُس مقام پر کہ جہان خواجہ زیر تیغ تھے پہونچی شاہ طلسم نے ساحرون سے کہا کہ دیکھو کیا خوشنما گھٹا اُٹھی ہے ملکہ حیرت نے کہا موسم برشگال بھی قریب آیا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر محیط ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی عالم محویت ہر ایک پر طاری ہوا مگر صنعت جادوگری زبردست ہے یہ اُس گھٹا کو دیکھ کر سمجھی کہ مقرر اسمین کوئی

آفت ہے پس جلاد کو للکاری کہ جلد اس گنہگار کا سر کاٹ جلاد نے تیغہ بلند کیا اور خواجہ نے بنگاہ یاس جانب فلک دیکھا اسوقت اس ابر مین بجلی کوندی اور سمٹ کر وہ بجلی چاند بنگئی اور اس چاند کے دو ٹکڑے ہوے ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بنگئی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بنکر شمشیر کا کام کر گیا جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا وسمین سے پنجہ پیدا ہوا کہ عمرو کو اٹھا کر بلند ہو گیا اور اس کے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جادوان نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہین اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوے ہین عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہے پس اسنے گھبرا کر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گمزی سامری کے گنبد کی نکالی اس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشان ہے بغیر تحفہ طلسمی کے زیر نہوگی چنانچہ اس گمزی کا افسون پڑھکر اس چاند پر کھینچ مارا بس وہ گمزی روے ہوا پر جا کر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اسکا نیچے چاند کے آ گیا اور دوسرا سر پر چاند کے آ کر مثل سرپوش ڈھنکا پھر تو زمانہ اندھیرا ہوا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا گویا زمانہ نے گریبان چاک کیا مور چنگھاڑنے لگے جیسے اہل ماتم شور کرتے ہین کبک عوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے برق سحر کا دل بیقرار ہو تڑپنے لگی کالی گھٹا نہ تھی دنیا سیاہ پوش ہوئی تھی بہار کی نظر مین عالم تمام خار ابر لبسان غمناکان اشکبار کہ بموجب

نظم

زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہے
دہن غنچہ کو گفتار کی قوت کیسی

دلمین لالہ کے جو داغ غم پنہانی ہے
پا بگل سرو ہے رفتار کی قوت کیسی

نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہے
گل بھی سودا زدہ چاک گریبانی ہے

ملکہ بران عالیشان کا اس برج مین مقید ہونا تھا کہ اسنے انتہا کا زور کیا اور از بسکہ نہایت زبردست ہے مگر کیا کرے کہ ملک پرایا اور مقابلہ شاہ جادوان کا اور سحر بھی وہ سحر کہ تحفہ گنبد سامری کا لیکن یہ شاہزادی باز نہ آئی اس طرح مثل برق اُس گنبد سے تڑپ کر اڑی کہ چھت اُس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اسکا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ پہونچا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹ کر اسی گنبد مین گرا اور یہ سناٹا بھر کر چلی ایسی خود رفتگی مزاج پر مستولی تھی کہ خواجہ کے گرجانیکا مطلق خیال نہ رہا آپ اُس برج سے نکلکر دور ایک بیابان مین جا کر گری اور اسوقت کی سراسیمگی اُس ماہ سپہر رعنائی کی اور پریشانی گل بوستان زیبائی کی عجب عالم دکھاتی سر جوشق ہو کر خون بالون مین بھرا تھا شفق شام کا دھوکا تھا یا مانگ مین سیندور بھرا تھا خون بہ کر ماتھا تر ہو گیا تھا گویا خون ریزی عشاق کا اُسکے سر ٹیکا تھا رخسار پر خون کی بوندون کا ڈھلکر آنا اور جم جانا مصحف و رخسار پر شنجرفی آیتون کی گنڈیان بننا تھا نہین نہین دو کان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہاے یاقوت رمانی کو چنا تھا وہ دوپٹا سر سے سرکا ہوا ہر عضو بدن کھلا ہوا فرط نزاکت سے ہانپتی ہوئی ران ہر ایک کانپتی ہوئی زلف رخ پر بکھری ہوئی کافر خونخوار کی طبیعت دل لینے پر پھیری ہوئی دل نازک دھڑ دھڑ کرتا تیوری چڑھی ہوئی کمان تین قلاب کھنچی ہوئی غرض یہ کمان ابرو کشیدہ خاطر ہو کر پھر قاصد ہوئی کہ جا کر دوبارہ

اس گنبد پر گرون پھر خیال کیا کہ تو زخمی ہو چکی ہے اور یہ سحر زبردست ہے رد نہ کر سکیگی تو بھی جا کر تحفہ
طلسمی لا اور اس سحر پر سبقت لیجا یہ سوچکر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئی راہ مین ملکہ مجلس اسکو ملی کہ عقاب
پر سوار آتی تھی اُسنے تسلیم کرکے حال مزاج ہمایون کا پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کرکے کہا کہ اے فرزند
اب پھر چلو تدبیر کامل کرکے آیندہ آئین گے مجلس اس کے ساتھ لاچار ہوئی اور یہ اپنے مقام پر
آکر تدبیر مین مصروف ہوئی اس طرف شاہ طلسم ہوشربا نے بزور سحر معلوم کیا کہ بُران تو اس برج سے
نکلگئی لیکن عمرو رہ گیا ہے اور برج مین شگاف بھی کچھ پڑ گیا ہے ایسا ہو کہ وہ عیار رخنہ پرداز نکل جاوے
پس اسنے اوڑکر اپنے تئین سقف برج پر پہونچایا اور ہاتھ سے افسون پڑھکر اوس شگاف کو بند کیا وہ شگاف
برابر ہو گیا خواجہ اسمین بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھلتی ہے تو اندھیرا نظر آتا ہے پھر بیہوش ہو جاتے ہین
یہ بھی مصلحت خدا کی کہ ان کو بیہوشی طاری ہوتی ہے ورنہ دم اندھیرے مین خفا ہو کر نکل جاتا نکالو یہ نقشہ ہے
لیکن بادشاہ ساحران برج سے اُتر کر دربارگاہ پر آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے
ہوشیار ہوئے بادشاہ نے **صنعت** سے کہا کہ اس طرح سے وہ چھوکری کوکب کی آئی تھی مگر میری
قید سے نکلگئی اور اسنے چاہا تھا کہ عمرو کو مجھ سے لیجائے بھلا کیا میرا سامنا کرتی مجکو رحم آگیا کہ اسکو نکل جانے دیا
ورنہ وہ بھی نہ جا سکتی اب اس مفتری نابکار دزد مکار کو یون ہی بروے ہوا قید رکھنا چاہیے آپ ہی بے
آب ودانہ مرجائیگا دیکھون تو کون اسکو اس برج غضب سے میرے رہا کرتا ہے اب ایسے مین خوب موقع ہے
کہ میدان خالی ہے کوکب کی طرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہون وہ اسکی فکر مین ہوگا عمرو میری قید مین ہے پس
ایک ساحر زبردست کو بھیجکر سب نمک حرامون کو قتل کرانا چاہیے اور مین کوہ نیلم پر جاتا ہون وہان سے
ایک ساحرہ مالک مرحلہ طلسم کو مع تحفہ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجونگا کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کردے ملکہ
صنعت نے عرض کی اے شہنشاہ واقعی مین یہ تدبیر اچھی ہے پس بادشاہ نے ملکہ حیرت سے کہا کہ اے
ملکہ تم لشکر مین اپنے جاؤ مین ساحر نامی بھر جنگ باغیان بھیجتا ہون ملکہ مذکور سوار ہو کر لشکر مین آئی اور
سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار مین قید ہونا خواجہ کا برج غضب مین بیان کیا طائران سحر نے یہ خبر
جاکر ملکہ مہرخ سے عرض کی ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم مین خواجہ کے بیقرار ہوئے اور
ہر ایک نے قصد کیا کہ اُس گنبد پر جاکر گرین یا اپنی جان دین یا گنبد کو باطل کرکے خواجہ کو رہا کرین لیکن بہار نے
ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو بران زخمی ہو کر گئی ہے ضرور اسکا کچھ نتیجہ ہوگا اور اگر کچھ نہ ہو سکے
تو آیندہ جان دینے کا اختیار ہے اسکی فہمائش سے ہر شخص دست بدعا ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا
اور از بسکہ وہ برج غضب اس پار دریاے خون رواں کے ہے تو ساحران لشکر جا جا کر دیکھ آتے ہین
اور وہان کی خبر ہر وقت کی رکھتے ہین یہ تو سب اس کاروبار مین ہین لیکن بادشاہ طلسم سے ملکہ **صنعت**
دست بستہ عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ مین امیدوار ہون کہ خطا باغیان وزیری کی معاف فرمائی جاوے

اس بیچارہ نے سوائے نمک حلالی کے کوئی امر خطا کا نہین کیا بادشاہ نے کہنے سے اس کے خطا اُسکی معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جائے وزیر وہان سے روانہ ہوا اور تلاش مین اپنی زوجہ کے چلا حال اسکا بیان ہوگا اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بموجب سحر پڑھ کر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عجیب الخلقت نکلا کہ تمام جسم اُسکا گول مثل منقل کے تھا اور منھ جس طرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہے اس طرح کا تھا اُس منھ مین زبان مثل انگارے کی دہکتی تھی آنکھ برنگ شعلہ جوالہ آتش لپکتی تھی ہر بُن مو سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے خدا کی پناہ ایک بلا مبرم و آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا بادشاہ نے اُس کا سلام لیکر خطاب کیا کہ اے **مجمر آتش زبان** جادو تم جا کر ملکہ **حیرت** کی خدمت مین حاضر ہو اور مقابلہ کر کے لشکر **مہرخ** نمک حرام غارت و برباد کر دو اُس آفت روزگار نے کہا بہت اچھا بادشاہ نے فرمایا اور کوئی جادوگر تمہارا کچھ نہ کر سکیگا کس لیے کہ تم تو رہنے والے ظلمات طلسم کے ہو عیارون سے بچتے رہنا اور عیار اب چار باقی ہین انکا سردار اور اُستاد عمرو عیار تو میری قید مین ہے شاگرد اُسکے باقی ہین انھین سے بچنا اور افسوس کہ **بران** میری قید سے نکلگئی نہین تو اُسکا بھی خوف نہ رہتا خیر تم جاؤ مین سمجھونگا اُس نے عرض کیا کہ سامری کی عنایت سے نہ **بران** میرا کچھ بنا سکتی ہے اور نہ میرا کوئی **کچھ** کر سکتا ہے اقبال حضور کا شریک چاہیے یہ کہکر آداب بجا لا کر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا پردہ ظلمات مین ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا دخانیہ ہے یہ اس قلعہ کا حاکم ہے لاکھ ساحر اسکا ملازم ہے اس نے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا پچاس ہزار ساحر بہر نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا ڈھر دکی صدا ابر سیر مثل زاغ منڈلائے اژدھے پھنکارتے ہوے آئے ساحر سوار ہوے جھججھو کا غل بلند ہوا دل وہر خوف سے دردمند ہوا آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتشبار پر سوار پیچھے اُس تیرہ سر کے طاؤس دیو تیار وہنس و باز و اُختر بردار کی قطار اُن پر ساحران غدار و ناہکار سوار سحر سے اُن کے تاریک تمام روزگار کہ بموجب **ابیات**

کبھی نظرون مین تھے دان روز و شب گم
کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم

کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل
کبھی اس طرح جون برسے ہے بادل

ہوا کا نام بھی ہوتا نہ زنہار
مگر تھی فوج مین اژدر کی پھنکار

ہزارون تھین بلائین وحشت انگیز
کہ وحشت جنکی تھی عالم کی خونریز

غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل
چلا جاتا تھا بس منزل بہ منزل

با این کر و فر وہ خود سر قریب لشکر **حیرت** پہونچا طائران سحر نے خبر آمد اسکی ملکہ بے ہنر کو پہونچائی اُس نے گیسوے بن شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو برائے استقبال بھیجا فی الجملہ مجمر بد خصال داخل لشکر ملکہ زشت خصال ہوا لشکر اُسکا اُترا اور اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی خلعت پایا اُس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کر کے آرام کیا دوسرے دن جب مجمر فلک سے آفتاب کا شعلہ سرد ہوا اور رونق

گرم بازاری روز گردکہ نظم	عروج مہر پہونچا جب لب بام	ترقی پر تب آیا اختر شام
موافق تھا جو اقبال شب ماہ	تو لی ظلمات نے دربار کی راہ	سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ

حیرت بد انجام مین آیا اور بیٹھ کر میخواری کرنے لگا جب دماغ نشہ سے گرمایا ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو چکر ہوا زمین تھرائی طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف یہ خبر سنکر نہایت اندیشہ ناک ہوئی اور رنگ اُس کے چہرے کا متغیر ہوگیا چشم نمناک ہوئی اس لیے کہ یہ ملکہ نانی مہ جبین کی ہے اور عزیزدار بادشاہ طلسم ہے اور بسبب سن زیادہ ہونیکے ساحران نامی اور اُن کے حالات کو جانتی ہے یہ حال ملکہ نیک خصال دیکھ کر مہتر برق فرنگی نے کہا کہ اے ملکہ تم کو اس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا اسکا کیا سبب ہے ہم نے بارہا عرض کیا کہ مالک ہمارا رب ہے نظر بفضل کریم کارساز رکھو اور حکم نواخت طبل جنگ دو انشاء اللہ ہم فتح پاوینگے اور جو مشیت ایزدی مین ہماری فتح نہین ہے تو مارے جاوینگے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اے مہتر خدا اس موذی کے شر سے ہمکو بچاوے اس حرامزادے پر سحر نہین اثر کرتا ہے اور نہ اسکی کسی حربہ سے قضا ہے ہان اگر پانی سامری و جمشید کے غسل کا ممکن ہو اور اسمین تلوار بجھائی جاوے تب اس خیرہ سر کی قضا آوے برق نے کہا تم ان خیالون مین نہ پڑو فقیر سحر بجاوے پانی غسل سامری کا کیسا مین آب تیغ مکر و عیاری سے غسل اُسکو دونگا سیسہ گرم کرکے پلا دونگا پانی دانہ دھر ادیگا جہنم مین ٹھکانا ہوگا ملکہ نے کہا اے مہتر اسپر تم ہرگز عیاری کرنیکا ارادہ نہ کرنا اسنے کہا یہ سب ہم نے سنا ہے ہمارا تو عیاری کرنیکا پیشہ ہے اسوقت ملکہ بہار نے بھی کہا کہ اے ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہین لڑنے مین پس و پیش کیا اگر چہار چشم و دوزبان جادو جو زیر زمین کی اس طلسم مین مالک ہے آوے تو ہم اُس سے بھی لڑین جا ہے جان جاوے یا رہے ملکہ مہرخ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سنکر نظر بفضل رب اکبر فرماکر نفیر سحر کو دم دیا کوس دمامے جادو کے بجنے لگے دلاور آگاہ و باخبر ہوے دربار شام کا رکھا گیا ہر بہادر اپنے خیمہ مین بیٹھکر سامان جنگ کرنے لگا ساحر سحر جگانے لگے پیر بلانے لگے کج فہم خرم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے دل کی اُلجھن کو کمند گرہ گیر سمجھے ترقی حوصلہ کو باڑھ شمشیر کی جانکر مرنے کی تدبیر سمجھے غرض ہوم کے دھوین سے وہ بن کجلی بن ہوگیا مست ہر بہادر پیلتن تھا نامرد بھاگنے پر تیار مثل ہرن تھا منتر دان کی جاپ ہر سو تھی آتش سحر کی برنگ معشوق شعلہ خو تھی ہوا سے سحر کے سناٹے چراغ خرد گل کرتے تھے آندھیان چلتی تھین کلو ابھیرون کا ساحر دم بھرتے تھے ڈھرو کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا برنا جیا تھا ہندوے زحل کا سینچر بنکر سر چڑھنے کا ارادہ تھا ساحر تو اس رنگ مین تھے بہادر تیاری آلات جنگ مین تھے شاہد شجاعت کو سنوارا تھا عیان عاشق جان دینے سے دل نہ ہارا تھا کمند ہر ایک مثل زلف پر پیچ جانان جسمین اُلجھا ہوا رشتہ جان بہادران خنجر سب کی نظر مین ابروے خوبان جسمین سے ذبح ہونیکا ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقان کمانون کو برابر ابرو سمجھ کر قربان جان جانبازان کہ نظم

دلمین مرے یقین ہے کہ میدان مین جس گھڑی
بیت الخلا کو یاد کرے سام بار بار
پتلا زیادہ پانی سے ہو انکے بس کھنوس

للکارین وہ دلیون کے تیغین کھینچکر کٹار
لڑنے جو آئین بہمن دبرز و وغا کے روز
ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار

گوہر کرے اُس آن مین رستم کا گاؤ سر
ہو جایین اُنکے سامنے آپسمین کر فرار

لشکر مین تو یہ تیاری ہو رہی ہے لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم وضع کی صورت بنکر داخل بارگاہ ملکہ موصوفہ ہوا دیکھا کہ مجمر بڑی عزت سے دنگل پر بصد شوکت بیٹھا ہے ملکہ نیز اور ارکان دولت سب خاطر اسکی کر رہی ہین جام شراب چل رہا ہے برق یہ ماجرا کھڑا دریافت کر رہا تھا کہ اسکو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم مین چلی گئی تھی تو عیار بچیان بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھین ملکہ کے آنیسے یہ بھی آئی ہین غرض جب صرصر نے اسکو دیکھا آہستہ سے کہا کہ ارے موے کیون اپنی جان دینے آیا ہے برق تو اور ہی مطلب سے یہان آیا تھا اس وجہ سے اسکو کچھ جواب دہ نہوا اور جست کرکے سراچہ فراز نکلگیا یہان غلغلہ ہوا کہ عیار سراچہ فراز نکلگیا ہے صرصر نے کہا برق تھا جب مین نے پہچانا تو اسکو قید کرنا چاہا تو نکل گیا مجمر یہ حقیقت سُنکر چپ ہو رہا کچھ بولا تو نہین مگر بطور مخفی اُسنے سحر کیا کہ حال اُسکا آگے کھلیگا فی الجملہ کچھ دیر تو مجمر ملکہ کی بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اُٹھ کر اپنے مقام پر بہر آرام آیا لشکر مین اسکے تیاری رزم کی ہو رہی تھی ساحر ہوم اگیار کر رہے تھے بہادر تیز خنجر و تلوار کر رہے تھے اسنے بھی آکر چند منتر اپنے جگائے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکل گیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دل مین اُسکے آیا کہ اپنے لشکر مین چلو زیادہ رات گئے آکر سمجھ لینا یہ سوچ کر اپنے لشکر مین آکر وہ خیمہ جو اس کے آرام کے لیے معین ہے اسمین آیا اور وہ آرام پذیر ہوا بعد کچھ دیر کے اُٹھا اور قصد کیا کہ اب چلکر کچھ فکر کرون لیکن ایسا نشہ اسوقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر چکر کرتا تھا یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی جب دیگدان عالم مین ہیزم شعاع آفتاب جلکر شعلہ ور ہوئی اور منقل شب مین انگارے ستارون کے بجھے کہ ابیات

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار
ہوا تاریک عالم جملہ پُرنور

اُڑا عنقا صفت رنگ شب تار
جو پرکالہ ہوا پھر چہرہ حور

ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا دیکھا تو نفیر سحر بج رہی ہے ڈنکو پر چوب پڑتی ہے لشکر عازم جنگگاہ ہے وقت صبح کا ہے دلمین اسنے کہا ارے برق تو ایسا سویا کہ صبح ہو گئی اور رات کو نہ خود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیے ایسا نشہ ہوا کہ تجھ سے اُٹھا نہ گیا اور اسمین مقرر کچھ اسرار ہے بڑا زبردست یہ مجمر نابکار ہے حاصل کلام خیمہ سے باہر آیا تو لشکر کو روبراہ پایا ملکہ مہرخ تخت پر سوار برابر اُسکے تخت کے ملکہ بہار گلدستے اُٹھیر رکھے ابر کے لکے سر پر سایہ کیے ایک طرف ملکہ مخمور رشک حسن سے مغرور برابر اُسکے ملکہ مہرخ ہو زیور جواہر سے آراستہ موئی ایک سمت ملکہ زلف آرا زلف اسکی دام بلا غرض اسی طرح یہ سب شہزادیان لشکر بیکران ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیان دکھاتی روانہ تھین لشکر مین باجے طرح طرح کے بجتے دلمین سوز و گداز پیدا کرتے ہوا مین ٹھنڈی آئین ابر برستے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ باندھے وقت سحر بشگفتہ خاطری جانب میدان روان تھی کہ نظم

ترکش لگا کے دینے کو بھیجے بہار

گلگون پہ اپنے ترک ہزارون ہوکے سوار
امن کو باندھ باندھ ہوئے مستعد ستیز
لڑے یو قدم کو گاڑکے یاران طرحدار

ترک صبا کہے ہے مرا تیر بازگشت
تری ہر ایک کہتی ہے یون نعرہ مار مار

ہو پشت پہ حریف تو نکلے جگر کے پار
ایسا نہو کہ طعن کرین ہمکو بلبلین

خلاصہ مرام بڑے تزک و احتشام سے لشکر دار و معرکہ کارزار ہوا اس طرف سے مجمر بچاس ہزار ساحر سامری منش ہمراہ لیکر رزمگاہ مین آیا ساحرون کے تختون کے آگے ڈھلے اور بانسریان بجتی ہوئین اژدر پھنکارتے تھالیان پیتل کی چمکتین تاریخ انجیل رکھے سب نے آکر میدان مین پرا جمایا ملکہ حیرت بھی کئی لاکھ ساحرون کو تیار کراکے علیحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی صفین آراستہ کی گئین میدان جنگی نشیب و فراز سے برابر کیا ابر سحر ساحرون نے برسایا عرصۂ نبرد آئینہ سان صاف نظر آیا نقیب نقابت کرکے ہٹے اسوقت لشکر حریف مین علمہائے سیاہ کے پرچم کھلے ڈہل جنگ بجا کرڈ کا ہو الشکر کے سردار رہوار اپنے بڑھا کر حاضر رکاب افسر ہوئے مجمر نے اپنا اژدر میدان مین نکالا اور بہت کچھ نیرنج و شعبدہ سحر کے دکھا کر نعرہ مارا کہ اے سرگروہ گمراہان واے فرقہ نمکحرامان آؤ مقابلۂ مردان مین یہ نہیب اُس ستمگر کی سُنکر ملکہ مہرخ کی طرف سے ایک افسون خوان نامور سامنے اُس کینہ پرور کے آیا اور طالب ضرب ہوا مجمر نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرربار روے ہوا پر از خود پیدا ہوکر اس نابکردار کے اوپر گری ہرچند اسنے رد سحر کیا لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا جسد دو ٹکڑے ہوا شور مرنے کا بیرون نے مچایا مجمر پھر للکارا کہ کسے دیگر را بفرسید تا ذائقہ مرگ بچشید اس طرف سے ملکہ سرخ مو اجازت اپنے حاکم سے لیکر طاؤس اُڑا کر سامنے آئی اُسنے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی جب ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کرکے وہ تیغ رکوائی یعنی پنجے اس شمشیر مین لپٹ گئے اُسوقت دوبارہ اس بیحیا نے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور چرخ دیکر ملکہ موصوفہ پر لگائی حلقہ ہاے زنجیر مثل کمند گرہ گیر گردن و کمر مین ملکۂ دلگیر کے اُلجھے اُس بیحیا نے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گر کر زمین گیر ہوئی اور ہرچند چاہا کہ رکون مگر سنبھل نہ سکی کھچتی ہوئی چلی اسنے ساحرون سے حکم دیا کہ باندھ لو ساحرون نے آکر گرفتار کرلیا اور ایک زنگی تہ زمین سے پیدا ہوکر اُس بیچاری کو اندر زمین کے لے گیا یہ کیفیت دیکھ کر ملکہ زلف آرا نے کہ جسکا نام مشکین موے کاکل کشا بھی ہے اپنے ہنس کو اُڑایا اور سامنے اُسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک پیکان نکال کر سحر دم کرکے اُسپر مارا اُسنے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا گیا ایک دانہ ماش کا نکال کر منتر پڑھ کر جو مارا ملکہ زلف آرا پتھر کی ہوگئی فلک نے نئی سنگدلی دکھائی کہ اس صنم زیبا صورت کی شکل تصویر آذری بنائی یہ حقیقت اُسکی زبردستی کی دیکھ کر لشکر مہرخ برہم و درہم اس طاری ہوا مگر نمکحلالان بیکہ مدت سے ایسی آفتین جھیلتے چلے آتے ہین بدینوجہ ثابت قدم رہے اور لرزان جادو نے باجازت مہرخ جاکر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اس بدانجام کے لگائی اس خیال سے کہ جو پہلے مار چلے وہی میری ہو لیکن اُسنے ہنسکر ایسا سحر پڑھا کہ چار پنجہ پیدا ہوے دو پنجہ تو تلوار مین لپٹ گئے کہ ضربت سے مجمر محفوظ رہا اور دو پنجون نے لپٹ کر کلائی سے تلوار چھین لی اور مشکین باندھ لے گئے اسی طرح اس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کیے اور بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہرخ کے گرفتار ہوئے اگر شرح

اُسکی کی جاے تو بہت طول کلام ہوگا حاصل مرام جب ساحرۂ شب نے دانۂ انجم پڑھ کر عرصۂ فلک مین پھینکے ساحر روز روبفرار لایا کہ بہیت غرض مثل مرض گھٹنے لگا دن + چھپا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو مجمر نافرجام نے للکار کر کہا کہ اے فرقۂ گمراہان پردۂ شب تمھارے بچنے کے لیے عالم مین حائل ہوگیا اب بھی سرکشی ونخوت سے باز آؤ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے جان کی تمھاری خریداری ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوادیا لشکر میدان سے پھرے حیرت سر پر سے اُس خیرہ سر کے زرنثار کراتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پڑاؤ پر کمر کھولی اس طرف ملکہ مہرخ رنجیدہ و پریشان مراجعت فرماکر علوشان سے داخل بارگاہ عالیشان ہوئی وہ سردار جو مقید ہوگئے ہین اُن کے دنگلون پر غاشیہ ڈلوادیے اور اشک حسرت بہاے فوج بھی متردد و پراگندہ خاطر اُتری خصوصًا وہ لشکر کہ جن کے افسر قید ہوے ہین نہایت ہی مضطر تھا ہر سمت رنج والم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر وکبیر ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا کھٹراگ پھیلا ہوا اُدھر جب وہ بیدین یعنی مجمر لعین اپنی بارگاہ مین آیا میخواری کرکے گرمایا اور حکم دیا کہ نقارہ رزم کا بجے بمجرد حکم ساحرون نے طبل جنگی بجایا ساتھ ہی ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجا دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا اُس طرف کے ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم و گنج فخیم پائین گے یعنی مال عدو تاراج کرینگے اور جلد وُے فتح رزم مین بادشاہ سے انعام بہت کچھ پاکر راج کرین گے غرضکہ خبر نواخت طبل جنگ مہرخ دلتنگ کو طائران سحر نے پہونچائی ملکہ کے منھ پر اُداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اُس بہادر شیر دل نے کام فرمایا بے اختیار نفیر سحر کو بجایا کوس حربی اُدھر بھی گرڈگرڈایا صداے نقارہ سُنکر لشکر مین بہادر بشاش ہوے بزدل ونامرد بدحواس ہوے لب پہ یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہان اے کاش ہوتے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کر گئے سوچے کہ ہم یہان ٹھہرے اور ہول کھاکر مرگئے شجاعت شعاران عالی تبار تیاری مین اسباب جنگ کے مصروف ہوے ساحر سحرخوان تھے سپارزون کے تیز ہوتے خنجر بران تھے ان کو نہ پرواے مرگ نہ فکر عیال جوش تہوری سے چہرہ لال نامرد وکم خوف سے بُرا حال یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اسکا کیا قلق ہے بزدل کہتے جان بچانیکا حق ہے پھر اسی بات کا دل کو قلق ہے فی الجملہ یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق باوجود عیاری سے درست ہوکر پھر روانہ ہوا اور آج مطلق شراب نہ پی اس لیے کہ کل کا ایسا حال نہو بس جب اپنے لشکر سے نکل کے چند قدم آگے بڑھا راستہ بھول کر کسی طرف اور چلا گیا کچھ دور چلکر خیال آیا کہ لشکر دشمن اس طرف کہان ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھ کر اُدھر سے پھرا اور اپنی دانست مین لشکر مجمر کی جانب قدم زن ہوا مگر بھٹک کر اور سمت پہونچا ابتو اسنے دل سے کہا کہ اے برق آج راہ لشکر عدو سے گمراہ ایسی دشوار ہوگئی کہ اُس لشکر کا کہین پتہ نہین یہ سحر ہے اسی مجمر حرامزادے کا بس رات بھر مین ہزارہا تدبیرین کین مگر اس فوج مین جانا ناممکن ہوا آخر وہ وقت آیا کہ مجمع ستارون کا عرصۂ فلک مین پراگندہ ہوا اور پنجۂ مہر پنجۂ علم کی طرح دشت عالم مین تابندہ

نظم

بندھی ہر سو صدائے آمد صبح
سحر کا دانت تھا ہی شب کے ادبار
گجر نے دی صدائے آمد صبح
وہ آئی مشعل خورشید لے کر

صبح کو مہتر برق اپنے لشکر مین آیا لشکر جانب دادگاہ روانہ تھا ملکہ مہرخ ذیشان سوار ہوئی تھی ساحرون کے پرے پیادون کے غول بعلم و نشان تمام جاتے تھے صحرا مین اس فوج کے پہونچنے سے نئے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا تڑکا اور رشک گل سبزہ سبز اور ہمین گلرخ جادوگرینون کا لباس نافرمانی و زعفرانی پہنکر آنا طرح طرح پھولون کا گویا صحرا مین کھلجانا شفق سحر پھولی تھی لال کرتی کی پلٹن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحر دل مین سوز و گداز بڑھاتی کبھی ہلکے ہلکے ابر آتے وہ نور صبح مین اور زیادہ لطف بڑھاتے غرضکہ اس طرح وارد عرصہ نبرد ہوئے اودھر سے مجمر فوج بیکران لیے آیا حیرت نے بھی آ لشکر کا ایک سمت پر اجما یا ساحرون مین کو ہر و بجا لشکریون نے قرنا کو دم دیا صفین کھنچین تیغین چمکین علم کوے ساحر جے جے پکارے بہادرون نے نعرۂ ہل من مبارز مارے نقیب آگے بڑھکر للکارے کہ عالم مین سدا کون رہا ہے دلاورون کا نام بہادرون کا کیا ہے کام لڑکر ہو جانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹے لڑنے کا حوصلہ بڑھا رن سر چڑھا مجمر اژدر آرا اکر اجازت حیرت سے لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی یعنی للکارا کہ اے گنہگاران مین نے چاہا تھا کہ تم بچ جاؤ مگر تم نے نہ مانا قضا ہی تمھاری آئی ہے خیر آؤ میرے مقابلہ مین اسوقت زلزلہ جادو نے چاہا کہ زمین غرق زمین ہوکر قلاب ارض کو جنبش دون لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا ناچار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر کمان سحر مین رکھکر حریف کے لگایا اسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک پنجہ فرولی لیے پیدا ہوا اُسنے تیر کو کاٹ دیا اور پھر مجمر نے دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرہ درون پیدا ہوا اور زلزلہ کے آکر لپیٹ گیا اوس نے ہر چند سحر کیے اسکو قتل کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا اور اُسنے مشکین باندھ لین اور زمین مین لیکر غائب ہوگیا یہ حال دیکھکر ملکہ بہار کو تاب نہ رہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا ملکہ مہرخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم نہ جاؤ مگر اُسنے نہ مانا اور سمت میدان روانہ ہوئی بہار عالم اُسپر بلا گردان ہوئی وہ چہرے پر غصہ آیا ہوا پسینہ پیشانی پر نکلا ہوا جوڑا ارغوانی بلگجا ہوا تیوری چڑھی زلف رخپر بکھری ہوئی کعبہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی **نظم**

ناگنی پیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی
اُسکے ابروے مثال نیمچہ ئین چتبک
اُکیل جائے وہین کالا جو ڈسے اُسکی لٹک
زنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی ٹھک
قتل کریگا یہ جوہر نہو شمشیر کے بیچ
آئے غیغب کے خجالت زدہ ہونگی وہ لک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اُس خزان رسیدہ کے پہونچی اُسنے ایک ناریخ اسپر مارا ملکہ نے انگشت حنا آلودہ سے اشارہ کیا کہ ناریخ اُلٹا پھر گیا مجمر نے ناریخ اپنا آپ روکا یعنی زمین مین غرق کردیا اب ملکہ بہار نے ایک گیند اپنے گلدستہ سے توڑکر اسکا سینہ تاک کر مارا اُسنے گیند اسکو توڑتے دیکھکر غور کیا کہ اس گلعذار کے سحر کا توڑ مجھ سے نہو سکیگا نہیں بہت جلد اپنے جوڑے سے ناریل نکال کر افسون دم کرکے اسنے تو گیند مارا اُسنے ناریل مارا گیند تو جا کر اُسپر پڑا اور ناریل اُسپر پڑا نہ یہ اُسکے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ رفع کر سکا برابر سے جو سحر ہوا دونون بیہوش ہوگئے انکے بیہوش ہوتے ہی ایک طرف سے بلبل اُڑتا ہوا آیا اور ایک سمت سے ایک پتلا پیدا ہوا بلبل نے تو پر اپنے روے گلعذار پر بہار پر ملے اور نغمہ سنجی کی کہ اے بی بی بستان سبزہ خفتہ

پائمال ہونے کو تمہارے دشمن ہوئین نرگس کی طرح ہمیشہ بیدار رہو اُٹھو عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ و دداغی غلام اپنا بناؤ ملکہ بہار ان باتون سے اس بلبل شیوا زبان کی برنگ شمیم گل فرش خاک پر سے اُٹھی اور اُدھر اُس پتلے نے پانوں دبا کر مجمر کو ہوشیار کیا جب یہ دونوں سیارزان کینہ خواہ سنبھلکر استادہ ہوئے مجمر کو اپنے بیہوش ہوجانیکا بڑا رنج ہوا اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر ماش لیکر اور افسون اُسپر دم کرکے ملکہ بہار پر بہ جلدی تمام مارے وہ چھراماشون کا ملکہ نے تیرون کی طرح آتے دیکھکر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہوکر جسم کی پناہ ہوگئی مگر وہ ماش آکر لشکر ملکہ بہار و مہرخ مین گرے ہزارہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مرکر گرے بیرون نے غل مچایا شور قیامت خیز بلند ہوا تمام لشکر کی صفون مین تلاطم پڑ گیا ملکہ بہار نے بہت سپرین سحر کی پیدا کرکے اپنے تئین چھپایا مگر بچاؤ نہ ہوا ایک دانہ ماش کا شانہ پر آکر پڑا اُسنے بہت جلد افسون پڑھکر شانہ پر دم کیا کہ جس کے سبب شانہ مین زخم تو نہ پڑا مگر چوٹ بہت لگی اور اُسنے بھی جھلا کر ایک گلدستہ اُٹھا کر افسون تازہ پڑھکر کھینچ مارا مجمر فوراً غائب ہوگیا گلدستہ کی پنکھڑیاں الگ ہوکر اُسکے لشکر مین گرین اور پھول اُن کے بکھر گئے لشکریون نے دوڑکر پھول چُنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار مین از خود رفتہ ہوکر اپنے سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے اب اُدھر بھی غوغائے عظیم برپا ہوا صفوف لشکر تہ و بالا ہوئین بیرون نے شور مچایا جب ملکہ بہار لڑنے نکلی تھی حیرت بیقرار ہوئی کہتی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر بہار بھی مغلوب ہوئی تو یہ ساحر مجمر فخر و افتخار کریگا اب جو ہم نے اُسکی یہ آفت برپا کی وہ نہایت دل مین خوش ہوئی اور مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکہ مسطورہ پشت پر آکر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملکہ پر چھڑک دی ملکہ چرخ کھاکر گری مجمر نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھا لے گیا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے دیکھا تخت پر سے اُڑ کر بیساختہ اسکے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ ارے او دغاباز یہ دھوکے کی لڑائی رہتا ہے وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہین اُسکو تو کام مین لایا اور بہار کو روز بد دکھایا اسکی سند کب تک یہ کہکر بغصہ جھپٹ کر تلوار ماری مگر یہ خیال نہ رہا کہ خاک قبر جمشید اسکے ہاتھ مین ہے چنانچہ جیسے ہی اسنے تلوار ماری اسنے خاک اسپر بھی چھڑکی کہ یہ بھی آپ مین نہ رہی اور بیہوش ہوگئی اور ایسی بیہوش ہوگئی کہ گویا اسکے ہوش مین آنے کی سب کو امید منقطع ہوگئی یہ حال جو فوج نے اسکی دیکھا لینا لینا کہکر چلی مگر اس ساحر نے سحر پڑھا کہ پنجہ آکر اسکو بھی اُٹھا لیگیا اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا دونوں لشکر باہم جنگ آور ہوئے سحر چلنے لگے کلوا بیردن کی پکار رہی گھمسان کی کارزار ہوئی کہین پتھر برسنے لگے کسی جگہ انگارے گرے سانپ پیدا ہوکر ڈسنے لگے لوگون کے چہرے ماش کے دانے پڑنے لگے بوچھار ہوئی العیاذ باللہ آفت عظیم برپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی غیر ساحر شمشیر زن گرتے تھے تلوارین زہر اُگلتی تھین کمانین چلا رہی تھین کہ بہادر ہو گوشۂ نامردی مین منہ نہ چھپانا کب سوفار کی صدا تھی کہ لائق تحسین وزہ کا کام کر جانا دہل اور دمامے شور کرتے تھے علم سربلندی کا نشان بتاتے تھے گرز لاف زنی کرنے کی زبان بتاتے تھے خون کا دریا بہتا تھا لوہا برس رہا تھا

زمین تھراتی تھی گھوڑون کے سمون سے بلند تھے عجب ہنگامہ تھا نظم
آیا عمل مین تیغ سے اُسدم وہ کارزار

دیکھا جیسے نہ ترک فلک نے بروزگار
بے سر ہوئے تھے اتنے ہی سرکش دگر نہال
خاک اُنکی پر ہو تو نہ ثمر لائے شاخسار

لیکن مین تجھسے کیا کہون اے یار اس گھڑی
دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار
تھین کرتیان تلنگونکی مانند لالہ زار

تھا دود سحر ابر سیاہ تگرگ بار
ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو
گھوڑا ادھر جو تڑپے ہے اودھر پڑا سوار

مجمر بدگہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو پائے ہمت استوار کرکے جان دینے پر آمادہ ہے اور چڑھا چلا آتا ہے پس اسنے ایک حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے فوج دشمن پر مارا اُسوقت ایسی صدائے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بسان حباب چرخ دوار دراز ہوکر لشکر مہرخ نکوکار پر محیط ہوا اسدم سب فوج مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہوگئی اور سرپوش کی طرح وہ حباب تمام لشکر مسلمانان پر ڈھک گیا اندر اس حباب کے ہر ایک بیہوش ہوکر گرا وہ شیشہ کا قیدخانہ مثل حصن حصین اُن کے لیے ہوگیا وہ تمام گروہ محلہ خاموشان مین جاکر بسا مردون کی طرح اُس حصار گور تمثال مین بے صدا و ندا ہوکر پڑا ان سبکے گرفتار ہوتے ہی یہ ساحر طبل آسائش بجواکر پھرا اسکے لشکریون نے مال و اسباب وخیام بارگاہ پر جاکر قبضہ کرلیا جو فوج کہ پڑاو کی حفاظت کو معین تھی رو بفرار لائی بازارین لٹ گئین دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک کی زبان پر جاری ناقدردانی چرخ کجمدار سے ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ اے فلک غدار یہ تیری خو ہے سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہے کوئی کہتا تھا کہ اے دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہے تو پھر پرورش کیون کرتا ہے کوئی بھی اپنے پالے ہوے کو مارتا ہے کسی کی زبان پر تھا کہ اگر تجکو دشمنی کرنا ہے تو برائے چند روز یاری کرنا کیا ضرور ہے اے دون ہمت جفاکاری ہی تیرا دستور ہے کہ نظم

روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلانے سے
اجزائے کار رند ہی عالم کا اسکے ہاتھ
جز چشم عاشقان کہ ہین جاری بااتصال

ہے سرنگون ازل سے یہ اُنکا سفال
یعنے کہ بعد مرگ بھی آرام ہے محال
ایک تن نوالہ خوار ہو اس سے تا ابد

سو پروے مین رکھے ہوے گل کو یہ بے تمیز
اٹھائے نقاب روے حیا کی یہ بدخصال

اس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان کیا جائے یہان تو سب اسیر سرپنجہ تقدیر مین مگر مجمر بے پیر شادان و فرحان جنگاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ حیرت نے بھی داخلہ بارگاہ مین اپنی فرمایا لشکر لاکھ ساحرون کا گرد اس حباب سحر کے برائے نگہبانی لشکر مہرخ مقرر کیا باقی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ہر سمت اُٹھا گم ہے ہر شخص شاد و خرم ہی جابجا اسباب عشرت و کامرانی مہیا تھا بادہ خواری کا چرچا تھا ملکہ حیرت نے عرضی اس فتح کی بادشاہ طلسم کو لکھکر طائر سحر کو دیکر روانہ کی اور آپ بصد مسرت بیٹھی ادھر مجمر نے اپنی بارگاہ مین آکر سحر پڑھا کہ پنجہ جو مہرخ و بہار کو لے گئے تھے وہ اُنکو لیکر حاضر ہوے اُسنے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استادہ کراکر انکو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحرون کا پہرا مقرر کیا غرض جب سب انتظام کرچکا بارگاہ ملکہ حیرت مین گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ مین حباب فلک کی قید سے چھوٹکر شاہ خاور جانب ملک مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرا چرخ پر مقرر ہوا کہ بمقتضائے ابیات

سر شب کیا شفق شعلہ فشان ہے
کہین سرخ آگ سے بھی آسمان ہے
اٹھا ہے آب گل خورشید کا زرہ

چمک دکھلاتے ہین شب کے اختر | شام کو ساحر نافرجام اپنی بارگاہ مین پھر آرام آیا فی الجملہ یہ تو نہایت درجہ
خوشنود ہی مگر قضا سر پر موجود ہے وہ یہ کہ برق جو دو روز سے اسکے قتل کی فکر مین سرگردان تھا آج اپنے
لشکر کی بربادی دیکھکر مصروف نالہ و فغان رہا آخر وہ ساحر جو دو نفر اڑا لائے تھے انھین سے کئی جادوگرنیون کو روکا
کہ کہان بھاگی جاتی ہو آؤ میرے ساتھ چلو کہ مین اس ساحر نابکار کو واصل بدار البوار کرون وہ بموجب اسکے فرمانیکے ہمراہ
ہوئین یہ ان سب کو درہ کوہ مین لایا اور کہا تم صورت اپنی بزور سحر تبدیل کرو انھون نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا اسنے
ایک کو انھین سے حکم دیا کہ لشکر مجمر مین جاکر اُس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شاہ طلسم نور افشان تشریف
لائی ہین اور تمسے ملنا چاہتی ہین ساحرہ بموجب حکم اسکے لشکر مجمر مین آئی وہ اپنی بارگاہ مین تھا کہ ساحرہ نے سامنے
آکر سلام کیا اور پیام آنے بران کا دیا یہ بہت خوشنود ہوا اور خود بہر پیشوائی چلا دامن کوہ مین جب آیا یہان
برق بعد پیام بھیجنے کے صورت اپنی بران کی ایسی بناکر زیور و لباس سے آراستہ ہوکر امداد جادوگرنیون کو مثل
کنیزون بنے تیار کرکے ٹھہرا ہوا تھا اسنے وہان پہونچکر اصل مین دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشان کی بہزار ناز و
انداز استادہ ہے صحن اتمام اس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہی مانگ اُسکی موتیون سے بھری ہی تارون بھری رات نظر
آتی ہی زلف شبگون قریب دہن تنگ آکر لہراتی ہی یا سکندر کنارہ چشمہ حیات کے آیا ہی یا ابر سیاہ گلستان پر چھایا ہی
آنچل بلیو کا دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا ہوا ہی یا تیغے کنیزین سنبھالے ہین قامت زیبا سرو و شمشاد کو خجلت سے پانگل
بناتا ہی سینہ کا ابھار سیب کو آسیب پہونچاتا ہی کہ بیت ز گلگشت چمن بیرون چو آن سرو خرامان شد ہا کشادہ
بال قمری سرو را چاک گریبان شد یہ حال ملکہ ماہ تمثال کا دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہوا اور تسلیم کرکے قریب آیا
ملکہ نے فرمایا مقدمہ صحرا کا ہی یہان ٹھہرنا اچھا نہین کوئی میرے باپ سے خبر کردیگا تو برا ہوگا آؤ ہم تم کسی مقام
تنہا مین چلکر بیٹھین یہ کلمہ سنتا تھا کہ یقین اسکو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہوا اور عجب نہ تھا کہ شادی مرگ ہوجائے پس
دست بستہ عرض کی کہ اے ملکہ آفاق میری بارگاہ مین تشریف لیچلیے اور آرام فرمائیے ملکہ نے کہا اچھا پھر لیچلو راہ کس کی
دیکھتے ہو اسنے فوراً تخت سحر تیار کرکے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزون سے فرمایا کہ تم اسی جگہ درہ کوہ مین رہو دو باتین
کرکے ابھی آتی ہون کنیزین سب ٹھہرین اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی مجمر کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ مجھپر فریفتہ ہی جب تو اسنے
کنیزون سے بھی کنارہ کیا الغرض دونون تخت پر سوار باتین کرتے بارگاہ مین آئے ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام
ملازمون کو بارگاہ سے باہر کردیا تخلیہ کرکے مسند جواہر کار پر ملکہ کو بٹھایا آپ پائین مسند پر بیٹھکر نظارۂ
جمال عدیم المثال کرنے لگا اس عیار نے صورت ملکۂ بران کی بناکر اس ساحر کو پاس اپنے اسلیئے بلایا کہ ساحر مذکور
نے سحر کیا تھا کہ عیار راہ بھول جاتا تھا پس اُسنے اُسکو طلب کرکے اُسکے ساتھ ہوکر اسکی بارگاہ مین داخلہ کیا جو مانع
تھا وہی رہبر ہوا مثل مشہور ہی کہ خود کردہ را درمان چیست۔ اگر عیار اپنے پاؤن سے چلکر آتا تو راہ بھول جاتا کیونکہ
یہی سحر اُسکا تھا کہ جو عیار آپ آئے راہ بھول جائے یہ سحر نہ تھا کہ مین خود لیکر آؤن تو راہ فراموش کرون۔ فی الجملہ اب
جو بران نقلی مسند ناز پر بصد انداز جلوہ فرما ہوئی لب شکر بار اسطرح کھولے ہنگام تکلم موتی رولے کہ اے مجمر مین اپنے باپ سے

سخت عاجز ہون نہ تو وہ میری شادی کہین کرتا ہے نہ وہ بڈھا مرجاتا ہے اکثر شاہان طلسمات نے پیام بھیجے لیکن اُسنے منظور نہ کیے اب یہ نیا گل پھولا ہی کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہے افراسیاب جادو ایسے بادشاہ زبردست سے لڑنیکا دعوی کیا ہے اب میرا ارادہ ہے کہ اپنے بھائی جمشید بن کوکب کو شریک کرکے اسکو گرفتار کرلون اے مجرم تم مجھکو بادشاہ جادوان سے ملوا دو وہ بادشاہ عالیجاہ جسکے ساتھ چاہے میری شادی کردے اور میرے یہ شایان نہین ہی کہ مین بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کیے آپ کسی کو تر لون اور چھنال مشہور ہوں میری شادی مین کرورون روپیہ صرف ہونگے جب ہوگی مجرم نے یہ باتین سُنکر قدم پر اُس سراپا ناز کے سر اپنا رکھدیا اور کہا اے گل بوستان رعنائی وزیبائی مین تیرے سب کام درست کرونگا لیکن مجھی کو اپنی غلامی مین قبول کرنا اور مین بھی قلعہ ظلمات کا حاکم ہون علم سحر مین بہت بڑا عالم ہون شاہان طلسمات سے مجکو بھی بادشاہ کہتے ہین جبسے مین نے آپکا دیدار دیکھا ہے دل مضطر سے صبر وقرار جاتا رہا ہی جینا دشوار ہوا ہے اگر تجکو نہ پاؤنگا مرجاؤنگا

نظم

یان چاک ہے سینہ بھی جگر بھی
کس دن کے لیے پھر آشنائی
پھر تم ہوے جو ملول تو کیا
کیا ہمکو اگر بہائے آنسو

کچھ اسکی نہیں تمھیں خبر بھی
دو روز ہے سب یہ زیست کا لطف
تربت پہ چڑھائے پھول تو کیا

ہونٹون پہ ہے اب تو جان آئی
سمجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
کیا ہمکو کھلے جو غم مین گیسو

ملکہ نے یہ کلام سُنکر مسکرادیا اور سر اُسکا ٹھوکر سے سرکا دیا جب اُسنے سر اٹھایا ملکہ نے انگوٹھا دکھایا اور کہا کیا خوب مردوے حواس مین آ اپنا عشق کسی اور سے جتا لو لوور دیکھو جو مجلے کی خوبی میر یہان ایسے ایسے نفرے ہزارون پڑے ہین کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہین لو صاحب مین انکے پاس شاہ جادوان سے ملنے کیا آئی کہ الٹی رہی تیرے قربان اس سمجھ کے ع ببین عقل ودانش بباید گریست جو کیا میرے دشمنون کی شامت ہے جو مین ایسون کے گرونگی شاہان جہان اُڑ گئے ہین جو مین ایک قلعہ دار کی جورو ہونگی کیا اپنے ملازمون سے بادشاہ تخلیہ مین مشورہ نہین فرماتے ہین پھر کیا وہ ملازم اُنکی عصمت کے خواہان ہوجاتے ہین فین آپ کیا شہنشاہ ساحران کے پاس نہین جاسکتی ہون جو تمکو خصم بناکر جاؤن مجکو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ سے خود ایکبار مین لڑ چکی ہون بغیر وسیلہ سامنا نکرون اسلیے تمکو راز دار بنایا تمنے منھ چومتے ہی گال کاٹ کیا کہون اگر میرے طلسم کا کوئی ناظم ایسے کلام کرتا تو سخت سزا دیتی اور اب بھی مین شاہ جادوان سے جاکر یہ سب ماجرا بیان کرونگی اور یہ تو جانے ہے دیکھ تو تیرا حال کیا کراتی ہون یہ کہکر اُٹھی کہ لے اب مین جاتی ہون اس غصہ کو دیکھکر مجرم بدحواس ہوگیا کہ بڑا غضب ہوا اگر اُسنے شاہ طلسم سے جاکر یہ حال کہا تو وہ زندہ نچھوڑیگا اسلیے کہ کوکب اسکا بیر بھائی ہے اسکو وہ اپنی بھتیجی جانتا ہے دوسرے یہ کہ جب اسکے اور بادشاہ سے صفائی ہوگئی تو لڑائی کا بھی دباؤ جاتا رہا اور لڑ نیوالونکی بھی قدر نہ رہیگی تیری بہت بُری حالت ہوگی تونے بڑا ستم کیا کہ ایکا ایک سوال وصل کر بیٹھا یہ سوچکر اُٹھا اور ملکہ کے پاؤن پر گر کر گویا ہوا کہ اے شہزادی میرا قصور معاف فرما اور ایک لحظہ یہان اور ٹھہر جا میری کیا مجال ہے جو نگاہ بد سے دیکھون اپنے دکر شادی کا کیا پھر شادی کا پیام غریب امیر کے یہان دیتے تو کچھ گناہ نہین یہ کہکر رونے لگا ملکہ نے اسکے

آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کیے اور ہنسکر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موے عورتون کی طرح ٹسوے نہ گھلا جا میرے لیے شراب لا ان اداؤن سے پھر اسکو دلیری ہوئی اور دل سے کہا یہ ناز معشوقانہ ہے تو گھبرا نہین اگر بخت رسا ہے تو قریب ہے وصل جانانہ ہے پس خوشی خوشی کشتی شراب کی سامنے لایا اس عیار نے اُنکو ایسا کچھ بہلایا کہ مطلق اُسکو خیال عیار کا نہ آیا اور وقت عجب طرح کا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی مین چاندنی کا بچھا تھا جنگل مین پھول طرح طرح کے کھلے تھے گٹورے پھولون کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے ہواے سرو کے جھونکے آرہے تھے ہواے محبت بڑھ رہے تھے معشوقہ حور رخ گھر مین مہمان فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزے کا دور طرز انجمن کچھ اور ایک نشۂ محبت سے چور دوسرا بادۂ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ لیلی دوسرے کی نظر حسرت بھری وہ یاس سے جانب روے زیبا دیکھتا یہ حال تھا کہ نظم

کھلین آنکھیں تو دیکھا اُک گلستان
بری پیکر تھی معشوقہ گل اندام
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کر
یہ گرمی کس سے سیکھے ہو بتاؤ

بڑی پہلو مین ہر صورت کے سامان
کبھی پہلو مین تھی گاہے بآغوش
کبھی مل بیٹھنا ہنس کر برابر
کہان تم اور کہان یہ نام میرا

چراغ و شمع ساقی شیشہ و جام
نئی شوخی کی گھاتین تھین نئے جوش
کبھی کہنا اجی اپنی خبر لو
مگر شامت نے ہے کچھ تم کو گھیرا

اسی ہنگامۂ راز و نیاز مین ملکہ نے جام شراب ارغوانی سے لبریز کیا اور گھبرا کر کہا دیکھو اُدھر سے کوئی جھانکتا ہے مجمر نے اسکے کہنے سے اس طرف دیکھا اُسنے شراب مین بیہوشی ملائی اور گردن مین اسکے دست نازک حمائل کرکے کہا اے کمبخت میرا ابھی دل تجھپر آگیا ہے تیری منتون نے ناچار کیا ہے لے یہ بادۂ محبت ہے اسکو پی یہ ادامے دلفریب اُس سفاک کی دیکھکر مجمر تو یقین تھا کہ شادی مرگ ہوجائے بے تامل وہ جام لے کر پی گیا اب بیٹھیک ساجی گیا یہان تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہان سے ملکہ حیرت کی بارگاہ مین گیا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ آج تو ہمارے افسر پاس ملکہ بران آئی ہین اور بڑی دیر سے بارگاہ مین تخلیہ ہے نہین معلوم کیا مشورہ ہو رہا ہے یہ خبر سنناتھی کہ ملکہ مذکور پریشان ہوئی اور جلد صرصر عیارہ کو طلب کرکے حکم دیا کہ جا دیکھ تو مجمر کے پاس بران کیسی آئی ہے اگر کوئی عیار ہے تو مجمر کو شر سے اسکے بچا اگر اصل مین بران ہے تو اسکا خیال کرنا کہ ایسا نہو مجمر اُس سے ساز کرکے شریک مسلمانان نہ ہوجائے صرصر یہ حکم سنکر بعجلت تمامتر روانہ ہوئی اور دربار گاہ مجمر پر پہونچی یہان برق عیار نے بعد پلانے جام شراب کے ناز کرکے اُس سے کہا تھا کہ لو اب ہم جاتے ہین وہ اُسکو روکنے کے لیے اُٹھا تھا اُٹھتے ہی بیہوش ہوگیا تھا عیار مسطور نے خنجر بران نکال کر نیام سے گردن پر مارا تھا لیکن خنجر اُچٹ گیا اور خط بھی نہ پڑا اُسوقت تو اُسنے کمند کی پھانسی گردن مین اسکی دیکر چاہا کہ کس دون مگر گردن ایسی کرخت تھی کہ پھانسی بھی نہ تنگ سکی اس عرصہ مین صرصر اندر بارگاہ کے آئی برق اسکے پاؤن کی آہٹ سُنکر سمجھا کہ کوئی آتا ہے پس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت برباد گئی پس اُسی گھبراہٹ مین کہ نہ مہلت سیسہ گرم کرکے پلانے کی ملی نہ تپشارہ لے جانے کا قابو پایا اس اثنا مین صرصر نے جلوخانہ بارگاہ طے کرکے اندر قدم رکھا اسنے بچالاکی تمام سنسی سے منہ مجمر کا کھولکر زبان اُسکی باہر نکالی اور از بسکہ سارا بدن اسکا سحر بند تھا

مگر زبان روئین تنی سے خارج تھی کیونکہ وہ سخت ہوتی تو کلام کرنا اور کھانا کھانا دشوار تھا لبس زبان اسکی اسنے
کاٹ لی اسوقت صرصر بھی قریب آکر کہہ رہی تھی ارے موئے کیا کرتا ہے دیکھ مین آپہونچی اور خنجر کھینچ کر دوڑی لیکن
اُسنے کچھ ساعت نہ کی زبان کا ٹکڑا بھاگا یہ کہتا ہوا کہ تسانی مستانی مین ایکدن اسی طرح تیرے پانون کاٹ ڈالونگا
کہ تو ہر جگہ آکر خلل انداز ہوتی ہے یہ کہہ کر سراچہ فرار کر بھاگا صرصر نے مجمر کو اُٹھایا اور ہوشیار کیا اب جو وہ ہوشیار ہوا
منہ سے لہو بہتا تمام گریبان تا بدامن خون سے بھرا منہ سے بولا نہین جاتا کرتا ولرلو کرتا تھا صرصر دلمین اپنے بہت
ہنسی کہ موئے یہ شاگرد عمرو کے بڑے بلا کے ہین جب اُسکا کچھ بس نہ چلا تو زبان ہی کاٹ لے گیا غرضکہ یہ اسکو چھوڑ کر
باہر بارگاہ کے نکلی اور ملازمون کو مجمر کے پکارا جب وہ آئے تو کہا موو تم ایسے غافل ہوگئے کہ عیار تمھارے میان کی
زبان کاٹ لے گیا ملازم اندر بارگاہ کے آکر چارہ ساز ہوئے لیکن مجمر بہت خون پی گیا تھا زبان جڑ سے کٹ گئی تھی
ہٹر و ہٹر کچھ بک کر بعد تھوڑی دیر کے مرگیا العیاذ باللہ شور مرنے سے اُسکے بلند ہوا آفت دنیا مین آئی بیرون نے طراغل
مچایا زمانہ تاریک ہوگیا حیرت گھبراکر اسکی بارگاہ کی طرف دوڑی اس عرصہ مین صرصر نے آکر سب حقیقت
سنائی ملکہ کو بڑا رنج ہوا لیکن سوائے صبر کے کیا چارہ تھا ناچار با خاطر ملول و چشم اشکبار اپنی بارگاہ کی طرف پھری لیکن
مرنے سے مجمر کے مہرخ و بہار جو خیمہ مین قریب بارگاہ مجمر قید تھین چھوٹ گئین اور وہ حباب شیشہ کا لشکر
اسلامیان پر سے دفع ہوا لبس ان شیرون کا زنجیر قید و صخرہ اسیری سے چھوٹنا تھا کہ یہ سب تشنۂ خون و گرسنہ جان حریف
روباہ سیرت و بزدل ہین لبسان ضیغم و پلنگ غضبناک حربہ سحر کے پکڑ کر لشکر مجمر پہ جا پڑے ہزارہا بجلیان سحر کی چمک کر
ایکبار گرین خیام و بارگاہ مین آگ لگی اسوقت بدحواسی اہل لشکر کی کیا تحریر ہو بیفکری سے بستر خواب پر پا دراز کیے
ہوئے تھے مطلق سر جانیکا خیال نہ تھا یا اب یہ آفت یکایک آئی لبس گھبرا گھبرا کر جو اُٹھے کوئی تو لشکر حیرت پر جا پڑا
کوئی اہل اسلام کی جانب آکر طعمۂ نہنگ شمشیر ہوا کوئی اپنی پرچھائین سے گریزان تھا مگر خوف سے کہ دشمن پیچھا ہی
نہین چھوڑتا کچھ دور بھاگ کر گر پڑا تھا کوئی آپس مین لڑنے لگا تھا کوئی ناریل منتر پڑھکر اپنے ساتھیون پر لگاتا کلوا
بھیرون پکارتا بھاگا جاتا جو سحر نہین جانتے تھے وہ ترکش مین تلوار اور نیام مین تیر کو ڈھونڈھتے تھے زیر جامہ کو گلے مین
امد جامہ کو پانون مین پہنتے تھے لشکر جو گرد حباب سحر برائے حفاظت لاکھ ساحرون کا اُترا ہوا تھا وہ مسلح تھا اور ان
بیخبرون سے ہوشیار وہ لڑنے لگا سحر کی مار ہونے لگی ماش کے دانہ آگ دھتورے کے پھل مسان کی خاک کھاکے
چاک پر کی مٹی مرچون کے ہار چلنے لگے لڑنے والے جلنے لگے اس عرصہ مین وہ ساحر جنکو زنگی زمین سے ظاہر ہوکر لیجاتا
تھا وہ بھی آکر شریک رزم ہوئے کیونکہ زنگی پتلے سحر کے تھے وہ مرگ مجمر سے غائب ہوگئے اور ان قیدیون نے دیکھا
کہ ہم ایک میدان مین کھڑے ہین غرضکہ یہ بھی جب آکر لڑنے لگے مشکین مو نے ستارہ زلف سے گرا کر ستارہ بخت
عدو کو حضیض نکبت مین پہونچایا لرزان و زلزلہ نے کوہ و دشت مین زلزلہ ڈالدیا عدو کو جگر دیکر نشیب عدم دکھادیا
ساحر تو اس طرح بھڑے ہوئے تھے لیکن مبارزان شمشیر زن بنے خنجر و تیغ سحران کی زمین پر لاشون کی صفین لمبان فرش بچھادی تھین
نئی انجمن ترتیب ہوئی تھی کہ سر لوٹتے تھے رقص بسمل کا تماشا تھا اس طرح شمشیر تیز دم نے جمع سر و تن اعضائے بدن

مین فرق ڈالا تھا کہ حواس خمسہ بھی منتشر بغیر لڑے ہوئے جاتے تھے اربع عناصر مثل طائران دشت قفس تن سے اُڑنا چاہتے تھے اجزا موالید ثلاثہ آتش شمشیر نے منجمد نہ رکھے تھے جانین اس طرح مطیع تیغ تھین کہ بہ رنگ خادمان اشارہ پر خانۂ تن سے نکلکر دوڑتی تھین وجود انسان کا نام عدم تھا روح یون جاتی تھی جیسے کسی معشوق پر جان جاتی ہے قضا اس طرح آتی تھی جیسے کسی محبوب پر دل آتا ہے قوت بازوے دلیران پر مبارز دہر تعریف کرتا تھا جدھر سینے لوہے کی جھنکار تھی تیر دلدوز کی مثل قطرات باران بوچھار تھی مہرخ اور بہار کی مدح مین ترک فلک یون ثنا خوان تھا کہ

نظم

کہ جسکی تیر کی ہیبت سے آسمان نے کبھو
ترے عدو کو ہر ایک سے شوق ہے اتنا

ترے کمال کے آگے حریف روز نبرد
بغیر خم کیے پشت اپنی سر اُٹھا نہ چلا
گرا سکے بعد مصور جو کھینچے اسکی شبیہ

کہان سے لائے یہ طاقت جو ہوسکے سیدھا
شہا عجب ہے وہ شمشیر جسکی صولت سے
تو روح اسکی پکارے کہ پہلے پانون بنا

اسی طرح یہ سب لڑتے ہوئے کنارہ لشکر کے جب پہونچے وہان بھی تہلکۂ عظیم برپا تھا جو مشعلین اور رن مہتابین بھک رہی تھین ملکہ حیرت تخت پر سوار فوج کو روکے استادہ تھی لشکریان اسلام ہزارون کو قتل کر کے اس لشکر کے کنارہ سے پھرے اس لیے کہ حیرت سے تو مقابلہ ہی ہے پھر اور کسی دن سمجھ لیا جائیگا فوج مجمر کی نالان و گریان جانب دریا بے خون روان گئی اسی گیر و دار مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا تھا کہ زال دنیا نے جلی کٹی کرنے کو زبان شعلہ ریز آفتاب دہان مشرق سے نکالی اور خنجر عیار سحر نے ظلمت شب مثل زبان مجمر کاٹ ڈالی

نظم

کہ جب اُٹھا زمین سے دامن شب | ہوئے نظرون سے پنہان جیسے کوکب | سحر کا نور مثل ابر برسا
جھکے طاعت مین ہر سو گبر و ترسا

ہنگام سحر حیرت نے عرضی اس شکست کی بادشاہ کو لکھی اور طائر سحر کو دیکر روانہ کی بادشاہ خیمہ بصنعت سے اپنے وعدہ کے بموجب کہ مین لشکر امیر کو غارت کرنے کے لیے کسی ساحر کو بھیجون گا جانب کوہ نیلم جا چکا تھا طائر اُسی سمت عرضی لیکر چلا اس لیے کہ راستہ طلسم کا قبضہ مین حریف کے نہین ہے جہان چاہین ساحر ملازم شاہ اپنا سحر بھیجین کوئی روکنے والا نہین فی الجملہ حیرت تو عرضی بھیجکر رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین بیٹھی اور ملکہ مہرخ اپنا لشکر ٹھہرا کر ہمراہ لیے پڑاو پر اپنے آئی خیام و بارگاہ جو لٹ گئے تھے اُنکا سامان از سر نو کیا ڈھنڈھورا امان کا پٹوا دیا اور سپاہ فراری آ آ کر آباد ہوئی بازارین لشکر کی کھلین رونق تازہ ہوئی خرمی بے اندازہ ہوئی سرداران عالی تبار دربار مین آئے برق بھی آیا ملکہ مہرخ نے بہت بھاری خلعت عطا کیا سب سردار اس کے زبان کاٹنے کا حال سنکر بہت ہنسے اور تعریف عیاری کرنے کی فرمائی پھر شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا جشن اسوجہ سے نہین کیا کہ خواجہ برج غضب مین قید ہین اب انکو تو بعیش اس مقام پر رکھیے مگر تتمہ حال افراسیاب بدخصال اور داخل ہونا چالاک بن عمرو کا طلسم مین سُنیے

داخل ہونا چالاک سفاک کا طلسم ہوشربا مین اور عیاریان نادرہ کار و عجائب روزگار افراسیاب پر کرنا پھر آنا لشکر مہرخ مین لمؤلفہ

ارے ساقی ترے شیشے مین کیا ہی
بیان نیرنگیون کا تا فزا دے
اُسی مینا سے ساقی دل ہو مفتون
لکھون نیرنگ بازی کے مضامین
زبان اُس مے سے میری ساقیا دھو
مرے کیف بیان سے سب ہون بیہوش
کرون عیاریان مین محتسب سے
زبان وقت بیان ہو مثل خنجر
سرور افزا ہو کچھ ایسا فسانہ
تو رنگین ہو ابھی سادی عبارت
جبین شانہ کش گیسوئے تحریر

یہ میری آرزو کا خون بھرا ہے
سحاب آرزو اُمڈا ہوا ہے
جو ہے ہمصورت مینائے گردون
صفا جس مے مین گوہر سی ہو وہ دے
حباب بہشتی ہر دائرہ ہو
ذرا زاہد کو دھوکا دون مین جا کر
بھلا دون جادۂ تقوی کے دھڑے
مسلسل ایسی ہو تحریر مرغوب
کہ جس سے ہوش کھوئے اک زمانہ
بدل جائے جگا پھر شکل مضامین
معطر ساختہ این زلف تقریر

خدا را جام رنگین اک پلا دے
بہت کچھ جوش پر طبع رسا ہے
اُسی شیشہ سے بھر اک جام رنگین
کہ تا مین سلک قلم موتی پرو دے
طبیعت کو مری مستی کا ہو جوش
ہنسون اُس میکدے مین اُسکو آکر
کٹین حاسد کے دل تیر بیان پر
گرہ ہو جیسے کمند زلف محبوب کی
جو بدلون مثل عیارونکے صورت
نئی صورت سے کر قصہ کی تزئین
ہنگامہ پردازان معارک عیاری

وعربدہ جویان ہنگامہ زبان آوری ومکاری قتالان سیاہ مضامین بیہودہ خیالی وباطل کنندگان نقش طلسم غلط کاری ساحران طلسمات ہرزہ گوئی کو شمشیر خامہ حسد نویس سے اس طرح نقل کرتے ہین اور طلسم قرطاس مین بدکتیاری لوح میدان قلم عیاران شوخ طبع یون قدم دھرتے ہین کہ جب افراسیاب سیر جمہر کو بہر جنگ مہرخ نامور روانہ کر چکا تو آپ بزور سحر اُڑ کر بتعجیل تمام کوہ نیلم پر آیا سابق مین مذکور ہوا ہے کہ یہ بادشاہ ہے طلسم مین ہر جگہ بہت جلد پہونچتا ہے پہلے یہ تلاش طلسم کشا مین قلعہ ہائے طلسم پر ٹھہرتا ہوا آیا تھا اسوجہ سے عرصہ مین پہونچا الحاصل جب یہ کوہ مسطور پر آیا نیلم جادو وہان کا حاکم پھر حاضر ہوا شرائط خدمتگذاری بجالایا بادشاہ کے لیے فرش بچھوایا انجمن عشرت ترتیب دی بادشاہ نے بدستور اول دوربین سحر کی طلب کر کے جانب کوہ عقیق نظر کی لشکر امیر باتوقیر کو بڑے کر و فر سے اُترتے دیکھا چنانچہ بارہا اس لشکر کا اوج مراتب لکھا گیا ہے فی الجملہ اُدھر سے نگاہ پھیر کر لشکر ضلالت اثر لقا بدگہر کی طرف دیکھا تو اس فوج شقاوت موج کو بہت پریشان و مضطر پایا خیمے ہر بار شبخون مین جو کٹے اور جلے ہین تو مثل خاطر شکستہ شکستہ حال نظر آتے ہین مردمان سپاہ وابستہ ملال پائے جاتے ہین بارگاہین مثل مردمان مفلس کے بے ستون ہین بازاریونکے دل رنج سے خون ہین اصطبل بادشاہی طویلۂ خر سے بدتر ہے فراخی کا نام نہین تنگی سراسر ہے مطبخ سلطانی مین لخت جگر کی ہر روز نہاری ہے خلاصہ یہ کہ جان ہر ایک کو بھاری ہے یہ حال پُرملال لشکر کا اپنے خداوند کے دیکھ کر اُسکو بڑا صدمہ ہوا اور وہ آہ سرد دل پُردرد سے کھینچکر نیلم سے کہا آجکل کچھ معلوم ہے کہ خداوند لقا کس فکر مین بیٹھے ہین اُسنے عرض کیا کہ اخبار میرے ملک مین بھی کوہ عقیق سے آتا ہے اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند بہت پریشان و مضطر ہین جنون مجنون بلا جادو وغیرہ سب رفیق مارے گئے اب فقط صیاد جادو باقی ہے کہ خداوند عاجز ہو کر عرش اعلی پر چلے جائین یہ کیفیت جب بادشاہ نے سنی دو دیو جو لیکر آئے تھے انکو

تو مع دو رہن رخصت کر دیا اور نیلم سے کہا مین سخت حیران ہون کہ کس شخص کو برائے اجانت خداوند بھیجون جو کوئی جاتا ہے عیار اُسکو مار ڈالتے ہین نیلم نے عرض کیا کہ اگر میرے کہنے سے حضور شیشہ وار جادو کو روانہ فرمائیے بادشاہ نے کہا اُسکو مین نے اور کام کو رکھا ہے نیلم نے عرض کیا کہ حضور یا لک حجرہ ہائے ہفت بلا ہین اگر ایک تحفہ طلسمی بھیجا ہی سہی کچھ ملازمان عالی کا ہرج اُسکے ہونے سے نہ ہوگا شاہ جادوان اسکی فہمائش سے کچھ سوچا پھر اُٹھا کر اچھا جا کر تمکو بھیجتا ہون نیلم نے کہا یہ غلام بھی ساتھ چلتا ہے کس لیے کہ راہ مین تاریکی ملیگی جناب عالی پریشان ہونگے یہ کہکر دستک سحر کی دیتی دو اژدہے شعلہ آتشین چھوڑتے ہوے زمین سے نکلے کا کھرے اُنپر کھینچے تھے پس ایک اژدہے پر بادشاہ دوسرے پر نیلم سوار ہوے اور وہ اُڑ کر روانہ ہوے بعد کچھ دیر کے ایک بیابان آتشناک مین آکر اُترے یہ دونون اژدرون کی پیٹھ سے زمین پر آئے اور ایک سمت روانہ ہوے جنگل وہ نہ تھا دل عاشق تھا کہ جسمین سے دود آتشین نکلتا ہے اور سوز عشق رہتا ہے جب ہوا چلتی تھی سموم وزان تھی کسی دل جلے کے نفس گرم کا پتا دیتی تھی جو کوئی درخت اُس صحرا مین تھا وہ تمازت مہر اور حرارت سے دھوپ کی زرد و ستکل بیمار تھا بعض نخل آتشبار تھا ہمسر چنار تھا جو کوئی شاخ پھولی ہوئی تھی وہ آتشبازی کی پھلجھڑی تھی جہان کہین کوئی چشمہ تھا وہ بخارات فاسدہ زمین سے نزلہ چار کا پانی نظر آتا تھا لب جو بہار مین فرط گرما سے حبابون کے چھالے تھے سینہ ماہی مین فلسون کے بنجانے تھے فلک سے جگہ شیشہ آتشی تھا زمین گرم پر گلخن کا گمان ہوتا قدم رکھنے سے وہان جن بھی بیجان ہوتا سایہ ہر شے کا دھوپ کھا کر کالا تھا خار دار درختون سے یہ ظاہر کہ پیاس کے مارے زمین کو کانٹا لگا تھا ہر فلک نے بھی پیچھے سے منھ چھپانے کا عزم کیا تھا بلکہ دنیا کی طرف سے منھ پھیر لیا تھا اور علاوہ اس گرمی کے صحرا ہول خیز تھا نہایت وحشت انگیز تھا چھائے پان مغل مرد مفلس پریشان سر جھاڑ منھ پہاڑ تھین میدان جنگل کا برنگ کف دست تہیدستان بے نخل برگ بار درخت ہر ایک سوکھا ہوا چٹیل میدان کوسون تک کا کہ بموجب

نظم

عجب وہ موضع خوف و خطرناک	نظر آیا عجب صحرا لق و دق	کہ دیکھے سے جگر ہو شیر کا شق
نہ جائے جن کی اُس سمت آواز	دیا آنکھوں دکھائی زیر افلاک	کرے بوم اُس طرف منھ گر نہ پرواز
نہ دیکھا ہو کسی نے جو عجائب	کسی روئیدگی سے تھے نہ واں تاک	ہزاروں طرح کے اُس جگہ بلیات
کبھی ہنسنے کبھی رونے کی آواز	نظر آئین وہ حالات عجائب	لگے واں سوز تھا اور گاہ واں ساز

یہ دونون اُس دشت کو طے کر گئے کنارہ پر آکے پہونچے وہان ایک غار تیرہ و تار نظر آیا اندر غار کے صدہا بنبان ماران سیاہ کی بنی تھین اور گرد اس غار کے بھی بہت سی بنی تھین اندر غار کے سانپ جو پھنکارتے تھے تو آتشین شعلہ چمک جاتے تھے فشافش کی صدا آتی تھی جب وہ مار پھن مارتے تھے تاریکی اندر اُسکے ایسی تھی جیسے دوات مین سیاہی بھری تھی اُس اندھیرے مین دم بدم بلائین منھ نکالتی تھین اگر جن بھی وہان آجائے تو اپنا سایہ اُسپر ڈالتی تھین شاہ جادوان نے سر غار پر ٹھہر کر نیلم سے فرمایا کہ روشنی کرو اُسنے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ غار چاند سا بنگیا یعنی ایک چاند ساطع الانوار ہو کر بلند ہوا اور اسطرح لامع تھا کہ تمام غار اور جنگل روشنی سے معمور تھا تا ثیر اُس ماہتاب سحر کے طالع ہونے سے یہ پیدا ہو گئی کہ مار وغیرہ جملہ بلیات غائب ہو گئین بادشاہ بیچ اندر اُس

غار کے اپنے تئین گرایا اور غلطان و پیچان چلا پیچھے بادشاہ کے نیلم بھی غار مین کودا غرض یہ دونون حد نشیب پر جب پہونچے زمین پر قرار لیا اب جو دیکھا صحراے سبزہ زار ہے گلہاے بوقلمون کی بہار ہے یہ دونون سیر کنان آگے بڑھے تو ایک باغ پر بہار سراپا لالہ زار نظر آیا بادشاہ اندر باغ کے قدم زن ہوا دیکھا کہ باد بہاری نشہ مین متوالی ہے جھومتی نشۂ عشرت سے ہر ایک ڈالی ہے گھٹا سر باغ پر چھائی ہے گویا پری دوش ہوا پر آئی ہے تاک انگور مستی مین بھری ہے مثل دانۂ گوہر چمکتی ہے گل ہر ایک پروردۂ مہد ناز دایۂ ابر بہار ہے نوجوانان گلشن پر عجب کا نکھار ہے جام چشم نرگس

نظم

شراب تازگی سے سرشار ہے
کھلے ذاودی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاے ہے کچھ چشم نرگس
زبس دیتی ہے باد تند جاروب
بچھی ہے اس جگہ قالین خوش کا

زبس باد بہاری مین نشا ہے
تو کف لاے ہین مستی سے دہن مین
قبا گل پھاڑتے ہین ہوکے سرشار
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

پڑا کیا بیخبر تاک اینڈتا ہے
اٹھا سکتی نہین سر ہے یہ بیجس
رہی لیٹی ہوئی سوسن کی دستار
پڑا ہے خبس روش پر عکس گلزار

بادشاہ طلسم جب اُس باغ مین آیا نیلم نے آگے بڑھکر مالک باغ کو بادشاہ کے آنے کی اطلاع کی وہ برسم استقبال جانب در گلشن چلی بادشاہ نے دیکھا کہ بارہ دری سے ایک آفتاب سپہر حسن طالع ہوئی جسکی زلف دراز مثل نامۂ اعمال شامت زدگان سیاہ و طولانی تھی بزنگ کاغذ تحریر علماے صالحان نور آگین پیشانی تھی ابرو ہر ایک مثل طبیعت محبوبان نسبت عاشق کھنچی ہوئی مژگان بسان خلش سینہ پر ارمان پھانس جگر کی بنی ہوئی آنکھ ہر ایک جادو بھری سرمہ کی تحریر اسمین دی مست کو زنجیر پہنائی نہین نہین متوالے کے ہاتھ مین تلوار آئی چہرہ منور پر صدقہ ہونے کو آفتاب ہر روز چکر لگاتا ہے مگر سامنے آتے شرماتا ہے دہان تنگ زندہ کن دلہاے مردہ چاہ ذقن چشمۂ حیوان اسمین غوطہ زن مسیحا گلو و بر و دوش کی ثنا مین زبان لال ہے ہر ایک بیمثال ہے سینہ صاف بر چھاتیان جو عاشقون کا دل بھاتیان اُبھری اُبھری کچین لال لال اُنپر بھٹنی کی اودا ہٹ جیسے روے معشوق پر ستایا خال جوبن اُن سے ٹپکتا خیال کرنے سے دل بیچین ہوجاتا غرضکہ از فرق تا قدم وہ محبوب نہایت خوب کہ بموجب نظم

تعالی اللہ چہ فندق او چہ انگشت
تو جاتی چھوڑ مثل نیم بسمل

نہین وہ خوبہاے خلق یکمشت
دل اُسکے غم مین لاکھون کلفت اندود

کوئی دیوے جو اُس ظالم کو بس دل
ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

بادشاہ کا سامنا ہوتے ہی اُسنے تسلیم کی اور عرض رسا ہوئی کہ ہر چند یہ کلبۂ احزان اس لائق کہان کہ حضور معلی اپنا کفش خانہ بنائین لیکن اب جو بہ توفگن رحمت جسم اقدس ہوا ہے تو بارہ دری مین قدم رنجہ فرمائین شاہ جادوان ہمراہ اُس کافر صنم دلربا کے بارہ دری مین آیا اُس مقام کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے نہایت آراستہ پایا شاہ مسند پر جلوہ گر ہوا اُس ماہ پیکر نے جام مے گلفام سے بھر کر دیا شاہ نے پیا دو ایک جام کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ مین تم کو خدمت خداوند لقا مین بھیجنا چاہتا ہون اُس نازنین نے عرض کیا کہ زہے افتخار میرا بادشاہ نے کہا کہ تم شیشہ طلسمی پیالۂ آب چشمۂ سامری لیکر کوہ عقیق مین جاؤ وہان لشکر مسلمانون کا پڑا ہوا ہے اور مالک اُس لشکر کا حمزہ ہے جس نے خداوند کو سخت عاجز کیا ہے پس اُسکو مع اُسکے لشکر کے غارت کر دینا اور عیارون سے بچتی رہنا اُس گلبدن نے

ہنس کر جواب دیا کہ اے بادشاہ آپ خوب واقف ہین کہ جب مین سفر مین ہوتی ہون تو کھانا پانی شراب سب چیزین ترک کر دیتی ہون اگرچہ برسون عالم مسافری مین رہون کچھ نہ کھاؤن پیون میرا طریقہ یہ ہے کہ جب گرسنہ ہوتی ہون کھانے کا خیال کر لیتی ہون پیٹ بھر جاتا ہے اور پانی کے خیال سے سیراب ہون شراب کا خیال مجکو مخمور کر دیتا ہی اور شب کو کسی کو نظر نہین آتی ہون اور یون بھی اگر مین نچاہون تو کوئی مجکو دیکھ نہ سکے پھر ان صورتون مین عیار میرا کیا کر لین گے اور مین بہت دن وہان رہنے کیون لگی آپکے صدقہ سے اور سامری کی عنایت سے حربہ میرے پاس سحر کا تحفۂ طلسم ہے کہ وہ پانی ادھر لشکر پر چھڑکا اُدھر وہ پتھر کا ہوا اگر مین آپکے لشکر دشمن پر اس پانی کو چھڑکون تو وہ پتھر کا ہو جائے اور اگر وہ شیشہ احیانا کوئی توڑ ڈالے جب بھی کچھ ضرر نہین پانی جو اُسمین سے گریگا وہ لشکر کو جلا دیگا پھر مین سر لشکر عدو پر جا کر بر دے ہوا ٹھہر ونگی اگر کوئی عیار یا ناوک انداز شیشہ توڑ دیگا جب بھی فوج عدو کا خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ نے کہا حمزہ مالک باطل السحر ہے بہت احتیاط سے مقابلہ کرنا ورنہ جان جاتی رہیگی اُسنے کہا سمجھ لیا جائیگا سحر کو حمزہ باطل کر سکتا ہے طلسم کو نہین توڑ سکتا ہے میرے پاس تحفہ طلسم کا ہے اسکا مٹانے والا طلسم کشا ہے اور دوسرا نہین فی الجملہ نادیر شاہ نے تمام نشیب و فراز اُس سرکش و مغرورہ کو سمجھایا اور شراب پیا کیا جلسۂ رقص بتان رہا پھر وہان سے اُٹھا اور کہا اے ملکہ اب جو تم فتح جنگ فرما کر طلسم مین مع الخیر آنا تو اپنے مکان پر نہ آنا کہ مجکو یہان آنے مین تکلیف ہوتی ہے یا تو کوہ نیلم پر نیلم جادو پاس آنا اور مجکو لکھ بھیجنا کہ یہ ماجرا گذرا یا میرے پاس چلی آنا اُسنے کہا سامری نے چاہا تو ایسا ہی کرونگی بادشاہ یہ کہہ کر مع نیلم کے جس راہ سے آیا تھا اُسی طرف سے چلکر کوہ نیلم پر آیا یہان جب آ کر ٹھہرا طائر سحر نے خبر دی ملکہ حیرت کی لاکر دی اُسین مرنا مجمی کا پڑھکر بہت رنجیدہ ہوا اور نیلم سے کہا مین کچھ دیر یہان ٹھہر کر آرام کرتا مگر اب رکونگا نمکحرامون نے پریشان کیا ہے اُنکی فکر مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اُدھر بموجب اُسکے حکم کے ملکہ شیشہ دار جادو لباس پُر زر اور زیور جواہرین و گوہر سے آراستہ ہو کر شیشہ آب تحفہ طلسم کا جھولی مین رکھ کر اُس غار سے نکلی اور تخت سحر پر بیٹھ کر اکیلی جانب کوہ عقیق چلی ایک کنیز تک ہمراہ نہ لی اور از بسکہ کوہ عقیق یہان سے نزدیک ہی بہت جلد راستہ طے کر کے قریب لشکر لقا پہونچی لقا بارگاہ مین اپنی بیٹھا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اُس بیجیلانے نعرہ کیا کہ اے شیطان درگاہ من دیکھ تو مین نے کیا تقدیر کی شیطان اوٹھکر دروازہ بارگاہ پر آیا اس اثنا مین ساحرہ بھی دروازہ پر اُتری شیطان کو سلام کیا اُسنے کہا اے ملکہ مزاج اچھا ہے اسنے کہا جی دعا کرتی ہون اور ہمراہ شیطان اندر بارگاہ کے آئی خداوند کو سجدہ کیا اُسنے کہا سر اپنا سجدہ سے اُٹھا کہ رحمت اپنی تجھپر نازل فرماؤن یہ سجدہ سے اُٹھکر دنگل پر قرار پذیر ہوئی ایک خیمہ زربفت کا اسکے لیے آراستہ ہوا یہ کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہر کر آرام کرنے وہان آئی جملہ اسباب راحت وہان مہیا ہوا خبر جو اُسکے آنے کی مشہور ہوئی صبا بھی اُس سے ملنے آئی یہ ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوئی دوسرے روز جب طاق شرقی سے شیشہ طلسم افلاک ساحر روزگار نے اُتارا اور ساحرۂ شب نے طلسم عالم سے کوچ فرمایا نظم

قمر نے جل کے طے کین منزلین چار | ہوے پیدا سحر کے صاف آثار
اُڑی مہتاب کے رخ پر ہوائی | کرٹی راہ صفر کی تھی اُفشانی

ہنگام سحر یہ بارگاہ خداوندی مین آئی اور عرض کیا کہ حضور مع چند رفقا کے

کوہ عقیق پر چلیں اور جیسی دانگ کوہ کے نیچے لشکر حمزہ اُترا ہوا ہے اُس طرف چلکے ٹھہرین یا مین تمام لشکر مسلمانون کا غارت کر دون لقا یہ سنکر مع چند ارکان دولت وغیرہ و بختیارک کے سوار ہوکر روانہ ہوا اور از بسکہ لشکر امیر چوبیس ۲۴ فرسخ تک اُترتا ہے تو سرا لشکر کا زیر کوہ عقیق ایک النگ کی طرف ہے لقا اُسی سمت آکر ٹھہرا اُسوقت گھٹا گھر آئی تھی کچھ ترشح ہوتا تھا مور جھنگھاڑتے تھے جانور صحرا مین خوش فعلیان کر رہے تھے طاران خوش الحان زمزمہ سرائی کرتے تھے سرا بچہ بارگاہ سلیمانی کے اُٹھے تھے برسات کی بہار جنگل مین لالہ زار کا لطف دیکھکر سرداران اسلامیان کا دل مائل گلگشت صحرا ہوا اور خدمت امیر والا تدبیر مین سبنے عرض کیا کہ یہ وقت ایسا فرحت بخش و نزہت آتما ہے کہ دل بے اختیار سیر کرنے کو چاہتا ہے اور سُنا ہے کہ ایک ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی ہے اُسنے لشکر کو ہمارے ضرر پہونچانیکا ارادہ کیا ہے اور بالاے کوہ عقیق لقا گمراہ کولائی ہے پس یہان سے کنارہ تک لشکر کے حضور بھی سیر کنان تشریف فرما ہون حفاظت لشکر بھی مدنظر رہیگی اور تفریح خاطر بھی متصور ہے امیر نے التماس انکا پذیر فرمایا اور چند سردارون کو خدمت بادشاہ اسلام مین چھوڑ کر باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوے اس طرف سے یہ چلے اُدھر حال بیان ہوا تھا کہ پارہ دل خواجہ عمر مہتر مین مہتر چالاک نامور اجازت طلسم مین جانے کی امیر نہر پر ور سے لے چکا ہے چنانچہ اُسکی جگہ پر اب ابو الفتح کام کرتا ہے اور یہ ہر روز احباب سے رخصت ہوکر جانب طلسم جاتا ہے لیکن راہ نہین پاتا ہے چنانچہ آج اپنے دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ بارگاہ لقا مین چلیے وہان ساحران طلسم آتے جاتے ہین اُن مین سے کسی کے ساتھ روانہ ہو جیے پس یہ سوچ کر جانب لشکر لقا روانہ ہوا راستے مین لقا کو جانب کوہ اسنے جاتے دیکھا یہ بھی ہمراہ ہوا جب لقا قلہ کوہ پر آکر ٹھہرا یہ بھی کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہوکر اپنی گھات سوچنے لگا اس اثنا مین بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ تم کیا سیر دکھانے کو اس کوہ پر خداوند کو لائی ہو اُسنے جملہ کیفیت شیشہ آب طلسمی کی بیان کی یہ سب حقیقت چالاک نے سنی دل سے کہا خوب ہوا جو تم طلسم مین نہ گئے تھے یہ غیبانی ساحرہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے پھر عیارون کو بہت پریشان کریگی امیر تم ہی عیاری کرتے چلو یہ سوچ کر نہایت مستعد ہو کر تر دکمان سنبھالے پتھر گوپھن مین دیے حقہ ہاے نفطی قارورہ ہاے آتشبازی سے درست تاک مین ساحرہ کی ٹھہرا اور وہان سلیمان عنبرین مو نے بھی جانا لقا کا جانب کوہ بہ ارادۂ رزم و فساد سنا پس اُسنے کہا کہ خداوند کی مشیت مین نہین معلوم کیا آیا جو کچھ فوج ہمراہ نہ لیگئے انسان ہو تو کچھ کہا جاے خدا ہو کر ایسی غفلت کرے احتیاط شرط ہے اے افسران لشکر تم فوج تیار کر کے چلو اور زیر کوہ ٹھہرو افسر بموجب حکم فوج مسلح و مکمل کر کے روانہ ہوے اور زیر کوہ آکر ٹھہرے اُدھر سے امیر کشور گیر بھی تشریف لائے بختیارک نے شیشہ دار سے کہا اب بڑا غضب ہوا حمزہ آتا ہے ایک کو بھی ہم مین سے زندہ نہ چھوڑیگا اور مع اپنے تمام سردارون کے آتا ہے ساحرہ نے کہا ملک جی تم تو مسلمانون سے ایسا خوف کھاتے ہو جیسے بنجشک باز سے یا طائر صیاد سے تم گھبراؤ نہین مین ابھی سب کو مثل حرف غلط مٹاے دیتی ہون یہ کہکر شیشہ آب سحر جھولی سے نکالا اور تھوڑا پانی اُسمین سے اد ظرف مین لیکر زیر کوہ متوجہ ہوئی اور چونکہ اُسکو تو یہی معلوم ہے کہ نیچے کوہ کے لشکر حمزہ ہے خداوند لشکر ساتھ لیکر یہان نہین آئے پس اُسنے اس لشکر کو

جو برائے حفاظت خداوند زیر کوہ تھا خوب تجویز کرکے وہ پانی چھینکا پانی کا لشکر میں گرنا تھا کہ ہوا سرد چلی ابر لشکری پتھر کے ہونے لگے اُسوقت تو لشکر میں بھگدڑ پڑی ہر سمت سے صدا بلند ہوئی کہ دہائی ہے خداوند لقا کی بختیارک اپنے افسران لشکر کو پہچانتا تھا اور جب وہ لشکر آیا تھا جب ہی سے خبردار تھا مگر کیا جانتا تھا کہ یہ ساحرہ ہمارا ہی لشکر تباہ کرے گی بس یہ آفت آنے دیکھ کر پکارا اے ملکہ واہ واہ کیا اچھا خداوند کو یہاں لاکر تماشا دکھایا ارے یہ تو لشکر خداوند ہی کا تھا ساحرہ نے کہا سچ کہو اے لشکر تم سے کس نے بلانے کو کہا تھا اور پھر مجکو شناخت بھی نہ کرا دیا اچھا اب جلد بتاؤ کہ حمزہ کا لشکر اور وہ کہاں ہے شیطان نے اشارہ کیا کہ وہ ہے ساحرہ نے غصہ میں آکر شیشہ آب سحر بلند کیا کہ چرخ دیگر جانب لشکر حمزہ مارون بس جیسے ہاتھ اسکا بلند ہوا چالاک سوچا کہ ابکی یہ دشمن امیر پر آفت لائیگی بس بہت جلد پتھر اسنے تاک کر اسکی کلائی پر مارا پتھر آکر ہاتھ کے گٹے پر اس زور سے پڑا کہ شیشہ چھنا کر ہاتھ سے نیچے گرا اور جو کچھ رہا لشکر لقا کا کچھ پتھر کا ہو چکا تھا کچھ جو بچا تھا شیشہ گرنے سے شعلہ ہر ایک بدن سے پیدا ہوئے اور جلنے لگا ہر ایک ناری مثل دیو آتشبازی چھوٹنے لگا زمین سے آگ کے شعلے نکلکر جلانے لگے شور الغیاث و فریاد بلند ہوا تو بہ ارے خداوند جلے جلے پکار پکار کر آخر سب واصل جہنم ہوئے امیر کنارے اپنے لشکر کے کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے سب سردار ہنستے تھے ادھر بختیارک کہ رہا تھا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر لقا واہ کیا اقبال مسلمانان ہے جو بلا آتی ہے ہمارا ہی گھر تاکتی ہے جو تیر قضا آتا ہے ہمارے ہی جگر پر لگتا ہے مسلمان مرنا نہیں جانتے یہ تو ایسا کچھ بکتا تھا اور ساحرہ پتھر کھا کر پہلے تو نظر مردم سے غائب ہو گئی پھر جو ظاہر ہوئی فرط ندامت سے آنکھ نہ چار کر سکی کہ یہ کیا میں نے کیا بموجب بیت تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے ✤ کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے ✤ بس اسی ندامت میں ہر سمت اسنے دیکھا چالاک بھی لوگوں کے جلنے کا تماشا گھاٹی سے نکلکر دیکھ رہا تھا اسپر نگاہ پڑی بغضب تمام تراڑی اور چالاک پر گری اور اٹھا کر بر وے ہوا لیگئی بختیارک ہر چند پکارا کہ اے ملکہ سنو تو سنو تو ابھی یہ خبیث حرامزادہ لقا باقی ہے اسکو بھی ہلاک کرتی جاؤ لیکن اسنے نہ سنا یہ جادوگر جانب طلسم روانہ ہوئی اس خیال کہ اب میں لوٹوں کا ہے سے تحفہ طلسم تو برباد ہو چکا اگر اپنے ذاتی سحر سے لڑی تو کیا برسوں مقابلے میں گذر ین گے فوج بھی ہمراہ نہیں آئی ہے اس سے بہتر ہے کہ اس عیار کو جاکر حوالہ شاہ جادوان کرکے کہ کہ آپ ہیچ فرماتے تھے اسنے شیشہ توڑ ڈالا عیار بد بلا ہیں بادشاہ عیاروں کی شرارت سے خوب آگاہ ہے وہ عذر تیرا پذیرا کرکے کوئی اور تحفہ تجکو دیگا غرضکہ یہ تو اس طرف گئی اور بختیارک نے لقا سے مضحکہ کرنا شروع کیا اور کہا اے خداوند اب جلدی بھاگ نہیں تو حمزہ زیر کوہ پہونچ چکا ہے یہاں آکر ناک کاٹ لیگا لقا گھبرا کر ادہر سمت سے پہاڑ کے نیچے اُتر کر بھاگا اور امیر نے فرمایا کہ گھیر و اس مردود مشرک خدا کو سردار گھوڑے ڈال کر چلے ہو وقت ضیا جادو آکر بزور سحر خداوند اور شیطان کو لیگئی امیر بھی ہنستے ہوئے مراجعت فرما کر بارگاہ میں آئے ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر لقا بھی بارگاہ میں پہونچکر رنجیدہ خاطر متمکن ہوا یہ تو سب آرام پذیر ہیں مگر شیشہ دار چالاک کو لیے کوہ نیلم کے نیچے آئی وہاں پہونچکر بالائے کوہ جانے کا ارادہ کیا لیکن ندامت زدہ تھی تو جسم تمام پسینے میں تر تھا چہرے پر پڑا ہوا غبار سفر تھا پیرہن تنگ ڈھیلا ہو گیا تھا لب نازک

غصہ سے جو حیا یا تھا نیلا ہو گیا تھا ہاتھ میں عیار کے اٹھانے سے درد پیدا ہوا تھا اتنی دور آنے سے چہرہ سونلا ہو گیا تھا
صباحت میں نمک آگیا تھا اور علاوہ ان پریشانیوں کے رفع احتیاج کی بھی ضرورت تھی پس زیر کوہ قیام لیکر اپنے تئیں آراستہ
کرنے لگی بال اپنے آئینۂ سحر سامنے رکھکر سنبھالے دوپٹا سنبھالکر اوڑھا با قاعدہ سے گٹھڑی سے چالاک کو زمین پر لاکر
ڈالدیا اور آپ وہاں سے کچھ دور ہٹکر برائے رفع احتیاج آئی لیکن سحر سے وہ جگہ حصار بند کردی کہ عیار اگر اٹھکر
بھاگے تو کہیں جا نہ سکے غرضکہ جب برائے رفع ضرورت بیٹھی سحر سے ایک پردہ کرکے دور تک دشت میں اور ہر جانب کے نیلم زور
افسون تان دیا یہ تو بفراغ خاطر ضرورت سے فارغ ہونے لگی مگر یہاں چالاک کو جو ہوا سے بیہوش تھا ہوشیار ہوا اور اسنے ایک
پردہ سے دیکھی قصد کیا کہ اٹھکر بھاگوں اٹھا نہ گیا سمجھا کہ ساحرہ مجکو قید کرکے کسی کام کو گئی ہے اب آتی ہوگی تو کوئی تدبیر کرکے یہ
سوچکر ہاتھ اسکے قابو میں تھے اسنے کمند کے حلقے چادر کے نیچے اسطرح لگائے کہ جو کوئی جھککر چادر کو کھولے و مجکو اٹھائے پھیلکر گردن و کمر و دست و پا میں
لپٹ جائے فی الجملہ اس تدبیر سے درست ہوکر لیٹا ادھر **شیشہ وار** ضرورت سے فارغ ہوکر اسکے قریب آئی اور پہلے
حصار سحر کا دفع کیا پھر عیار جو زمین سے نہ اٹھ سکتا تھا وہ جادو بھی دور کرکے چادر کو ہٹانے لگی تاکہ ہٹا کر روانہ
ہو بس جیسے ہی چادر کو الٹا کمند کے حلقے گردن و کمر میں لپٹے اور از بسکہ چالاک سحر سے رہا ہو چکا تھا اسنے بیضۂ
بیہوشی ناک پر مارا کہ چھینک مار کر یہ گری **چالاک** بصد بشاشت اٹھا اور کپڑے اسکے اتار کر آئینہ سامنے
رکھکر اسی کی ایسی صورت بنکر پٹی بیہوشی اسکے دماغ و بینی پر باندھی اور ایک کنوئیں میں لیجاکر ڈالدیا اور
آپ وہاں سے جانب کوہ چلا اتفاقاً **نیلم** جادو کسی کام کو قلعۂ کوہ پر آیا تھا اسنے اسکو آتے دیکھا پرواز کرکے
زیر کوہ قریب اسکے آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کس طرح تشریف لائیں کام باغیونکا تمام کیا یا نہیں اسنے جواب دیا
کہ مدت ہوئی میں لڑائی فتح کرچکی لشکر حریف میں کوئی بھی باقی نہیں سب رہرو ملک عدم ہوئے یہ کلام سنکر **نیلم**
بہت مسرور ہوا اور کہا اے ملکہ کار سے کر دی اب مناسب یہ ہے کہ یہاں نہ ٹھہریں شاہ جادوان کی خدمت میں چلکر
مژدہ فتح دیں اور وہیں جشن کریں لو آؤ پرواز کرو تاکہ بہت جلد پہونچ جائیں عیار یہ کلام سنکر گھبرایا کہ میں پرواز کیونکر کروں
لیکن تازہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ واہ واہ میں ابھی تو چلی آتی ہوں تھکی ماندی ہوں اور مجھ میں اتنی طاقت کہاں
ہے کہ ابھی بادشاہ پاس جاؤں پس **نیلم** سمجھا کہ واقعی یہ نازک بدن ہے جو کہتی ہے بہت درست ہے چنانچہ عرض پیرا ہوا
کہ اے ملکہ بالائے کوہ چلکر کچھ دیر آرام فرمائیے پھر کر چلئے گا اسنے جواب دیا کہ تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر دیکھو کلیجہ ملتا
ہے پہاڑ پر یکایک کس سے چڑھا جائیگا یہ سنکر **نیلم** اس جگہ ٹھہر گیا بعد کچھ دیر کے **چالاک** ہائے ہائے کرکے لیٹ گیا
نیلم نے پوچھا کہ کیوں اے ملکہ خیر تو ہے اسنے کہا مجھکو ایک دورہ مرض شدید کا ہوتا ہے وہی اب بھی شروع ہوا ہے
یہ کہتے کہتے یکایک دانت بیٹھ گئے آنکھ پھر گئی بیہوشی چھا گئی **نیلم** یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بہت جلد تخت سحر تیار کرکے
اسکو تخت پر بٹھا کرلے اڑا اور پہاڑ پر لایا وہاں اسکے رہنے کا قصر عالی تعمیر تھا نور آرائش سے طور تنویر تھا۔
شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عشرت ہر طرح سے پیراستہ فرش و کرسی و میز وغیرہ سے درست بہار جہان قدم رکھنے
سے تندرست صحال کلام **نیلم** نے اس گلفام کو لاکر چھپر کھٹ پر لٹا دیا اور کنیزوں کو اپنی طلب کرکے حکم دیا کہ خدمتگذاری میں

مصروف ہون وہ سب پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے مین مشغول ہوئین چالاک اپنے دلمین کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہے جو اس مقام تک مین پہونچا اور دیکھتا تھا کہ اس کوہ پر عجیب و غریب شجر اور مکانات ہین ایک ایک درخت اور مکان مثل طلسمات ہین مکانون کے دروازون پر پتھر کے پتلے انسانون کی طرح پہرا دیتے درختون پر جواہر کے جانور زمزمہ سرائی کرتے چشمون سے مچھلیان سر باہر نکالکر باتین کرتین ایسے چھینٹے دیتین کہ انسان پانی ہوجاتا کنارہ سے چشمون کے فوارونکی طرح ستارہ نکلکر بلند ہوتے اور بروئے ہوا چمکتے درختون سے پھل ٹوٹکر گرتے دانون کے عوض طائران خوشرنگ نکلکر اُڑتے مکانونکی دیوارون پر جو طاؤس و ہنس وغیرہ بیٹھے تھے دمبدم پریون کی صورت بنجاتے ناچتے گاتے پھر اصلی صورت پر نظر آتے طرفہ طلسم نظر آتا تھا کہ ابیات

یون منعکس صفائے عمارتین ہر چمن — جو ایک رہ و مکان ہو سو معلوم ہو دو دو
ٹکڑے بلور صاف کے ہین جا بجا کے تشت و سبو — جلوہ الفون مین ہو جو رگ گل کی عکس کا
یون جلوہ گر ہے سرو کا سایہ کہ جسطرح — کوئی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو
لنگر ہر ایک جو ہین جھکورون سے آب کے — آئے نظر وہ جون رگ یاقوت ہو بہو

غرضنکہ یہ عیار تو یہان تو آرام مین ہے مگر نیلم یہانسے اپنے قلعہ مین آیا اول بیان ہوا کہ اس کوہ کے دامن مین قلعہ آباد ہے کہ وہ زیر حکم اس ساحر کے ہے بس یہ اس قلعہ مین جب پہونچا اخبار نویس کو طلب کرکے پرچہ لکھوایا اور مضمون اسمین یہ تھا کہ اکابران طلسم اور بادشاہ جادوان کو مژدہ ہو اس امر کا کہ ملکہ شیشہ دار جادو نے کوہ عقیق مین جاکر تمام مسلمانون کو ہلاک کیا ایک حمزہ تو بسبب اسم اعظم بھاگ کر بچگیا باقی سب قتل و غارت ہوگئے بیت شکر معبود حقیقی کہ عدو گشت ہلاک * شد از شورش طوفان ہمہ عالم پاک یہ پرچہ اخبار خدمت بادشاہ مین علاوہ اور جگہ بھیجنے کے روانہ کیا شہنشاہ ساحران اس پہاڑ پر سے جب گیا تھا باغ سیب مین آکر حال قتل مخمور سنکر فکر مین تھا کہ کسی ساحر کو برائے استیصال لشکر فرخ روانہ کرون اس اثنا مین پرچہ اخبار پیش ہوا اسکو پڑھکر فرط انبساط سے خندہ دندان نما کیا تمام حاضران دربار مستفسر ہوئے کہ حضور کیا خوشخبری سنی افنے بھی سب کیفیت بیان کی اسوقت دربار مین سہیل حشیم جادو و عقاب سیمتی اور وہ ساحر جنکے نام اکثر لکھے گئے ہین حاضر تھے وہ بھی گلے ملنے لگے مبارکباد کی صدا بلند ہوئی ہر سمت قہقہے کی آواز آتی تھی شاہ جادوان نے مبارکبادنامہ مین لکھکر ملکہ حیرت کو وہ نامہ بھیجا اور چالیس کشتیان جواہر اور اشیائے عمدہ طلسم سے مملو کرکے ایک تحریر مشتمل بر مضمون مبارکباد خداوند کو لکھی کیفیت یہ اسمین درج تھی کہ یا خداوند تیری قدرت بہت بڑی ہے کہ تو نے ایسے ایسے بندہ ہائے زبردست پیدا کیئے جو کسی طرح ہلاک نہ ہوتے تھے پھر تو نے ہی ہمکو وہ قدرت و قوت عنایت فرمائی کہ ہمارے ایک ملازم شیشہ دار جادو نے ایک لمحہ بھر مین کام ان بندگان سرکش کا تمام کر دیا ہم تیری قدرتونکی کہانتک ثنا کر سکین اب ہم بہزار دل تیری اور تیرے سب بندگان مقرب کی خدمت مین مبارکباد اس فتح عظیم کی دیتے ہین کہ کام تمام دشمنونکا تمام ہوا اور ہم سب بندون کو قدرت نے شاد کام فرمایا اس خوشی کا جشن مسرت نسیم ہم بھی منعقد کرنے والے ہین خداوند بھی معہ جملہ مالکان مقرب کے مصروف طرب ہون اور یہ کشتیان نذر کی جو ہمراہ سہیل حشیم جادو بھیجی گئی ہین قبول و منظور فرمائے باقی ہر کہ و مہ کو مبارکباد ہماری طرف سے

پہونچے فقط یہ عرضی جب تحریر ہوچکی سہیل کو دیکر حکم دیا کہ خدمت خداوند مین پہونچا وہ چالیس ہزار جادوگر نہایت معزز اپنے ہمراہ لیکر کشتیون کو طاؤس ہمائے سحر کی پشت پر بار کر کے روانہ ہوا ادھر لشکر حیرت مین جو بادشاہ نے نامہ بھیجا تھا چنانچہ وہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اسنے پڑھتے ہی حکم دیا کہ طبل عشرت پر چوب پڑے بموجب فرمان ملکہ ہزارہا نقارہ بجنے لگا صدائے مبارکباد بلند ہوئی عیارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جاکر عرض کی کہ شیشہ دار جادو لشکر امیر حمزہ پر گئی تھی سب لشکر کو تباہ وغارت کر کے بہ فتح وفیروزی آئی ہے ملکہ حیرت پاس اسی مضمون کا نامہ بجانب شاہ طلسم آیا ہے بدینوجہ اسنے یہ خوشی پھیلائی ہے یہ خبر جب مہرخ خوش سیر نے سنی اشک گہر رنگ رخسار انور پر جاری ہوے تمام لشکر مین کہرام برپا ہوا ہر سردار نے حال اپنا تباہ کیا عیار جو برق وضرغام یہان موجود تھے انھون نے ملکہ مہرخ سے کہا کہ یہ خبر بالکل غلط اور سراپا دروغ ہے پیش انوار عقل دانشمندان بفروغ ہے تمام لشکر امیر کا یکایک غارت ہونا سہل نہین یہ برسون کا کام ہے اور بالفرض اگر لشکر تباہ ہوا تو ہوا سردار تو زندہ رہے اگر وہ ابھی اپنی وجہ ملکہ آسمان پری کو بلائے تو نہین معلوم کیا ہوجائے اے ملکہ ایسے ایسے قران صعب لشکر صاحبقرانی پر بہت آچکے ہین اعدائے دین بہت کچھ خاک اڑاچکے ہین قیطاس کوہ پر مع حمزہ تمام لشکر کا سوم اہل اسلام کرچکے تھے سنگ صبر دل پر درد پر دھر چکے تھے پھر خدا نے فضل کیا ذکر اسکا جلد چہارم دفاتر داستان حمزہ مسمی بہ ایرج نامہ مین ہے اب اے ملکہ آپکو لازم ہے کہ اس خبر مہمل کو محمول بہ افترا وکذب کر کے جزع وفزع کو موقوف فرمائیے اور اپنے لشکر مین یہ منادی کردیجیے کہ شیشہ دار جادو فرستادہ شاہ طلسم لشکر حمزہ سے شکست کھاکر آئی ہے بھاگ کر اسنے اپنی جان بچائی ہے شاہ طلسم نے ہلاکت لشکر اسلام کی خبر جھوٹ مشہور کراکر خفت اور شرمندگی اپنی مٹائی ہے پس جو کوئی نسبت لشکر اسلامیان ہمارے یا ہماری عملداری مین کلمہ زبان سے نکالیگا زبان اسکی قفا سے کھینچ لی جائیگی سزائے سخت دی جائیگی اے ملکہ اس گریہ وزاری سے تمام ممالک مفتوحہ مین بدعملی ہوجائیگی فوج بیدل ہوگی صوبہ دار اور عامل قتل ہون گے پس جیسا ہم عرض کرتے ہین اسی پر عمل کرنا عین مصلحت وحکمت ہے مفید مطلب اعیان سلطنت ہے ملکہ نے یہ صلاح پسند کر کے فوراً حکم دیا کہ ڈھنڈھورا پٹے اور سامان جشن عشرت مہیا ہو ہرچند کہ خواجہ مقید ہین لیکن اس فتح سے کہ جو شیشہ دار پر اہل اسلام نے پائی ہے ہم جشن کرینگے بموجب حکم ملکہ منادی نے ڈہل زنی کی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ اسلام کا حکم ملکہ مہرخ سحر چشم کا کہ ہر ایک شخص خوشی کرے مسلمان شیشہ دار پر فتحیاب ہوے وہ خبر جو مشہور ہوئی بالکل جھوٹ ہے اگر کوئی نسبت مسلمانان کلمہ بد کہیگا سزا بہت بری پائیگا یہ منادی ہوتے ہی تمام لشکر مین ہنگامۂ عیش ومسرت گرم ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا دورہ جاری ہوا ہر ایک لباس سرخ پہنکر گلفام ہوا اس طرف حیرت کے لشکر مین ہر جگہ انجمن عشرت ترکیب پذیر ادھر سامان مسرت فراہم نہ کوئی رنجیدہ نہ دلگیر ان کو تو اس کیفیت مین چھوڑیے مگر اول حال سہیل حشم کا سنیے کہ وہ کس وقت مبارکباد دینے لقا کو پہونچا

المدد اے شوق دل جوش تمنا مرحبا	آتے ہین وہ مرگ شادی کی مبارکباد مین

آنا سامر کوہی اور قاہر کوہی کا براے اعانت لقا اور مارنا سہیل حشم کا۔

صحائف طرازان صحف بلاغت
لقا جسکو کہتے تھے مشرک خدا
مددکو تری لشکر بیکران
چلا پیشوائی کو اُٹھ کر وہ خر

رقم کرتے ہین اسطرح یہ حکایت
جو المسیس لائے یہ اسکے خبر
یے قاہر کوہی آیا یہان

کہ تھا تخت نکبت پہ بیٹھا ہوا
کہ اے مالک تخت و دیہیم و زر
سُنی بختیارک نے جب یہ خبر

اثنائے راہ مین کوہی مذکور سے یہ شیطان جاکر ملاقی ہوا دیکھا کہ سامر قاہر گینڈون پر دونون بھائی سوار پشت پہ فوج کوہیان ہتھیار آلات حرب سے آراستہ قوی تن درشت چنگال زبردست ہر ایک جوان نوخاستہ وہ لشکر مثل دریا کے آہن موج مارتا آتا ہے مع بھیڑ و بنگاہ کئی لاکھ کا مجمع کہ نظم

افواج قاہرہ کا ترے کیا بیان کرون
ہنگام کارزار صدا گولہ و تفنگ سے
ہوجائے کوٹ گرد وہ جبل کے بیٹھ جائین

لرزے صدا ہر پاشنہ سے جس کے روم و زنگ
ایسے وہ جان نثار تھے اسکے کہ اسکی سمت
صف باندھ کے کھڑے ہون تو ہین قلعہ کی الفنگ

شادی کی نقل سمجھے ہوا انکی دلاوری
آسیب کیا مجال کرے منہ جو روز جنگ

شیطان لقا ان کو استقبال کر کے لایا لشکر انکا ملحق اپنے لشکر کے اتروایا یہ دونون بہادر سامنے خداوند خیرہ سر کے آئے سجدہ کر کے خلعت سے مخلع ہوگئے عنصر بن منصور زاغ چشم کوہی نے انکی بڑی تعریف کی کہ یہ ہم سے بدرجہا زور و طاقت مین بڑھے ہوے ہین بلکہ ہم سے کیا تمام کوہیون سے شجیع اور پرقوت ہین لقا نے یہ سنکر کہا کہ قدرت نے انکو تمام عالم سے زورآور پیدا کیا ہے اور اپنا آپ نظر کردہ فرمایا یہ کلام سنتے ہی دونون بھائی خداوند کے تصدق ہوے اُٹھ کر تخت کے گرد پھرے خداوند نے دوبارہ نظر کردہ کرنے کا خلعت دیا اور دنگلہاے طلاکار پر قریب تخت بٹھایا پیچھے ان کے سرداران کے سوا لاکھ جوان یلان ارجمند کرسیون پر متمکن ہوے ساقیان زرین لباس و مہ جبین جام شراب دینے لگے رقاصان طلعت سامنے آکر اپنی چھل بل دکھاتے تھے اہل انجمن کو اپنی اداے مستانہ پر لبھاتے تھے وہ رقص رامشگران گلبدن وہ انکا ستھراپن وہ ان کے حسن کی بہار بلبل کردار ہر دل کو شیدا بنا بناتی تھی زاہد صد سالہ کی طبیعت مثل جوانان آتی تھی کہ بیت

کفر سے ابتو مرا دل ہے نہایت بیزار ✤ درمیان کیا کرون اے شیخ کہ ہے بائے بتان ✤

اسی ہنگامہ ناو نوش مین سامر کوہی مخاطب بجانب بختیارک ہوا اور کہا ملک جی بیان کرو کہ مسلمانون سے لڑائی کس طرح سے ہوئی اور وہ لوگ کیونکر لڑتے ہین وہ شیطان یہ کلمات سُنکر جواب دہ ہوا کہ مسلمان بڑے زبردست ہین دیوون کی گردن دھڑ سے کھینچ لیتے ہین شیران تریان اور فیلان دمان انکے نزدیک بکریان ہین اکثر پہلوانکو قاش زمین سے اُٹھا کر اُچھالا اور گرتے وقت بضرب تیغ دو ٹکڑے کیا ہے کبھی خداوند کو کمر مین ہاتھ دیکر جو اُٹھایا خداوند نے ٹانگین اوپر سر نیچے آسمان کو جو تڑ دکھایا ہے علاوہ اس زور و قوت کے حسن ایسا کچھ رکھتے ہین کہ خداوندزادیان ان کے ساتھ بھاگ گئی ہین شہزادیان کیسی پریان انکے پانون و باقی ہین یہ باتین سُنکر قاہر کوہی کو غصہ آیا اور کہا ملک جی خداوندزادیون کا ذکر بیکار ہے کیونکہ یہ فرقہ نسوان ناقص العقل ہوتا ہے جو کچھ کر گذرے وہ تھوڑا ہے اور زور و طاقت کا جو تم نے ذکر کیا تو ہماری طاقت دیکھو یہ کہہ کر ایک اسپ دور کا یہ منگوایا اور صحن بارگاہ مین کھڑے ہو کر ایک ہاتھ سے اس گھوڑے کو اچھالا اور گرتے وقت بیک ضرب شمشیر اسکو دو کیا اور کہا ملک جی

اسی طرح مسلمان پہلوان کو چو رنگ ہوائی کاٹتے ہونگے شیطان کو ازبسکہ اغوا کرکے لڑوانا منظور تھا سو جبہ سے انکا ثناخوان ہوا کہ حقیقت مین آپکا بھی مثل و نظیر نہین ہے یہ شوکت اور قوت مسلمانون مین بھی نہین ہے خلاصہ کلام وہ تمام دن اسی لہو و لعب مین بسر ہوا اور سر شب پر پھول ماہتاب کا جڑا ہوا نظر آیا انجم بسان جوہر تیغ دکھائی دیے ترک روز نے خنجر مہر کمر سے کھولا کہ بموجب **نظم**

کر جو تھا اس جہان مین بہرہ اندوز ۔۔۔ ہوا وہ جانب مغرب روانہ
اسی عرصہ مین مہر عالم افروز ۔۔۔ بڑھا سامان شب کا شامیانہ

سر شام قاہر کوہی نے خداوند سے عرض کیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے لقا نے حکم نواخت کوس حربی دیا نقارہ رزمی گرگڑایا نامیان خیبری و تومیان خیبری ہرکارے لشکر ظفر پیکر اسلام کے جملہ حال یہان کا دریافت کرکے خدمت باسعادت بادشاہ مین حاضر ہوے اور زبان عجز بیان کو بصد ادب و ثنا و صفت مین بادشاہ جمجاہ کے کھولا کہ **ابیات**

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ ۔۔۔ بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
سجود سے ترے بہرہ ور ہون اہل زمین ۔۔۔ رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ
بسان رشتہ کر دانون مین سبحہ کے ہو لئے ۔۔۔ تری ولا کو رہے اسطرح دلون مین راہ
کرے جب آنیکا تو عزم پشت توسن پر ۔۔۔ رکاب اب کے اقبال بولے بسم اللہ
جدھر کو ہو تو جلو ریز بس ترے آگے ۔۔۔ ظفر جو طرقوا بولے تو فتح پیش نگاہ

بعد ادائے دعا و ثنا بادشاہ آنا قاہر و ساحر کو ہیون کا بیان کیا اور طبل جنگ بجنا بھی معرض عرض مین لائے بادشاہ امیر کشورگیر کی جانب دیکھا امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالفتح جاؤ اور ہمارے لشکر مین بھی بفضل رب اکبر نقارہ حربی بجواؤ عیار مذکور حسب ارشاد حضور پر نور نقارخانہ مین آیا اور غاشیہ طبل سکندری اور حشامی کسیے اٹھا کر چوب لگائی صدائے شر و فساد و تمام عالم اور خالمیان مین پھیلی دربار برخاست ہوا دلاوران صف شکن و غازیان ہمتن نے اپنے مقام پر آکر ہتھیار اسلحہ خانون سے منگوائے چار طرف شور تلوار و تیغ کی جھنکار کا بلند ہوا مائل جنگ و نبرد ہر ایک گرد و ارجمند ہوا شمشیرین چرخ پر چڑھنے لگین مریخ کا دل خوف سے خون ہوا کہ آب دریا کی موجین بڑھنے لگین زمانہ کو یہ خوف و بیم کا عالم تھا کہ ہردم رنگ بدلتا تھا قلب پر بش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکر نہنگ بحر آہن تھا موذی کے لیے مار آستین و دشمن تھا انکی شان عظیم و جلال کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ بمقتضائے **ابیات**

صولت و قہر کے آگے ترے یون دیو سیاہ ۔۔۔ آنچ سے آگ کے خون تاب مین آجائے ابال
روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے بس ۔۔۔ کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
اسکی خونریزی سے یون فوج عدو گھونگھٹ کھائے ۔۔۔ جون بہ نوسے محرم کے پلٹتا ہے سال
شرق سے غرب تلک رعب ترے نیزہ کا ۔۔۔ دھاک ہے تیغ جنوبی کی تری تا بشمال
کافر حربی و موذی و منافق ملحد ۔۔۔ ایک جو رنگ ہے چار ونکا اسے استیصال
کیا بیان تجھ سے کرون وصف سپر کا تیرے ۔۔۔ سایہ مہر نبوت ہے تری پیٹھ پہ ڈھال

شست انداز لیے تیرے ہو عدو کب جانبر   دائم انگشت قضا تیر کی تیری ہے بھال

رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب مین رہی پچھلے سے غازیون نے غسل کرکے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجکر سر محراب عبادت خالق اکبر مین جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر مین ہم سر جھکائین اے رب ہم جان دینے مین جان نثر ائین اسطرف تو عجز و انکساری تھی اُدھر فوج عدو مین لقا پرستی اور کفر شعاری تھی ادھر آواز تکبیر بلند ادھر ناقوس اور گھوڑونکا شور برپا ان کے روبرو ہر ایک مستمند اس سمت غازیون واللہ اکبر کی پکار اس جانب تو المدد یا خدائے باختر کے نعرہ ہر بار اسطرف تضرع و زاری ادھر لاف زنی و نخوت شعاری غرضکہ بمصداق ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ؎ دونون طرف ہنگامہ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب مثل ظلمت کفر تیغ نور سحر سے مثل جبین اہل اسلام مٹی اور رشتہ رخط سفیدی سحر پر انجمن نے مثل دانہ تسبیح کے گردش قبول کی کہ نظم

سجا خورشید نے عمامۂ نور   ہوئی شب کی سیاہی مثل کافور
ہوا اس سے نمایان مہر افلاک   ہوا سینہ فلک کا تا گریبان چاک

صبحدم امیر کشور گیر تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر آراستہ فرما کر زینت اشقر پر سوار ہوکر جلوخانہ شبستان بادشاہی مین آئے تمام سرداران ذی تبار یہان حاضر تھے آداب بجالائے انتظار آمد شہنشاہ تھا کہ یکایک عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا شور بسم اللہ تا بہ گنبد سما پہونچا سامان جلوس شاہانہ ظاہر ہوا سب اُٹھ کھڑے ہوئے ناگاہ افق بارگاہ سے آفتاب عالمتاب سپہر شہنشاہی بصد عظمت و جلال تابندہ و درخشندہ ہوا یعنی بادشاہ عالم و عالمیان چراغ لشکر اسلام ناسخ ادیان باطلہ و منسوخ کن ملل کاذبہ مطیع احکام شریعت ظل اللہ دین پناہ عالی نژاد شہزادہ سعد بن قباد برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا امیر نے بعد تسلیم پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا نوبت و نقارہ بجے سواری جانب جنگاہ بڑھی موج بحر کی طرح جوش مار کر فوج چلی ہتھیاروں کی آواز گھوڑوں کے ہنہنانے کی صدا تا بہ فلک جاتی دلاوروں کے نعرے دل دہلاتے تھے سردار اپنی آن بان دکھاتے کسی طرف فیل کسی طرف مرکبان اصیل طرارے بھرتے نظر آتے لندھور و مالک علمشاہ و قاسم و ایرج و نور الدہر و داراب و مند دل و قریت و نعمان بن منذر و قیماس خان و عامر شاہ و آلاگر و فرنگی و مالاگر فرنگی وغیرہ پانچہزار پہلوان یگانہ بے مثل زمانہ اپنی اپنی فوج لیے روانہ تھے کہ نظم

کثرت اسکی یہ ہے جو لو ہو سوار   فوج کا تیری کر سکے نہ شمار
گو عطارد حساب دان ہو وے   جیسے شیشہ تباب دان ہو وے
سبکہ پُر گرد آسمان ہو وے   آنکھین مل مل یہ مہر ہو بے نور

اس لشکر نصرت اثر کو ہمراہ لیے یہ بادشاہ پرشوکت و جاہ دار و عرصہ کارزار ہوا ادھر سے لقاء گمراہ ہاتھیون پر تخت طلچو اکر سوار ہوکر جنگاہ مین آیا کوہیونکا اپنے ساتھ لایا سامر کوہی اور قاہر کوہی کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیے بختانی باختری اونچی بنے خیل خیل میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے بیلداروں نے میدان ہموار کیا سقون نے گرد و غبار کو بیٹھایا نقیبون نے فتنہ و فساد کو اُٹھایا صفین دونون طرف زمین جنگ بنین ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی قاہر نے چاہا کہ میدان مین جاؤن سامر نے کہا میرے ہوتے تم میدان مین نجاؤ یہ کہکر گینڈے کو کجباتنگ مار کر روان کیا اور سامنے لقا کے آکر اجازت رزم لیکر میدان مین آیا پہلے سلحشوری سے سرا پا میدان کا خوب

دکھایا پھر زبان پر لایا کہ اے فرقہ ناموران پاس نام و ننگ ہے تو آؤ میرے مقابلہ مین یہ نعرہ سنکر صف دست چپ سے
اہل اسلام کے شہزادہ قاسم کے ماموں یعنی فیروز خان خاوری نے گھوڑے کی باگ لی اور سامنے بادشاہ کے
آکر اجازت چاہی شاہ گردون پناہ نے سپرد بخدا فرمایا یہ بہادر مرکب ڈپٹا کر سامنے اس کوہی کے آیا وہ نیزہ پکڑ کر
گینڈے کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اس دلاور نے بھی گھوڑے کو کاوے پر لگا کر نیزے کو سیدھا لیا سنان پر سنان اور زبان
پر زبان پڑنے لگی برابر سے نیزہ بازی ہوتی تھی جب دو سو طعن رد و بدل ہوئین سنانین اور زبانین بیکار ہوئین انجی انڈ پر
ڈانڈ پڑنے لگی آخر وہ بھی مثل خلال فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اڑ گئین اسوقت ساحر نے تیغہ گرانبار کمر سے
لیا اور خبردار خبردار کہکر کمر تا کر سر پر ہاتھ مارا اس شجاع نے سپر کو جوہر کی پناہ کیا مگر وہ تیغہ تین سو من کا ایسا آبدار تھا کہ
سپر پرنہ رکا سپر کو توڑ کر خود و بلغہ زرہ ٹوپ سے گذر کر کاسہ سر کو تراش کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا تھا کہ فیروز خان نے دانتا نے
دم تیغ مین مارے دانتانے قلم ہوے کلائیان مجروح ہوئین مگر تیغہ بھی اچٹتا کر سر سے نکلگیا چادر خون کی منھ پر آئی
سر ہر سے نے پر جا لگا کوہی نے چاہا کہ سر کاٹ لون لیکن قیماس خان خاوری بھائی اس دلاور کا بہت جلد ہان ہان کرتا
ہوا بیچ مین آگیا اسوقت شہزادہ ایرج مرکب اڑا کر سامنے امیر کے آئے اور کہا آپ دیکھتے ہین باوا جان کے ماموں کیسا
بدنام مجھکو کر رہے ہین انکو لشکر سے نکلوا دیجیے امیر نے کہا کہ بابا وہ بھی تو شجاع ہین تلوار کا کام کاٹنا ہے ہاتھ حریف کا پڑ گیا
وہ ناچار ہین لیکن بغیر سرخرو ہوے میدان سے پھر تو نہین آئے دشمن کو پشت تو نہین دکھائی شہزادہ نے یہ سنکر موچھون کو تاؤ
دیا اور کہا بجا ارشاد ہوا اب انشاءاللہ اس اپنے غلام کی تلوار کی کاٹ ملاحظہ فرمائیے گا امیر ہنس کر چپ ہو رہے ادھر ساحر نے
وہی تیغہ خونچکان سر قیماس پر بھی لگایا اس اشجع دوراں نے سپر کو سامنے کیا مگر وہ ایسا بازو پر قوت رکھتا تھا کہ سپر کاٹ کر
تا دو ابرو قیماس کے تیغہ اترا اسنے بھی دستانے مار کر دفع کیا اگلی مرتبہ شہزادہ دارا اب مرکب اڑا کر سامنے گئے اسنے نعرہ مارا کہ
کیا تم لوگ لاشے پاٹتے میرے سامنے ہو کسی آہن تن کوہ پیکر سنگ بدن کو بھیجو کہ مزا مجھکو شمشیر زنی کا حاصل ہو یہ سنکر شہزادہ
نے فرمایا کہ زبان بند کر اور بازو کھول غرور کرنا مردان عالم کو زیبا نہین قوت بازو پر غرا تا کجا لا ضرب کیا رکھتا اسنے کہا مین نے
سنا تھا مسلمانون کو خداوند لقا نے سنگ و فولاد سے بنایا ہے اور انکو بنا کر بھول گئے تھے اس لیے قضا انکی بنائی نہین لیکن یہ
کلام مجھکو جھوٹ نظر آتا ہے یہان تو فولاد کیسا ہر مسلمان بالو کا بنا معلوم دیتا ہے کہ آب شمشیر سے کاغذ تن انکا بہا جاتا ہے یہ کہکر
وہی تلوار سر پر شہزادہ کے دیو تار کے بھی لگائی ستارہ بخت مسلمانان اسوقت برج دو پیکر مین آیا تھا شہزادہ موصوف بھی تا دو ابرو
زخمی ہوا عیار نے اس جان و جگر حمزہ کو بھی میدان سے پھیرا اب تو شہزادہ ایرج کو تاب نہ رہی مرکب اڑا کر سامنے شاہ اسلام
کے آیا کل لشکر دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے ہزار ہا نقارے شتری فیلی بجنے لگے سرداران شہزادہ دیجاہ پیادہ ہو کر رکاب
مین دوڑے شہزادہ مسطور نے مرکب سے کود کر پایہ تخت ظل اللہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اب جان نثار کو تاب ضبط باقی نہین
ہے یا تو اس گبر لقا پرست کو راہ دار البوار دکھاؤنگا یا سر اپنا میدان مین کٹوا کر زندہ جاوید کہلاؤنگا بادشاہ نے شہزادہ
کو خلعت جامہ کلاہ عفریت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا یہ بہادر پشت توسن پر آیا مرکب کو راون مین مسلنا تھا کہ
وہ بادپیما طرارہ بھر کر چلا یہ جادہ جا چھلاوہ تھا کہ نظر سے غائب ہو گیا یا شرارہ تھا کہ چمک کر نکلگیا طرفہ طلسم دکھائی دیا کہ نظم

جہان کے باغ مین نقاش ترے گلگون کی — جو چاہین شکل بنائین تو کیا کرین تدبیر
کہا مصور باد بہار نے جس کو — اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچیے تصویر
نہ دونگا اسکو مین تشبیہ برق و آتش سے — کرونگا کیا مین بھلا جست و خیز کی تقریر
نہین ہے مرکز خاکی پہ اسکے جلدی کا — بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
رکھا کرے ہے صدا گرد اسکی جولانگاہ — دماغ آہوے تاتار پر زبوے عبیر
اُسے رکاب کے بوسہ کی آرزو تھی و لے — نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھ کے حقیر

تین طرارون مین شہزادہ کو وہ باد پا لیکر مقابل حریف پہونچا وہ نامردہ تھپیہ ہمگا ور گینڈا ابرھا لایا ایسی ٹکا در ٹپی کہ چھ قدم گینڈا اُسکا پیچھے ہٹا اور تین قدم گھوڑا شہزادہ کا پسپا ہوا وہ کوہی شرمندہ ہوکر گیتجک گینڈے کو مار کر آگے بڑھایا اور پکارا کہ یہ جانور بدتمیز تھا اس کے ہٹ جانیکا آپ خیال نہ فرمایئے گا شہزادہ نے ہنس کر کہا اچھا اب تم نہ ہٹنا اور کارزار مردانہ وار آغاز کرو ادھر یہ گفتگو تھی لیکن ادھر نواحی مین لقاکی بختیارک جو بیٹھا تھا اُسنے کھڑے ہوکر شہزادہ کو ہم نبرد سامر دیکھا لیس پکارا کہ یا خداوندا اپنے پہلوان کو بُلوا لیجیے ورنہ وہ جہنم مسلمانان کی سیر کیا چاہتے ہین ایک شوم وحشت ان کے مقابلہ کو آیا ہے مین نے بہت کم دیکھا ہے کہ کوئی اسکے مقابلہ سے بچ کر پھرا ہے قاہر کوہی گینڈے بدہاتھی کی جھول پکڑے کھڑا تھا اسنے بھی یہ تقریر سُنی اور کہا ملک جی تم کیا بدشگونی منایا کرتے ہو میرے بھائی نے کئی سو مسلمانونکو چوٹیلا کیا ہے اب یہ بھی دو پر کالہ ہوا چاہتا ہے یہ ایسا کون سورما ہے جو بچ کر چلا جائیگا بختیارک نے کہا اے بیوقوف یہ قدرت کا نواسا ہے نوچکیدۂ قدرت کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور خیر میرے بیان پر کیا منحصر ہے اب تم دیکھ لینا کہ بھائی صاحب پر کیا گذری یہ کہہ رہا تھا کہ وہان ساحر نے دہنے پر گینڈے کو چڑھا کر رکابون مین پانون ستوار کرکے خبردار خبردار کہکر بر سر شہزادہ نامور تیغہ آتارا شہزادہ نے گھوڑا اڑا کر زیربغل اسکے پہونچکر سپر کو آگے کیا کہ قبضہ تو سپر پر پڑا اور تیغہ بالکل خالی ہوگیا شہزادہ یا تو بہت جلد زیر بڑھا یا مرکب اس طرح چڑھا لایا کہ حریف کو دست راست کے نیچے سب پایا اسوقت شمشیر جانستان کھینچکر نعرہ کیا کہ باش اب ہماری باری ہے یہ کہکر وار کیا اہن ارپی نے گھبرا کر سپر کو چہرہ پر پناہ کیا مگر تیغ صاعقہ خصال و ہستی سوز رعد کب رکتی تھی سپر کو مثل قرص بنیر کاٹکر خود دو بلغہ عرق چین زرہ ٹوپ گدی جھلم کو کاٹتی ہوئی کاسۂ سر مین در آئی ہر چند ساحر نے داستانے مارے لیکن اس زور مین وہ حسام آبدار جاتی تھی کہ کلائیان اور داستانے کٹ گئے مگر تلوار سر سے نہ نکلی کلہ و جبڑے کو تراش کر صندوق سینے سے متاع جان برباد کرتی ہوئی شکم کو کاٹ کر کفل گاہ سے گذری پھر گینڈے کے زین وغیرہ کو کاٹ کر پشت سے گذر کر زیر تنگ آکر زمین پر مثل برق چمکی کوہی کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے اہل اسلام مین شور تحسین بلند ہوا غازیون نے نعرہ اللہ اکبر کیا عیارون نے دوڑ کر خدمت شہزادہ مین عرض کیا کہ اے شہریار سبحان اللہ

نظم

جب تری تیغ مین موجود ہو برش تا رن تک — کھینچکر اپنی کمر سے جو تو مالے اک ہاتھ — کیون نہ کوس لمن الملک تو مارے ہر دم
تجکو للکار کے میدان مین صف مردان کے — سامنے آئے ترے کون ہے ایسا مرد ک — شکل نقارہ کی جوڑی کے دو حصہ ہو فلک

عیار تو سرگرم ثنا خوان تھے لیکن

بختیارک کوہی کے دو پرکالے ہوتے ہی اُچھل پڑا اور کہا وہ مارا میان قاہر صاحب مین آداب عرض کرتا ہون دیکھی آپ نے زبردستی ان مسلمانون کی واہ واہ کیا پیارا ہاتھ مارا ہے کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا قاہر کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور گینڈا بڑھا کر فوج کو ہیان کو للکارا کہ ہان ہان لینا اس مسلمان خیرہ سر کو فوج ہر سمت سے لینا لینا کہہ کر چلی بدلی سیاہ کی گھری ہوا بدلی تیرون کی بوچھار پڑنے لگی یہ شہزادہ جری تیغ بکف اس بادل مین برق کی طرح چمکنے لگا اور سر مثل قطرات باران برساتا تھا لقا کی فوج بھی حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھوایا امیر کشورستان کا نعرہ بلند ہوا کہ تمام اہل اسلام آگرے تلوار گھمسان کی چلنے لگی زبان شمشیر زہر اُگلنے لگی شعلہ تیغ نے صحرائے جسد پھونک دیے دیار تن مین آگ لگی ناریون کی گرم بازاری بہادری سرد ہوئی شوکت وجلالت گرد ہوئی جو سامنے آیا فی النار ہوا موت کا گرم بازار ہوا برق شرربار شمشیر سنگیٔ خرمن ہستی کے جلانے پر اندھی ہی دم بھر مین صفین صاف تھین روحین گریزان و روگردان از مصاف تھین شور دار و گیر برپا تھا ہاتھ کہین پانون کہین سر کہین تھا اتنی بھی خبری بھی کہ اعضائے تن کا بھی ٹھکانا نہ ملتا تھا سوائے اسلحہ کی جھنکار اور قرنا وطبل کے اور کچھ سنائی نہ دیتا یہ عالم اس میدان جنگ کا تھا

بکردند یک تیر باران نخست
ز پیکانہائے درفشان چو آب
وزان گرزداران و نیزہ دران
زمین سر بسر پاک پر خون شدہ
درودشتہا شد ہمہ لالہ گون

بسان تگرگ بہاران درست
تو گفتی ہوا ابر دارد ہمے
کہ می تاختندے برین خاکدان
بدان شورش اندر میان سپاہ
بدشت و بیابان ہمی رفت خون

بپوشیدہ شد چشمۂ آفتاب
وزان ابر الماس بارد ہمے
ہوا زین جہان بود شبگون شدہ
ازان زخم شمشیر دلگیر سپاہ

عین گرمی جنگ مین کئی سردارون کو **قاہر** کوہی نے زخمی کیا اور بغضب تمام تلوارین مارتا لشکر اسلام پر چڑھتا چلا آتا تھا جان پر کھیلے تھا اسکا تو یہ نقشہ تھا مگر طلسم **سہیل** جو روانہ ہوا تھا کشتیان نذر کی لیے ہوئے اسوقت یہان آکر پہونچا اور جب درۂ کوہ سے کہ جو سرحد طلسم ہے باہر آیا نہیب مبارزان و نعرۂ دلاوران کی صدا اُسنے سُنی مع اپنے ہمراہیون کے اُڑکر قلعہ کوہ عقیق پر آکر ٹھہرا دیکھا تو بڑے زور شور سے تلوار چل رہی ہے اس قلعہ کا سلیمان عنبرین مو کی جانب سے **ملکان** کوہی قلعہ دار ہے اس سے اسنے پوچھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے اسنے کہا خداوند باخبر نے آج خداپرستون کو غارت کرنا چاہا ہے تم دیکھو اب کچھ دیر مین وہ سب برباد ہوئے جاتے ہین اسنے کہا اسوقت تو مسلمان ہی زبردست معلوم دیتے ہین **ملکان** نے کہا سچ کہتے ہو پھر مشیت خداوندی مین کیا دخل ہے مین نے بھی قلعہ آراستہ کر رکھا ہے اگر خداوند ہزیمت کھا کر اندر قلعہ کے آئے تو مین سب دشمنون کو اُڑا دونگا **سہیل** نے کہا یہ نوبت ہی کیون آنے پائے مین جاکر سب کو غارت کیے دیتا ہون مجھکو معلوم تھا کہ مسلمان غارت ہوگئے ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ نہین مسلمان زندہ ہین یہ کہکر آپ اُڑکر جہان **لقا** ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا آیا تسلیم کرکے سر سجدہ کو جھکایا **لقا** نے **بختیارک** سے پوچھا کہ یہ بندہ میرا کون ہے اسنے اسکو ساحر وضع دیکھ کر کہا اسکو شاہ طلسم **افراسیاب** نے بھیجا ہے یہ کہہ کر **سہیل** سے مستفسر ہوا کہ تم کون ہو اور کیون آئے ہو اسنے جواب دیا کہ بادشاہ جادوان کا فرستادہ ہون شیطان نے کہا ایسے بہت سے شاہ جادوان بھیجا کرتا ہے

ایک شیشہ دارا آئی تھین کہ اپنون کو جلا کر چلی گئین تھین اب تم آئے ہو دیکھو کیا کرتے ہو اُسنے کہا ملک جی خوب یاد دلایا مسلمان تو تباہ ہو چکے اب یہ لڑائی کس سے ہوتی ہے ملک جی نے جواب دیا کہ یہ رزم امیر کشور گیر صاحب توقیر زلزلہ قاف صاحبقران دوران حمزہ عالیشان سے ہے جنکا ایک ادنی غلام فراری یہ تمھارا خداوند لقا بیٹھا ہے سہیل نے یہ سُنکر منھ پر اپنے طمانچے لگائے اور کہا ملک جی توبہ توبہ کرو یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین انکو بھاگتے تو راستہ نہین ملتا ان سے غلام تو کرورون درجہ اچھا ہے ساحر نے کہا اجی توبہ کرو یہ کلمات سنکر لقا نے کہا اے بندۂ من تو اسکی باتون پر نہ جا یہ شیطان میری درگاہ کا ہے اسکا کام لوگون کو اغوا کرنا ہے اچھا اب اپنا حال بیان کر کہ کس طرح آیا ہے اس نے عرض کیا کہ شاہ جادوان نے سُنا کہ آپنے سب بندگان مغضوب پر فتح پائی چنانچہ چالیس ۴۰ کشتیان نذر کی اور عرضی محتوی بمضمون مبارکباد بھیجی ہے پس وہ کشتیان میرے ہمراہی قلعہ پر لیے ٹھہرے ہین اب آپ لڑائی موقوف فرمائین اپنے لشکر کو لشکر مسلمانان سے الگ کر لیین مین سب کو دم بھر مین گرفتار کر دون بختیارک نے کہا آپ معاف کیجیے خداوند بھلا آپکی کشتیون کے محتاج نہین ہین جو نہی ہوئی لڑائی بگاڑ دین بندگان خداوند اسوقت خوب جانبازی کر رہے ہین ساحر نے کہا دیکھیے کہا مانیے سہل کام کو مشکل نہ کیجیے آیندہ آپکو اختیار ہے بختیارک کو تو یہ منظور ہی تھا ساحر کو صرف تیہا دلانا تھا جب اسنے بہت کہا تو اسنے عرض کیا کہ یا خداوند طبل امان بجوا دیجیے یون لشکر باہم جدا نہ ہون گے خداوند نے کہا بہتر ہے پس شیطان نے حکم دیا کہ لشکر مین طبل امان پر چوب پڑے قاہر کوہی اور عنصر وغیرہ بڑے جوش وخروش سے لڑتے ہوے جھوم جھوم کر تلوارین مارتے چلے جاتے تھے طبل بجنے سے رُکے لشکر آپسمین گتھا ہوا تھا جدا ہوا قاہر کوہی کا بھائی مارا گیا ہے اُسکو معلوم ہُوا برا ہوا اور عنصر سے کہا خداوند نے یہ کیا کیا جو طبل بجوا دیا اگر ایسا ہی ڈر انکو ہے تو پھر لڑتے ہی ناحق ہین میرے دل کا حوصلہ دلمین رہ گیا اگر مین حمزہ کو ٹوک کر مار لیتا پھر لڑائی کا خاتمہ تھا عنصر نے کہا کچھ سبب ہوگا جو خداوند نے طبل بجوایا وہ حال معلوم ہو جائے گا یہ امر بیوجہ نہین ہوا غرض سب لشکر میدان سے پھرا قاہر بھی بکتا جھکتا پلٹا ادھر بختیارک نے سہیل سے کہا لو اب لشکر ہمارا الگ ہو گیا اب دیکھین کہ تم کیا کرتے ہو سہیل یہ سنکر اکیلا اڑ کر چلا اور امیر اس خیال سے کہ دشمنون نے مغلوب ہو کر طبل آسائش بجوایا ہے اب کوئی فساد اسوقت کرنے والا نہین ہے پس غافل پھرے ہوے جانب بارگاہ جاتے تھے ان دغاباز نے بلندی پر سے ایستادہ ہو کر سحر کیا کہ امیر پر غفلت طاری ہوئی عیار جو ساتھ تھے انسے فرمایا کہ ہوا دار لے آؤ یہ کہہ کر مرکب پر سے اُترے اُترتے ہی بیہوش ہو گئے لوگ ہوادار پر جبتک لٹائین لٹائین اسوقت تک آواز مہیب آئی کہ تمام لشکر کے لوگ تھرا گئے عیاران لشکر گھبرا کر بہ تعجیل تمام رو بفرار لائے بعض لشکریون کے گھوڑے اس آواز کو سنکر الف ہوے اور سوارون کو لیکر بھاگے بعض جو پشت توسن پر سنبھل نہ سکے وہ گر گئے ارکان دولت اور تاجداران ذی مرتبہ گرد تخت شہنشاہ اسلامیان آ گئے اور چاہا کہ بہت جلد روانہ ہو کر بارگاہ سلیمانی مین پہونچ جائین لیکن ممکن نہ ہوا دم بھر مین دنیا اندھیری ہو گئی ایک چادر سیاہ ظلمت کی تمام لشکر پر پڑ گئی تمام فوج گھر گئی لشکر مین غل ہوا کہ اے رب ودود بچانا یہ کہتے ہی تھے کہ دوسری آواز ہولناک پھر آئی ایسی صدائے مہیب تھی کہ گاؤ زمین یقین تھا بار ہستی دگیتی چھوڑ کر بھاگ جائے فلک فرط خوف سے گھٹ کر زمین مین سما جائے ہزارہا لشکریون کے کلیجے پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے وہ جو قوی دل تھے

بیہوش ہو گئے چار سمت سے نور اسلام پر ظلمت سحر و کفر چھا گئی وہ سب چہل پہل مٹی تمام کاروان لشکر بے صدا ہو گیا گھوڑون کی ہنہنانے کی آواز بھی آتی تھین حصار سیاہ گرد لشکر کئی کوس تک کھینچا تھا یہ خبر عیارون نے جب محلات مخدرات مین پہونچائی کہ گلستان صاحبقرانی پر بربادی آئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک زن مہ سیمائے گیسو پریشان کیے خاک عزا سے پیشانیان بھر لین موئے مشکین و زلفین عنبرین کو کھول کر کوئی تو سجدے مین گری اور کوئی سمت کعبہ جبین سائی کرنے لگی کوئی ناک گھستی اور کوئی رو رو کر مذمت دنیائے دنی کرتی تھی

ابیات

اے چرخ مجھے دل دہی کرنی نہین آتی	لو سب کے دل وجان کا خواہان ہے برابر
یو نہین جو ہے خاطر مین ترے مین بھی ہون حاضر	یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
دریا مری آنکھون سے یہ بہتا ہے لہو کا	مژگان سے مرے پنجۂ مژگان ہے برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہے اک آہ	نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
آنکھون سے مروت تری اور دل سے ترے رحم	قسمت ہے یہ اپنی کہ گریزان ہے برابر
ہے سینہ تفسیدہ ہر اک تختہ گلزار	جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان ہے برابر
آنسو نہ بجھے تجھ سے کبھو میرے کہ تجھ پاس	لخت دل وگلبرگ بدامان ہے برابر

اسی ہنگامہ شور و شیون مین عیارون نے سب کو اندر بارگاہ سلیمانی کے جمع کر کے گرد بارگاہ اپنا انتظام کیا اور کہا اس بارگاہ کی قناتون کے نیچے بیٹھ رہو کیونکہ سحر اس جگہ اثر نہ کریگا اور لشکر جو بہ قصد تاراجی خیام آئیگا تو سمجھ لین گے غرض تو بڑون مین پتھر بھر کر پنجہ لیکر تیر دلدوز کمانون مین دیکر بانہ عیاری سے آراستہ ہو کر بیٹھ رہے اور چند عیار اس فکر مین روانہ ہوے کہ دیکھین یہ آفت کیونکر آئی ہے یہان تو ایسا کچھ انتظام ہے مگر کسی عیار کی مجال نہین ہے جو اس حصار شاہ سے امیر یا کسی شخص کو نکال لائے فی الجملہ سہیل ہر شخص کو مقید کر کے پھر اس عرصہ مین لقا پھر بارگاہ مین آیا تھا تمام لشکر نے گھڑی بھی کچھ لشکر بہر حفاظت مسلمانان مقرر ہوا تھا کہ یہ ساحر خدمت لقا مین آیا اور وہ کشتیان جواہر کی شاہ جادوان کی طرف سے نذر بگزرین اور عرضی پیش کی لقا نے کہا جب تو نہین مگر اب بندگان معتوب غارت ہوے ساحر نے کہا خیر ان کے غارت ہو جانے سے مطلب ہے شاہ نذر فتح بھیجتے ہی پھر پہلے ہی سے بھیجدی یہ کلمات عرض کر کے ذنگل زرین پر حسب اجازت خداوند بیٹھا اس اثنا مین نور روز کو مثل اہل اسلام ظلمت شب نے چار طرف سے گھیر لیا اور صاحبقران عالم افلاک و نجوم تھرا کر پردۂ زرد مغرب مین گیا کہ

کہ ہو روز سیہ کو جس سے زنہار	ولے وہ شب تھی ایسی تیرہ و تار
چراغ و شمع کا یون نور نایاب	سیاہی مین ہو جیسے قطرۂ آب

قاہر کو ہی اپنے بھائی کی لاش اٹھانے مین تھا بعد فراغ امور اموات غصہ مین بھرا ہوا کہ خداوند سے چلکر جنگاہ سے پھر آنیکا سبب دریافت کرون بارگاہ مین آیا یہان آکر سب سے بالا دست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا البسا اور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ کو ضبط کر کے قریب بختیارک بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملکہ جی ہماری لڑائی تو برابر کی تھی پھر طبل بازگشت کیون بجوا دیا ہمارا بھائی مارا گیا تھا ہم بدلا لیا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے شیطان نے جو ابسیا کہ خداوند

نے تقدیر نو کرکے اس بندہ کو طلسم سے فوراً بلوایا کہ اسنے آتے ہی جنگ فتح کردی مشیت خداوندی مین گذرا تھا کہ بغیر فتح کیے نہ پھرین پھر تمسے یہ لڑائی فتح ہونا ممکن نہ تھی قاہر نے کہا سب کے سر کٹ آئے اب کوئی حریف زندہ تو نہین بختیارک نے کہا یہ معاملہ مین نہین جانتا تم سہیل سے پوچھو اسیمن سہیل نے بھی یہ کلام سُنا اور کہا کہ ملک جی کیا معاملہ ہے اُس نے کہا یہ پوچھتے ہین کہ تم جو لڑے تو کیا بڑھکر کام کیا ساحر نے کہا جو کچھ ہمنے کیا وہ ظاہر ہے یہ پہلوان ہین دوپہر سے لڑ رہے تھے اور کچھ نہ ہوسکتا تھا ہم نے ایک ہی منتر مین کام تمام کردیا قاہر تو آئے ہو رہا تھا یہ سخن سُنکر کہ دوپہر لڑے اور کچھ نہ ہوا اور زیادہ بھڑک اٹھا اور عنصر سے گویا ہوا کہ ارے نالائقو کوہیوزوف ہے تمھاری اوقات پر اور لُعنت ہے تمھارے جینے پر کہ تم سے دو دو پہر لڑنے مین کچھ نہ ہوسکا اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے ہین یہ ساحر ہین سہیل نے ہنس کر کہا پھر اسمین کچھ شک بھی ہے ہم نہ ہوتے تو یہ دن نصیب ہوتا قاہر نے کہا ابے کیا واہی بکتا ہے یہ کام نامردون کا ہے جو بہادر کو سحر سے عاجز کرتے ہین دلاور سینہ سپر کرکے سر بکھ ہو کر لڑتے ہین واقع مین مسلمان بڑے بہادر ہین اور اسی وجہ سے ہمیر فتحیاب ہوتے ہین کہ کوئی مکر نہین کرتے سہیل از بسکہ طلسم کا رہنے والا تھا کوہیون کی زبان کم سمجھتا تھا بختیارک سے مستفسر ہوا کہ یہ کوہی کیا کہتا ہے وہ شیطان لڑوا دینے مین استاد تھا ہنسکر گویا ہوا کہ تمھین گالیان دیتا ہے یہ سننا تھا کہ وہ غصہ مین آگیا اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا او نالائق کیا بکتا ہے قاہر بھی کھڑا ہوگیا اور پکارا کہ تو نالائق تیرا باپ نالائق تیرا جمشید نالائق تیرا افراسیاب اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق او کمبخت تو میرے منھ چڑھتا ہے ساحر نے چاہا کہ سحر کرے کوہی دل مین سوچا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے جسمین یہ سحر نہ کرسکے یہ سوچ کر فوراً زمین پر آہ کرکے گرا سہیل گھبرا کر جھکا کہ یہ کیا ہوا اور اہل دربار بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے مگر قاہر جو زمین پر گرا تھا اُسنے دونون ہاتھ سے ٹانگین خوب مضبوط سہیل کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گرا اور یہ کھڑا ہوگیا اور جب تک سنبھلے سنبھلے اسوقت اس نے چکر دینا شروع کیا اب اس گھنچکر بننے سے اور گھمنی یعنی چرخ کھانے سے سحر جادو سب رفو چکر ہوگیا اہل دربار سب ہان ہان کرتے ہین دوڑے پکارتے ہین ارے کیا کرتا ہے ارے چھوڑ دے لیکن کون سُنتا ہے جو ساحر ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر بارگاہ کے ایک خیمہ مین اُترے ہوئے تھے غلغلہ سُنکر دوڑے اتنے عرصہ مین قاہر نے ستون بارگاہ پر چرخ دیکر اس ساحر خیرہ سر کو جو مارا سر اُسکا تڑاق سے چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور وہ ہلاک ہوا زمانہ تاریک ہوگیا آواز آئی کہ مارا سہیل حشتم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے اُدھر اہل اسلام کی عورتین بلبلا کر استغاثہ بجناب احدیت کر رہی تھین رو رو کر دعا مانگتی تھین کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثون کو بچالے اور صحیح و سالم ہم سے انکو ملا دے موجب

تیری ہی ذات سے متعلق ہے عفو جرم	آنکھون مین دل مین چشم مین ہر جا ہے تو ہی تو
مولا یہ سچ کہین کہ ہوئی ہم سے کیون خطا	مدت سے اپنے دل مین تھی بخشش کی آرزو
تازیر آسمان ہو زمانہ مین صبح و شام	یارب یہ تجھسے ہم سے ہے بیکس کی آرزو
روشن ہمارے دوست کی ہر شب ہو شمع عیش	بدخواہ کے نصیب نہو روز خوش کبھو

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا ساحر کے مرتے ہی وہ حصار ظلمت مسلمانون پر سے دفع ہوا امیر کو بھی ہوش آیا

ہر شخص سحر کی آفت سے چھوٹا اور از بسکہ امیر شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین بدینوجہ لشکر لقا کی فوج اسلام نے خبر نہ لی اور بخیریت تمام سب داخل لشکر ہوئے اور محلات خاداں و فرحان اپنے مقام پہ گئے تمام لشکر مین خوشی ہوئی سب بآرام تمام مسکن گزین ہوئے اس طرف لشکر لقا مین تادیر مرگ ساحر سے غلغلہ رہا وہ ہنگامہ برطرف ہوا وہ چالیسون ساحر ہمراہیان سہیل اب لڑین تو کس سے لڑین بارگاہ خداوندی مین بغیر حکم شاہ جادوان فساد کرنا مناسب تھا نا چار نعش سہیل کی لیکر جانب طلسم روانہ ہوئے اور قاہر بکتا جھکتا باہر بارگاہ کے نکلا بختیارک نے کہا اے عنصر کوہی تم جا کر قاہر کو سمجھاؤ خداوند تمھارے ماموں کے مہمان ہین اس لیے کچھ تمھاری برادری کی نسبت تقدیر بدی کی نہین فرماتے ہین انھون نے بہت برا کیا کہ ساحر کو مار ڈالا خداوند کے پاس ساحر آیا کرتے ہین پھر ان سے بگاڑنا اچھا نہین عنصر یہ سنکر اٹھا اور قاہر کو اپنے مکان پر لایا اور کہا تم نے یہ کیا کیا کہ شاہ جادوان کے ساحر کو مار ڈالا اب مقرر کوئی آفت آئیگی قاہر نے کہا آفت کیا آئیگی جو کچھ ہوا وہ ہوا مین تو تلوار کو خوب جانتا ہون اور اگر سحر و نیرنگ سے خداوند کو لڑتے مین سنتا تو مین گھر سے کبھی نہ آتا اور سچ تو یہ ہے کہ مجکو خداوند کی جانب سے اعتقاد جاتا رہا مین تو مسلمانون کے دین کو اچھا جانتا ہون عنصر نے کہا ارے میان توبہ کرو تمھارے ایمان مین فرق آگیا ہے لو آؤ اب غصہ جانے دو یہ کہکر اسکو بزم عیش مین بٹھایا اسطرف وہ چالیسون ساحر نالان و گریان طلسم مین پہونچے اور قریب دریاے خون رواں آکر اس طرف جانیکا ارادہ رکھتے تھے مگر شاہ جادوان باغ سیب کے کنارے دریاے مذکور کے براے تفریح طبع آیا تھا اور ارادہ رکھتا تھا کہ کوہ نیلم پر جا کر شیشہ دار سے ملے اسنے ان چالیسون ساحرون کو دیکھ کر جانب دریا کچھ پڑھ کر پھونکا یکایک دریا مین تلاطم ہوا اور چالیس پنجہ سیمین سے نکلکر کمر مین ان ساحرون کی پڑے اور اٹھا کر سامنے شاہ جادوان کے لائے وہ سب بادشاہ کو تسلیم کر کے پکارے کہ اے بادشاہ سہیل حشتیم مارے گئے شاہ نے کہا حریف تو کوئی باقی نہ تھا کس نے انکو مارا انھون نے کہا بارگاہ مین خداوند کی مارے گئے شاہ نے فرمایا وہان کس نے مارا انھون نے عرض کیا کہ اول جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر طبل امان بجا سہیل نے پھرتے وقت کل لشکر حمزہ کو گرفتار کر لیا اور بارگاہ خداوندی مین گئے بعد کچھ عرصہ کے صداے نوحہ پیران ہمنے سنی جا کر جو دیکھا تو لاش انکی پڑی تھی ایک آدھ سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاہر کوہی نے انکو مارا پس ہم لاش لیکر یہان چلے آئے آگے اور کچھ ہمکو معلوم نہین بادشاہ کی کچھ سمجھ مین بیان انکا نہ آیا فرمایا کہ انکو معلوم ہوتا ہے کچھ نشہ زیادہ ہے یہ کہہ کر اپنے ہمراہیون سے حکم دیا کہ انکو باغ سیب مین لیجا کر کسی مکان مین ٹھہراؤ صبح کو ان سے حال دریافت کرونگا ملازم حسب ارشاد حکم بجا لائے بادشاہ بھی آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ فرط عطش سے طفل غنچہ کو چسکا لگا شبنم سحر سے دایہ بہار نے پیالون کو گلون کے بھر اکر ابیات

اٹھائی صبح نے جب چادر شب — تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب
ہوا کچھ دیر مین رخ اسکا پرنور — ضیا نے کردیا عالم کو معمور

صبح دم بادشاہ طلسم سریر سلطنت پر آ کر جلوہ فرما ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے اور اپنی جگہ پہ بیٹھے بادشاہ نے ان چالیسون ساحرون کو طلب کر کے حال دوبارہ دریافت کیا انھون نے

پھر وہی کیفیت بیان کی بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شیشہ دار نے جاکر لشکر بندگان معتوب غارت کر دیا یہ کہتے ہین کہ لڑائی ہو رہی تھی پھر کوہی پرستاران خداوندمین سے تھا اُسنے میرے ملازم کو کس لیے قتل کیا اور نیز اگر اسنے قتل کیا ہے تو مین بھی اُس کوہی کی ٹانگین چروا ڈالونگا اچھا دبیر خوش تدبیر کو بُلاؤ بمجرد حکم منشی سامنے حاضر ہوا اُس سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ بطور عرضی کے متضمن بہ شکایت خداوند لقا کو تحریر کرے اور اُسمین یہ بھی مضمون ہو کہ جس شخص نے میرے ساحر کو مارا ہے اُسکو نامہ دار کے حوالہ فرمایئے تاکہ وہ اُسکو قتل کرے منشی زبیندہ رقم نے عریضہ حسب فرمان شاہ ترقیم کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند ہماری جان نثاری کا مطلق پاس ولحاظ نہوا کوہیون کی اسقدر خاطر منظور رہوئی کہ اُسنے ہمارے ملازم کو مار ڈالا اب عقاب سہ چشمی ایک ساحر زبردست کو بجمعیت کثیر ساحران خدمت عالی مین بھیجتا ہون اُس کوہی بدکردار کو ساحر مذکور کے حوالہ کر دیجیے گا اور درصورت تامل اپنے بندون کا دل رنج بڑھانا ہے جب منشی نے پیش کیا بادشاہ نے مہر اپنی عریضہ ادب کے مقام پر ثبت کی اور عقاب کو عرضی دیکر حکم دیا کہ پچاس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیجا کر پہلے تو قاہر کو قتل کرنا پھر لشکر حمزہ جو شیشہ دار کے ہاتھ سے بچ گیا ہے اُسکو تباہ و برباد کرنا اب مین بھی شیشہ دار پاس جاتا ہون دیکھون کہ وہ کیا کر آئی ہے اخبار کے پرچے مین لکھا دیکھا تھا کہ حمزہ بچ گیا ہے پس اُسی نے اور فوج بہم پہونچائی ہوگی مُسلمان تو تمام عالم مین بھرے ہین حمزہ نے بہت ملک فتح کیے ہین اور فوج بلائی ہوگی یہ حکم سُنکر عقاب وہان سے اپنے ملک مین آیا طلسم باطن کے ایک ملک کا یہ حاکم ہے الحاصل اُس نے پچاس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے اور قرنا سحر بجا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر پچاس ہزار ساحر کا پرا لیس پشت طائران سحر پر چڑھکر چلا اُدھر دبجا نفیر پھنکی آتش سحر ایسی شعلہ ور ہوئی کہ سقف فلک مین آگ لگ جانیکا گمان تھا ہوم کا دھوان ایسا سر بلند تھا کہ منزل خورشید مین کاجل پڑ جانیکا سامان تھا گوگل رال کے شعلے اُڑتے ساحر جے سامری کی بولتے ترسول پنسول اُن کے مثل ستارۂ سحری چمکتے ہنگامۂ عظیم برپا

نظم

غرور و کبر مین ثانی شداد
رواں اس طرح تھے افواج دین پر
درازی قد کی طول روز میعاد

ہر اک اپنے تئین مردانگی مین
کہ اُن سے آگے چلتا اُن کا ہمزاد

سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد
کبھی رستم سمجھتا گاہ پہلاد
ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت

اسی طرح دریاے سحر سے اُتر کر یہ لشکر قطع مراحل کرتا روانہ تھا اتفاق سے ایک روز دوپہر کو لشکر حوالی کوہ نیلم مین پہونچا اس وقت دھوپ کی شدت سے ساحر طائران سحر پر ٹھہر نہ سکتے تھے صحراے سبز و خرم دیکھ کر اُس جگہ اُتر پڑے کہ ٹھنڈے وقت چلین گے جب تمام فوج اُتری زیر درختان سایہ دار ٹھہر کر ضرورتون سے فراغت کرنے لگے کوئی بستر لگا کر لیٹا کوئی چبینا چبانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا کوئی نہانے کی فکر مین جانب تالاب و چاہ جانے لگا منجملہ اُن کے چند ساحر ایک چاہ کے کنارے آئے اور لٹیا کنوئین مین ڈالی وہ لٹیا پانی پر نہ گئی ایسی آواز ہوئی جیسے چمڑے پر کوئی چیز پڑے اور نرم آواز ہوا اُنھون نے جھک کر دیکھا تو ایک مردہ سا کنوئین مین نظر آیا اُسکے پیٹ پر لٹیا کو رکھے پایا یہ دیکھ کر یہ عقاب پاس گئے اور ماجراے دیدہ معرض بیان مین لائے وہ خود بر سر چاہ آیا اور چند آدمیون کو کنوئین مین اُتروا کر اُس نعش کو نکلوایا دیکھا تو یہ ملکہ شیشہ دار جادو ہے مگر عجب ہیئت سے ہے کہ بالکل برہنہ ہے صرف

ایک چادر پھٹی ہوئی کہیں پیوند کی سینہ سے تا بزانو بندھی ہے ستر پوشی کسی نے کردی ہے واضح ہو کہ عیاران اسلام عورت کی ہنگام بیہوشی ستر پوشی ہمیشہ کردیتے ہین اور نگاہ اُسکے ستر پر نہین کرتے ہین اور اگر نگاہ بد دیکھین توجب امیر پر حال کھلے امیر بغیر قتل کیے اُس عیار کے باز نہ رہین فی الجملہ عقاب نے دیکھا کہ ناک مین بتیان رکھی ہوئی ہین ایک پٹی بندھی ہے اسنے وہ پٹی کھولی بتیان نتھنون سے نکالین پانی منھ پر چھڑکا کہ بڑی دیر مین تیشہ دار کو ہوش آیا اسنے کشتی زنانہ پوشاک کی طلب کرکے لباس سے تجلی فرمایا پھر خیمہ مین اپنے لایا شراب پلائی طعام لطیف کھلایا جب خوب یہ آسودہ ہوئی اُسوقت اُسنے حال پوچھا کہ تم کیونکر یہان آئے اور مجکو کس طرح پایا اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجکو خداوند کے پاس شہنشاہ نے بھیجا ہے حسب اتفاق اس طرف سے میرا گذر ہوا اور تم کو کنوین سے نکالا ساحرہ نے یہ سنکر کہا مقرر یہ عیاری اُس عیار نے کی جسکو مین پنجہ مین داب کر اُس صحرا مین لائی تھی اب نہین معلوم کہ وہ کدھر گیا خیر جہان کہین ہوگا بغیر اُس کے زندہ در گور کیے مین دم نہ لونگی اے عقاب اب تم تو منزل بمنزل جاؤ مین اُس نا عیار خیرہ سر تیرہ روزگار کو لشکر حمزہ سے اس مقام تک ڈھونڈھ کر پیدا کرونگی اور جہان پاجاؤنگی کچا کھا جاؤنگی اور اب مین اپنے گھر جاتی ہون وہان سے اور کچھ تحفہ طلسمی لیکر لشکر حمزہ پر جاؤنگی اور حکم شہنشاہ بجالاؤنگی یعنی اُس لشکر گمراہ کو غارت اور برباد کرونگی عیار سردار ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگی اگرچہ مین وہ عیار نابکار بھی کہ جسنے مجکو ذلیل کیا ہے ملگیا تو خیر ورنہ اُسکو ڈھونڈھ لونگی عقاب نے اُسکو بہت کچھ سمجھایا کہ اے ملکہ شکر سامری کا کرو جو جان تمھاری بچ گئی عیارون کے فراق مین نہ پڑو اور اب بغیر حکم شہنشاہ مسلمانون سے لڑنے نہ جانا وہان اس طرح کا فساد پڑا ہے کہ ایک کوہی نے سہیل کو مار ڈالا ہے اب سامری جانے کہ شہنشاہ مدد خداوندگی کرین یا نہ کرین مین جانتا ہون کہ اُس کوہی کے دینے مین خداوند نے اگر مضائقہ کیا تو شہنشاہ سے بگڑ جائیگی ساحرہ نے کہا اچھا مین نہ لڑونگی مگر اُس عیار کو بغیر قتل کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر تخت سحر سے تیار کرکے اول اپنے مسکن کی طرف روانہ ہوئی حال اُسکے مکان سکونت کا اول مین بیان ہوچکا ہے غرض یہ تو اُس طرف روانہ ہوئی اور عقاب کوچ کرکے بسمت عقیق کوہ راہی ہوا مگر افراسیاب خانہ خراب بعد بھیجنے عقاب کے جانب کوہ نیلم روانہ ہوا یہان ایک روز تو چالاک بیمار رہا دوسرے روز جب نیلم جادو آیا یہ اُٹھ بیٹھا تیوری چڑھا منھ اس ناز سے بنایا کہ نیلم کی زندگی کا نقشہ بگڑنے لگا گویا ہوا کہ اے ملکہ اب مزاج کیسا ہے اُس نے کہا شکر ہے سامری کا اب وہ تو کیفیت نہین ہے لیکن کچھ ضعف و کسل مرض کے سبب باقی ہے ساحر مذکور مصروف خاطرداری ہوا اس عرصہ مین شاہ جادوان کی سواری اس مقام پر آپہونچی علامت اس کے آنے کی ظاہر ہوئی یعنی طائران کوہ یا افراسیاب یا افراسیاب کے نعرے مارنے لگے درخت جھومنے لگے ہوائے سرد وزان ہوئی نیلم اور سب ساحر اُٹھ کر چلے کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین چالاک بھی اُٹھ کھڑا ہوا دیکھا کہ تخت جواہر آگین پر بادشاہ شکوہ سوار ہے آٹھ نو سو پریزاد ان طلسم غلامان خوبرو ہمراہ ہین لکہ ابر سرخ سر پر سایہ فگن ہے چار سو کنیز ماہرو یاسمن بو سر پر مروحہ جنبانی کرتی ہین کچھ پریزادین یاقوت کی چلیمچی پھراتی جاتی ہین بیضہ ہائے زمرد و یاقوت فوارون مین اچھلتے ہین سونے کے لگن پریون کے سر پر ہین اُنمین فوارے چلتے ہین فوارون سے جو بیضہ اُچھلتا ہے شق ہوجاتا ہے کسی مین سے طائر خوشرنگ نکلکر شہنشاہ جادوان پکارتا ہے کسی بیضہ سے مقیش نکل کر

جھڑتا ہے کسی بیضہ سے ہزارہا پھول جواہر کا نکلتا ہے نیلم کوہ کے ہزارون ساحر دوڑ کر سجدے مین گرے کوئی ڈنڈوت کرتا تھا کوئی نذر لیے کھڑا تھا ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجتا تھا غرض باین تجمل و شوکت قصر کوہ کے قریب پہونچکر بادشاہ کا تخت زمین پر اُترا اور شاہ تخت سے جدا ہو کر جانب قصر چلا اُسوقت شیشہ دار و نیلم نے سامنے آکر تسلیم کی بادشاہ نے عجب حسن دلفریب شیشہ دار جادو کا اسوقت دیکھا کہ مانگ رشک کہکشان سر پر نکلی ہوئی زلف ہر ایک کمند گرہ گیر بنی ہوئی کاکل دوش پر چھوٹی ہوئی لہراتی ضحاک کی شبیہ خونخواری مین نظر آتی ورق مہر جہانتاب پیشانی پر نور یا لمعہ شمع تجلی کدہ طور رخ نور آگین مین اختر بخت صبحان کی ضیا وہ آئینہ کہ مہر و ماہ کو اپنا حیرتی جس نے بنایا خوبان پری چہرہ اسی رخ کے دیوانے ماہ خورشید اُسی شمع کے پروانے لب نازک کا یہ قول تھا کہ مین مسیحائے زمان ہون دہن تنگ یہ ثابت کرتا تھا کہ مین چشمۂ حیوان ہون ہر عضو بدن کا یہ دعویٰ تھا کہ مین یکتا ہون بموجب

واسوخت

ثمر پیشرس باغچۂ مہر و وفا
وضع سادی کہ نہ کھائی تھی زمانے کی ہوا

نوشگفتہ گل شاخ ثمر ناز و ادا
غیر کا نام نہ تھا خار تھے دامن سے جدا

پردۂ غنچۂ خلوت مین نہان بو کی طرح
ہاتھ چھو جائے تو کملائے لجالو کی طرح

نرگسی آنکھ سے ہو دیدۂ نرگس حیران
دہنِ غنچہ کبھی کھل نہ سکے پیش دہان

سامنے گیسوئے پیچان کے ہو سنبل پیچان
لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قدِ سروِ چمن سوکھ کے کانٹا ہو جائے
پھول آگے رُخ گلرنگ کے پتا ہو جائے

بادشاہ اس حسن زیبا کو اس گوہر گرانمایۂ خوبی کے دیکھ کر نقد دل دے بیٹھا اس گل گلشن محبوبی کا بلبل بنا اس سرو قامت کا قمری بنکر طوق پوش زندان تعشق ہوا ہاتھ مین ہاتھ دیکر جانبازی بدکر اندر مشکوئے مشکبوے نیلم کوہ کے آیا مسند پر پہلو مین اُس گل رعنا کو جگہ دی پریزادین شراب ارغوانی پلانے لگین شاہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کر اس ساقی بیوفا پیمان شکن کو دیا اس نے آنکھون کو گردش دیکر بناز و تبختر عذر کیا کہ مین کل سے ماندی ہو گئی تھی آج مجکو ہوش آیا ہی مین شراب نہ پیونگی اور اگر پیون گی تو پھر بیہوش ہو جاؤنگی لائیے آپکو مین اپنے ہاتھ سے پلاؤن بادشاہ نے منظور کیا یہ فتنہ خانمان برباد شراب سادہ بادشاہ کو پلانے لگا بادشاہ نے اسی شغل میخواری مین استفسار کیا کہ اے ملکہ لشکر مسلمانان پر تم گئی تھین کیا کر آئین اُس نے جواب دیا کہ سب خاتمہ کر دیا شاہ نے کہا کون کون مارا گیا اُس نے کہا مجکو نام ایک کا بھی نہین معلوم مگر ہان کام سب کا تمام کیا بادشاہ گویا ہوا کہ مین نے سہیل کو بھیجا تھا وہ مارا گیا اس کے آدمیونکا بیان ہے کہ جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر تم جو غارت کر آئی تھین تو یہ لڑائی کس سے ہوتی تھی ملکہ مکارہ نے جواب دیا کہ حمزہ کے تمام لشکر سے مجکو آگاہی نہین ہے کہ کتنا ہے جو میرے سامنے لڑنے کو میدان مین آیا تھا اُس کو مین نے غارت کر دیا پھر مجکو نہین معلوم کہ اور لشکر حمزہ نے منگایا یا نہین شاہ نے کہا یہ تم سچ کہتی ہو اُس کے بیٹے پوتے بجائے

لشکر نکلجاتے ہین ممالک تسخیر کرکے فوج بیشمار اپنے ساتھ لاتے ہین چنانچہ جنون جادو جب گیا تھا تو اُسکے مقابلہ مین
بھی جنگل سے فوج آئی تھی اچھا اے ملکہ ایک مرتبہ تم اور تکلیف کرنا جو لشکر کہ تمھارے سامنے آئے اُسکو قتل کرکے ٹھہری
رہنا تا وقتیکہ سب مسلمان نہ ہلاک ہون نہ آنا ملکہ نے کہا یہ بہت بڑی مہم ہے کس لیے کہ حمزہ کے قبضہ مین تمام ممالک باختر
ہے جسکی کہ خدائی خداوند لقا کرتے تھے پھر اُسکے لشکر کا کیا ٹھکانا ہے شاہ نے کہا کہ جب تم حمزہ کو قتل کر ڈالوگی مین تمام عالم
مین ساحر بھیجکر سب مسلمانون کو گھیر لونگا کچھ دیر ان کے قتل مین نہو گی ملکہ نے کہا بہتر ہے جب آپ فرمائینگے یہ کنیز جائیگی
شاہ نے کہا عقاب گیا ہوا ہے وہ آجائے تو پھر تم جانا یہ کہکر اُس غارتگر جان سے اختلاط کرنے لگا یہ عیار بھی اپنی
اداؤن پر اُسکو لبھانے لگا بھولی بھولی باتین بنانے لگا ابھی خلوت کا موقع نہین ہے شکیلم اور ساحران دیگر حاضر انجمن
ہین بادشاہ اس ماہرو سے ہنس ہنسکر لگاوٹ کی باتین کر رہا ہے دور جام کا چل رہا ہے اُسکو اس کیفیت مین چھوڑ کر اب پہلے
حال **عقاب** کا سنیئے کہ وہ بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا لقا نے خبر سنکر استقبال
کرا کر بلایا لشکر اُسکا الگ لشکر گاہ کوہیون سے اُترا اور وہ جب بارگاہ مین آیا خداوند کو سجدہ کرکے ڈنگل پر بیٹھکر پکارا کہ منم
نامہ دار لقا نے نامہ مانگ کر پڑھا اور اُسمین **قاہر** کا طلب کرنا پڑھکر سر ہلایا کچھ جواب دیتے بن نہ آیا **بختیارک** نے
دیکھا کہ لقا سر ہلاتا ہے مگر کچھ کہتا نہین یہ دیکھ کر اُسنے کہا یا خداوند نامہ مجکو دیجیے مین یہ گتھی سلجھا دون اُسنے نامہ اُسکو دیا
اُسنے پڑھکر کہا وہ کیا حرامزادہ ہے آپ خداوند اُس کوہی کو حوالہ کیجیے بندہ خاص عقیدتمند با اخلاص شہنشاہ ساحران سے
نہ بگاڑیے لقا نے کہا یہ کوہی بھی ہمارے بندہ خاص ہین مگر خیر خاطر ہے بندہ قدرت یعنی شاہ طلسم کی یہ کلمہ سنکر
بختیارک نے **عنصر** کوہی کو بلوایا اور کہا تم فوج لیکر جاؤ جس طرح ہوسکے **قاہر** کو باندھکر اُس کے خیمہ سے یہان لے آؤ
عنصر نے عرض کیا کہ وہ میرا عزیز ہے مجھ سے یہ نہو سکے گا دوسرے یہ کہ اُسکا برادر مارا گیا تھا ایک حرکت سہواً اُس سے
ہو گئی اب قصور اُسکا خداوند سے معاف کرا دو شیطان نے کہا تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ
یہ ساحر طلسم سے آئے ہین ایک کو بھی زندہ نچھوڑینگے **عنصر** نے جواب دیا کہ پھر آج **قاہر** کے لیے یہ سامان ہے کل
ہمارے لیے ہوگا یہ گفتگو **عقاب** نے بھی سنی اور کہا ملک جی تم اتنی التجا کیون کرتے ہو یہ کہکر **عنصر** سے کہا کہ معلوم
ہوا تم خداوند سے پھرے ہوئے ہو یہ اب ظاہر ہوا کہ باطن مین تم دشمن ہو یہ کہکر ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ **عنصر** کے
ہاتھ پانوْن کا دم نکل گیا اور کہا ایسے ایسے بندہ خداوند کے **افراسیاب** کے پاس بہت ہین تم مین فخر کیا ہے دیکھو اب
کس عذاب الیم سے قتل ہوتے ہو **عنصر** یہ حال اپنا دیکھ کر گھبرایا اور گویا ہوا کہ اچھا جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا **عقاب** نے
قول و قسم لیکر رہا کر دیا یہ وہان سے خیمہ مین **قاہر** کے آیا اور فرط خوف سے اُس بہادر کے پکڑ دینے پر آمادہ ہوا چنانچہ جب
یہ اُس کے خیمہ مین آیا کہا بھائی صاحب ذرا میرے مکان پر تشریف لے چلیئے وہ بیچارہ غافل از مکر ابناے زمانہ اس کے
ساتھ اسکی جگہ پر آیا وہان دس بارہ رفیق بھی اس کے موجود تھے لیس اسنے اُس دلاور کو بعزت تمام بٹھایا اور
شراب پلائی باتون مین لگایا جب اُسکو نشہ ہوا سب اٹھکر لپٹ گئے اور حالت بیخودی مین باندھکر **لقا** کی
بارگاہ مین لائے **قاہر** کا نشہ اُسوقت ہرن ہوا اور صلاح وقت سمجھکر **لقا** سے عذرخواہ ہوا کہ خداوند مجھ سے قصور ہوا

مجکو اُسوقت اپنے بھائی کا بڑا رنج تھا اس سبب سے تقصیر ہوگئی یہ خطاء اول ہے امیدوار ہون کہ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے لقا نے تضرع وزاری پر مطلق خیال نہ کیا اور کہا یہ ہماری بغیر مرضی کام کرتا ہے ہم اُسکو سزا ضرور دیتے ہین یہ کہہ کر عقاب سے کہا کہ لو یہ گنہگار شاہ جادوان حاضر ہے جو چاہو وہ سزا دو اُسنے حکم دیا کہ بیرون بارگاہ لے جاکر سر اُسکا جدا کرو ملازم اس کے اس بیچارے کو بارگاہ کے باہر لائے جلاد طلب ہوا غلغلہ برپا ہوا کہ قاہر کو بھی قتل ہوتا ہے یہ ہنگامہ جو مچا لشکر قاہر کا اُترا ہوا تھا اُسکو بھی خبر ہوئی کہ افسر و مالک تمھارا مارا جاتا ہے پس یہ سنتے ہی لشکر مین کمربندی ہونے لگی ہرکارون نے یہ خبر عقاب کو پہونچائی کہ فوج قاہر کی اپنے افسر کی حمایت کو آیا چاہتی ہے اس حال کو سُنکر ساحر خود سر پرواز کر کے چلا اور برابر ہوا فوج قاہر کے درمیان مین آکر ٹھہرا اور سحر پڑھ کر دم کیا کہ اس لشکر کے گرد ایک دیوار آتشین کھنچ گئی لشکری سب گھر گئے راہ آگے بڑھنے کی بند پائی ناچار اُسی مقام پر ٹھہر رہے اور یہ ساحر وہان سے پھر کر دروازہ بارگاہ لقا پر آیا میدان بارگاہ کے سامنے کا میدان خونی بنایا جلادون نے چبوترہ ریگ کا بنا کر بوریاے مرگ بچھایا اُسوقت تمام خلقت کا اس میدان مین جماؤ تھا ہنگامہ عبرت وحسرت گرم تھا خوف سے عاقلون کا دل سخت نرم تھا کوہی اور سنجانی عتاب خداوندی سے لرز رہے تھے مختصر یہ کہ قاہر بے گناہ کو بوریے پر لا کر جلاد نے بٹھایا اُسوقت اس مظلوم نے پکار کر کہا کہ اے کوہیو تم میری برادری ہو اس وجہ سے تمکو لازم ہے کہ میری وصیت سنو چند کوہیون نے جواب دیا کہ اچھا کہو ہم سنتے ہین اور اگر اختیار ہوگا تو وصیت بجا لائینگے اُسنے کہا وصیت میری یہ ہے کہ بعد میرے قتل ہو جانے کے نعش میری لے لینا اور سپرد مسلمانان کرنا کہ وہ دفن کرین اس لیے کہ مین نے اس لقا گمراہ مردود درگاہ اللہ کو بصدق ارادت لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا اب تم سب میرے کلمہ پڑھنے کے شاہد رہنا اور پیش امیر دین پناہ شہادت دینا یہ کہہ کر اُسنے کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور کہا افسوس ہے کہ مین قدم اقدس حمزہ عالیشان سے جدا رہا جب مجھ سے اور ساحر سے فساد ہوا تھا اُسوقت مین نے قصد کیا تھا کہ حضور مین مجاہد راہ خدا کے جاؤنگا مگر پھر مجکو شرم دامنگیر ہوئی کہ لوگ کہین گے مارے خوف جان کے جب اُدھر بگڑی تو ادھر شریک ہوا پس مردان عالم کے لیے خوف جان سے کسی کی اطاعت قبول کرنا بہت نازیبا ہے اور ایسی صورت مین دین کا بدلنا بھی جائز نہین دین تو خالص واسطے خدا کی محبت کے بدلنا قرین صواب وکار ثواب ہے اور کسی طرح کا لالچ کر کے بھی مسلمان ہونا ٹھیک نہین مثل اس کے کہ عورت پر فریفتہ ہو کر یا طمع مال و زر سے یا کسی اور حرص و آز سے دین کا تبدیل کرنا بالکل خلاف ہے پس ان وجوہات سے مین قاصر خدمت رہا امیر کے پاس نہ حاضر ہو سکا اب کہ پیمانہ عمر میرا لبریز ہوا ہے اس سبب سے اپنے عقائد کو ظاہر کیا ہے کہ اب کوئی مجکو طمع نہین ہے اور شکر کرتا ہون مین خالق اکبر کا جس نے مجکو کافر پیدا کیا اور صاحب ایمان اُٹھایا وقت مرگ سرچشمہ ہدایت پر پہونچایا جان دینے کا مجکو کچھ غم نہین دولت ایمان پانے سے شاد ہون یہ کلمات جو کوہیون نے سُنے گویا ہوئے کہ تو بے ایمان اور ملیچھ ہو گیا ہے تیری وصیت ہم نہ مانینگے اُسنے جواب دیا کہ مردہ بدست زندہ اگر میری لاش تم سپرد مسلمانان نہ کروگے تو کیا ہوگا نیت بہتر ہونا انسان کی چاہیے تم چاہے مزبلہ پر لاش میری پھینکدو خداے رحیم میری مغفرت فرمائے اور میرا ایمان لانا

قبول کرے یہ باتیں جو اسنے باواز بلند کین عیاران لشکر اسلام تو بامر خبر گیری لشکر لقا مین رہا ہی کرتے ہین اسوقت بھی اس کو بہی کے قتل کا غلغلہ سنکر دو تین عیار تماشا دیکھنے آئے تھے اور گلبادو گلبا دو وغیرہ صورتین تبدیل کیے ہوے میدان خونی مین کھڑے تھے یہ بیان پاکیزہ عنوان قاہر لطافت وسعادت بنیان کا سنکر رونے لگے اور کہا اے برادران ہم مین سے ایک شخص جا کر امیر کو اس بیچارہ مظلوم کے حال سے اطلاع دے اور ہم یہان حتی الامکان اسکو قتل ہونے سے تا آنے امیر کے بچاتے ہین یہ مشورہ کرکے ایک عیار یہان سے بتعجیل عجیل روانہ ہوا اور دو عیار آگے بڑھکر اُن لوگون مین جو ملازمان لقا صف بستہ استادہ تھے ملکر برائے حفاظت قاہر کھڑے ہوے اس اثنا مین عقاب نے جلاد سے کہا کیا کھڑا ہوا اس خاطی کا بیان سن رہا ہے بڑا یہ مسلمانون کا بچہ بنا ہے مار ایک ہاتھ تلوار کا کہ سر اُسکا اُڑ جائے جلاد جب تک قاہر نے وصیت کی تینون حکم پوچھ چکا تھا کولے کا خط گردن پر مجرم کے دیکر پیچھے ہٹ کر دوڑتا ہوا تیغہ تولے ہاتھ لگائے جلا اُسوقت عیار نے تیر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی پر جلاد کی پڑا اور قفا کو توڑ کر گذر گیا جلاد قلابازی کھا کر گرا لوگون نے شور بلند کیا کہ ارے میان دیکھنا یہ جلاد کو کیا ہوا جو تیغہ پھرا کر اپنے سر مین آپ مار لیا غلغلہ ہوا کہ مسلمانون کے خدا نے قاہر کی مدد فرمائی بختیارک نے عقاب سے کہا مقرر عیار لشکر حمزہ کا یہان ہے اسی نے جلاد کو قتل کیا ہے عقاب نے کہا اگر ایسا کچھ ہے تو مین سحر سے اس عیار کو پکڑے لیتا ہون شیطان نے کہا ان کو آپ نہین پکڑ سکتے کس لیے کہ وہ ایک نہین بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین اُنکو ستایا تو یہ سمجھ لیجیے کہ آپ بھی نہین ایک کو گرفتار کیجیے گا دوسرا آکر آپکو ابھی قتل کر ڈالے گا سگ وگربہ کو قتل کرتے تو کچھ عرصہ بھی ہوتا ہے آپکے ہلاک ہونے مین ذرا بھی دیر نہوگی اُسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو طلسم مین پانچ عیار گئے ہین پھر اُنھون نے ہزارہا ساحر مارے ہین شہر کے شہر خالی کر دیے ہین اچھا ابکی مرتبہ اور جلاد کو بلاؤ اگر وہ بھی مارا جائے تو مین خود اُسکو قتل کرونگا شیطان نے کہا تم بارادہ قتل آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ کرڑاک سے آواز آئیگی اور کھوپڑی چھپکلی کی دُم کی طرح دور لوٹتی دکھائی دیگی یہ سنکر ساحر کو تردد ہوا اور کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا چارطرف غل ہوا اب کوئی جلاد مارے ڈر کے آتا نہین جب بہت پکار ہوئی ایک جلاد کہ نہایت ضعیف تھا بطمع انعام کثیر حاضر ہوا اُسکو ہزار روپیہ دینے کو کہا وہ تیغہ اُٹھا کر چلا جب تلوار تول کر یہ لپکا کڑاک سے آواز آئی ساحر مذکور نے جلد اپنے سر پر ہاتھ رکھا کہ دیکھون میری کھوپڑی ہے یا نہین بختیارک ہنس پڑا اور کہا ابھی تمھارا سر ہے گھبراؤ نہین دیکھو وہ جلاد کا سر گوہ کھا رہا ہے اسنے دیکھا تو واقع مین جلاد کی کھوپڑی اُڑ گئی ہے اب ساحر ناچار ہوا اور قصد کیا کہ مین برق بنکر اُڑون اور تلوار کی طرح سر مجرم پر گر کر کام اُسکا تمام کرون مگر بختیارک نے منع کیا کہ تم ہمیشہ تو بجلی بنے نرہوگے جب بصورت اصل ہوگے مارے جاؤگے یہ سنکر ساحر بہت ناچار ہوا او رسحر پڑھا کہ کوئی حربہ مجھ تک نہ پہونچ سکے غرض اپنے تئین حصار بند سحر سے کرکے تلوار پکڑ کر بہر قتل قاہر چلا اُسوقت قاہر نے بھی بلبلا کر درگاہ خدا مین فریاد کی کہ اے چارہ ساز درماندگان منتقم حقیقی فریادرس مظلومان مجکو شر سے ان لعینان بیدین کے نجات عنایت فرما

بیت اے مونس شکستہ دلان حال ما ببین ہ مارا غریب وبیکس وبے آشنا ببین ہ یہ تو اس فریاد وزاری پر

ادھر بحر رحمت الٰہی جوش زن ہوا یعنی عیار نے بارگاہ سلیمانی مین پہونچکر بعد دعا و ثنا کے تمام حال قاہر کے قتل ہونے اور اسکی وصیت کرنیکا خدمت امیر مین عرض کیا امیر یہ حال سنتے ہی اُٹھے کہ اگر وہ شخص مسلمان ہو گیا ہے تو ہم کو اعانت اُسکی کرنا ضرور ہے یہ فرما کر عقرب سلیمانی کے قبضہ کو تھامے باہر بارگاہ کے آئے اور اشقر کو طلب فرما کر سوار ہوے پھر تو کئی سو سردارون نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ امیر اکیلے جاتے ہین ہمکو بھی اجازت ہو کہ جا کر جانبازی کرین بادشاہ نے اجازت دی لندھور و بہرام و نورالدہر و ایرج و تورج وغیرہ کئی سو سردار باہر آکر مرکبون پر سوار ہوے انکو جاتے دیکھ کر ان کے لشکرون مین جلد جلد کمر بندی ہوئی کرنا کو دم ملا فوج تیار ہو کر چلی مگر امیر با توقیر جو پیشتر روانہ ہوے تھے اُنھون نے تازیانہ جناب اسحق علیہ السلام کا بلند کیا اشقر اشارہ راکب سمجھا کہ آج آقا کو عجلت منظور ہے اگر تو تامل کریگا تو یہ آقا کوڑا مارینگے یہ سمجھ کر اس تیزی سے وہ صرصر مجسم روان ہوا کہ تیزی باد صبا کا افسانہ سب گرد تھا گرم رفتاری برق کا بازار بالکل سرد تھا کہ بموجب نظم

تعریف نقش سم کی ہے اسکے بہت محال
سرعت مین اُسکی راہ سے یہ کرے ہمسری
پہونچے وہ اس جگہ کہ نہ پہونچے جہان خیال
سب جن و انس و دیو پری اور وحش و طیر

آئینہ سپہر مین پڑتا ہے اُسکا عکس
سایہ اُسکے دوڑے گرد نگہ دیدۂ غزال
یکپایہ اُسکا تخت سلیمان سے کم نہ جان
حاضر ہون رکاب سعادت مین کیا مجال

تیزی سمندگی مین ستائش نہ کر سکون
نادان جانتے ہین کہ نکلا ہے یہ ہلال
جبتک وہ مرد کسے نہ پہونچے فرس کے پاس
ہووے جو تو سوار عدو کے پے قتال

امیر ایک آن واحد مین لشکر لقا مین پہونچے لشکری تو نوبا آپکا مانے ہوے ہین کسی نے روکنے کا ارادہ نکیا بلکہ آپس مین گویا ہوے کہ اب ذرا اسیر دیکھنے کے لائق ہے اس اثنا مین امیر نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا قاہر صرف مناجات تھا اور عقاب اُسکے قتل کو چلا تھا کہ نعرۂ صاحبقرانی نے زہرۂ کفار پانی کیے بختیارک دوڑکر سامنے امیر کے آیا اور کہا یہ غلام قدیم آداب عرض کرتا ہے دیکھیے مین اس ساحر نابکار کو ہرچند سمجھاتا ہون مانتا نہین ایک بیچارہ مسلمان کے خون ناحق پر آمادہ ہے دیکھیے وہ تیغہ پکڑے کھڑا ہے عقاب نعرہ امیر سنکر حیران وار کھڑا تھا شیطان کی گفتگو سنکر سمجھا کہ حمزہ بھی ہے اس کو ہی کی حفاظت اور اعانت کو آیا ہے بس یہ سمجھ کر تیغہ تولتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور سحر پڑھا کہ تلوار برق بنکر سر امیر پر چلی آپنے اسم اعظم پڑھا کہ پھر وہ اصلی تلوار ہو گئی اور امیر عقرب سلیمانی کھینچکر بڑھے اُسوقت وہ ساحر ایک اژدر کی صورت بنکر قلاب آتشین چھوڑتا منھ مثل قعر جہنم کے کھولے امیر پر آیا آپ نے پھر اسم اعظم دم کیا کہ وہ بھی جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اُسوقت اُسنے اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ دیکھتے ہو لیکن مدد نہین کرتے افسرون نے چار طرف سے گھیر لیا نارنج ترنج ناریل لگانے لگے غلغلہ جو برپا ہوا فوج ساحران تیار ہو کر آنے لگی لیکن امیر کے سایۂ شمشیر کے نیچے عقاب بے پیر تھا اُسکو آگے نہ جانے دیا جب فوج کا یورش زیادہ ہوا اُسنے چاہا کہ مین نکل جاؤن بس وہ اڑا آپنے اسم اعظم پڑھ کر پھونکا کہ وہ گرا جب بہت عاجز ہوا ہزارون طرح کے سحر کیے بہ برکت اسم اعظم اثر پذیر نہوے اور امیر نے سر کو تاکر کمر پر جو ہاتھ مارا مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُس کے مرنے کا برپا ہوا اور اُس کے مرنے سے وہ حصار جو گرد لشکر قاہر نامدار تھا دفع ہو گیا اور لشکر مسلح جو تھا ہی سب آگرا امیر کے یہان سے جو

سردار کہ روانہ ہوئے تھے مع فوج آپہونچے نعرے چار طرف سے منم فلان منم فلان کے بلند ہوئے امیر نے قریب قاہر پہونچکر قید اُسکی کاٹ دی وہ اُٹھکر بلاگردان ہوا پھر ہمرکاب چلا لقا جو اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا یہ ہنگامہ دیکھ کر پشت بارگاہ سے نکلکر بھاگا مگر بختیارک نے کہا تم ناحق بھاگتے ہو تم سے کوئی نہ بولیگا یہ سب آفت تو ساحرون کے سر ہے مگر خیر احتیاط شرط ہے یہ کہکر بیشتر یہ سب کافر روانہ ہوئے ادھر ساحر جو لڑ رہے تھے افسر کے مارے جانے سے ایسا بدحواس ہوئے کہ سحر بھولے مسلمانون نے زیر تیغ تیز رکھ لیا ہزارون مارے گئے گور کنا لیے گئے نیزہ دارون نے نیستان شجاعت کا شیر بنکر اُن روباہ خصالون کو شکار کیا کمانداروں نے بیچ قوس کا مشتری بنکر اُن زحل صورتون کی نقد جان کو خرید اوے گبر دغرور کا سئہ دماغ سے نکلگئی ہستی پر اجل مچلگئی جی لینے پر جی لوٹ ہوا کہ نظم

آئے تھے وہ چنانچہ اسی طرح روز جنگ | پایا تھا جو دلون مین خیال انکے نے قرار | گاتے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے
سایہ مین جھنڈیون کے صفین باندھ بیشمار | وہ جھنڈیان نظر پڑین الکدم مین اسطرح | گاڑ دین بچھا دین پارچہ جون نہر کے کنار
جیسے ہی اُس گروہ نے پی تھی شراب کبر | کھینچا تھا اُسکے نشہ نے ویسا ہی کچھ خمار | آخر جو نیچے وہ رو لفرار لائے اور جانب

افراسیاب چلے امیر قاہر کو بھی کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی سمت چلے قاہر نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اس لقا گمراہ کو دیکھتا چلون امیر نے فرمایا کہ اب پھر کسی دن سمجھ لینا آج تو وہ ذُبک رہا ہے پھر اب تم بھی خبر نہو یہ نابکار جائیگا کہان اس کے زندہ رہنے مین یہ فائدہ ہے کہ اطراف دہر مین جتنے مشرکان بیحیا ہین وہ اسکی حمایت کرتے ہین اور ہم اُن کو بسہل و آسانی پا جاتے ہین اور جہاد کرتے ہین نہین تو اُنکا ڈھونڈھنا کمال ہی دشوار ہوتا اور مین بھی یہ چاہتا ہون کہ کہ یہ لقا مسلمان ہوجائے اسکے مسلمان ہونے سے ہزارون ملک اسلام آباد ہونگے یہ فرماکر مع عسکر ظفر پیکر داخل اپنے لشکر مین ہوئے فوج نے کمر کھولی امیر بارگاہ مین قاہر کو لائے اسنے بادشاہ کو زینت بخش سریر سلیمانی دیکھا تسلیم بجالایا پھر بارگاہ کی رونق و آرائش دیکھ کر دنگ رہ گیا بادشاہ نے بیرون چہل ستون دست راست مین ماتحت لندھور ہے دنگل عنایت فرمایا اور اہل عملہ کنیزین غلام خیمہ و بارگاہ وغیرہ جملہ سامان سرکار سے اُسکو ملا یہ اور سرداران اسلام سے ملاقی ہوا پھر انجمن عیش ترتیب ہوئی دورہ جام ارغوانی چلنے لگا کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا لندھور نے کہا اے قاہر تم بھی اپنی بارگاہ مین چلو یہ سمجھا کہ شاید میرے ملازم بارگاہ میری لے آئے ہین یا یہ کہ لندھور اپنی بارگاہ مین لے جائیگا یہ سوچ کر پریشان حال اُٹھا کہ اچھا چلو جب باہر آیا دیکھا سواریان ہر طرح کی لگی ہین چار سو خاص بردار اور کئی سو چوبدار خدمتگار سب طرح کے خدمتی حاضر ہین یہ سوار آگے آگے نقیب پکارتا ہوا چلا مگر یہی اسکو گمان ہے کہ یہ سب لندھور کے یہان کا سامان ہے جب بارگاہ مین پہونچے اس بارگاہ شاہانہ کو دیکھ کر اسنے بہت تعریف کی لندھور نے کہا یہ لوگ عملہ کے اور بارگاہ مع جملہ سامان کے حضور بادشاہ اسلام سے مرحمت ہوئی ہے دستور ہے جو کوئی مسلمان ہوتا ہے اسکو سب اسباب سمیت خلعت ملتا ہے یہ سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی اور اندر بارگاہ کے آیا فرش شیشہ آلات سے سکو آراستہ پایا جواہر خانہ توشک خانہ باورچی خانہ سب مقام آراستہ دیکھے پلنگ جواہر نگار ایک جگہ لگے تھے ایک سمت کو نعمت خانہ مین دسترخوان بچھا تھا اسنے کھانا کھایا شراب پی لندھور رخصت ہوکر

اپنی بارگاہ کو گیا اس عرصہ مین فوج بھی اسکی آکر ملحق لشکر اسلام اُتری ہر ایک افسر نے دین اسلام قبول کیا اور نظل حمایت وبذیل عاطفت امیر شادان وفرحان رہنا منظور فرمایا اب حال افراسیاب سنیئے کہ وقت بھیجنے عقاب کے اسنے کہا تھا کہ مین کوہ نیلم پر جاؤنگا چنانچہ افسران لشکر عقاب جانتے تھے کہ بادشاہ طلسم کوہ نیلم پر ہوگا اس وجہ سے جو بھاگے تو کوہ نیلم ہی پر آئے یہان شاہ جادوان شیشہ وار نقلی سے سرگرم اختلاط وصحبت تھا کہ یکایک شور فریاد وبکا سُنائی دیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون لوگ ہین ملازم نیلم کے فریادیون کو سامنے لائے اُنھون نے سامنے آکر مجرا کیا اور عرض پیرا ہوئے کہ عقاب کو حمزہ نے آکر مار ڈالا شاہ نے پوچھا کہ کیونکر مارا اُنھون نے عرض کیا کہ خداوند لقا نے قاہر کو بندھوا کر آپکے لکھنے کے بموجب اُن کے حوالہ کیا اُنھون نے اسے قتل کرنے کو زیر تیغ بٹھایا اُسنے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا عیار وہان موجود تھے اُنھون نے حمزہ کو جا کر خبر کی وہ آگرا ایک ضرب عقاب کے دو ٹکڑے کیے اور جنگ عظیم ہوئی آخر ہم سب شکست کھا کر آپکے پاس آئے ہین شاہ نے یہ خبر سُنکر گردن جھکا لی شیشہ وار نقلی نے کہا اے بادشاہ تیری جوتی رنج کرے ابکی یہ کنیز جا کر سب کو مثل حرف غلط کے مٹا دیگی آغوش دایۂ گور مین سُلا دیگی بادشاہ اس سمجھانے سے پھر مصروف بادہ خواری ہوا ہمین عقاب کے افسرون نے شیشہ وار کو پہچانا کہ یہ وہی ہے جسکو کنوین سے لشکریون نے نکالا تھا بس ایک ساحر نے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ شیشہ وار جادو سے پوچھیے تو کہ ان پر کیا گذری تھی انکو تو جمشید نے بچایا نہین تو ہڈیان بھی گل گئی ہوتین افراسیاب نے کہا کہو تو اے شیشہ وار کیا ہوا تھا یہ عیار کہے تو کیا تمہے کچھ معلوم تو تھا ہی نہین مگر فرزند رشید عمر وہ ہے فوراً بات اسنے بنائی یعنی گویا ہوا کہ اے بادشاہ کون ایسا عمدہ ذکر ہے جسکو مین بیان کرون دنیا مین جو آیا ہے اُس پر بُری بھلی بہت کچھ گذر گئی ہے شاہ نے اُن ساحرون سے کہا تمھین بیان کرو کہ اُن پر کیا گذرا تھا اُنھون نے کہا یہ کنوین مین پڑی تھین اتنی لفظ سنتے ہی اس عیار کو معلوم ہوا کہ شیشہ وار کو جو تو کنوین مین ڈال آیا تھا یقین ہے کہ وہ چھوٹ گئی غرض بادشاہ سے کہا اے شہریار کوئی اپنی گت اپنے منھ سے بیان نہین کرتا ہے اب جو یہ ساحر کہنے ہی پر آمادہ ہین تو مجھی سے سُنیئے میری ناک پر پٹی بندھی تھی دو بتیان نتھنون مین چبھن کپڑے اُتر گئے تھے ننگی کنوین مین پڑی تھی لشکریان عقاب نے مجھے نکالا اور یہ معاملہ زیر نیلم کوہ مجھپر گذرا جب مین لشکر حمزہ سے پھری ہوئی آپکے پاس آئی تھی اور مجھکو یہ منظور تھا کہ آپسے حال جنگ بیان کرکے استفسار کرون کہ ایک غول مسلمانون کا ہلاک ہوا ہے اب اور بھی کچھ باقی ہین یا نہین اور جو باقی ہین اُن کو کیونکر قتل کرون چنانچہ اب مجکو آپ جملہ حالات اس لشکر کے تعلیم کر دیجیے تاکہ مین جا کر ایک کو زندہ نچھوڑون بادشاہ نے کہا بڑی خیریت سامری نے فرمائی جو وہ عیار تمکو زندہ چھوڑ گیا شاید کہ تمھاری صورت بنکر خداوند پر جا کر عیاری کی ہوگی یا طلسم مین آیا ہوگا بہر نہج تمکو جمشید نے بچا لیا شیشہ وار اسوقت رونے لگی گوہر اشک کی لڑی سہرہ رخسار انور کا ہوئی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اشک پاک کیے اور فریفتہ تو پہلے ہی سے تھا اسوقت اس کے آرائش زیور کو دیکھ کر اور رونے سے وہ تمتمایا مکھڑا پسند کرکے حاضران انجمن سے اشارہ کیا کہ تخلیہ کر دو نیلم اور عقاب کے ساحر اور کنیزان طلسمی وغیرہ اس قصر سے نکلکر کوہ پر اور جو مکان بنے ہین وہان چلے گئے اور بعض اُس پہاڑ کی

سیر کرنے لگے کوئی لب جو ٹھہرا کوئی اشجار پر بہار کی دید مین گلگشت چمنستان کرنے لگا ادھر بادشاہ کا جل مستی پر اس محبوب جان دشمن کے پھر نظر فدائی شراب کا تو نشہ خوب تھا طبیعت آندھی کی طرح آئی پکارا کہ اے جانی ذرا میرے پاس آ یہ کہہ کر ران پر ہاتھ رکھ دیا عیار نے رسمسکی بھر کر ران ہٹائی اور ہاتھ اپنا ہاتھ کے نیچے رکھ دیا بادشاہ نے کہا اے غارتگر جان واسطہ سامری کا اب نہ ترسا او بت ترسا تیری ہر ایک ادا پر یہ دل دیوانہ ہوا ہے ذرا تو پہلو میر اگرما سرد مہری نہ دکھلا کہ

بیت لے مرے دل کیوں دے کے اپنا دل ٭ سنگ کے مول بکتا ہے یہ لعل ٭ اُس پریزاد نازنے بصد انداز تیوری چڑھا کر کہا لو واہ واہ آپ تو ایسی باتین کرتے ہین گویا مجکو اپنی جورو بنایئے گا بادشاہ اس بھولے پن پر اور زیادہ مفتون ہوا اور کہا اگر جورو بنائین گے تو کیا نقصان ہے یہ کہکر اپنے گلے سے لگایا عیار نے بھی وہ گدرایا ہوا بدن خوب سینہ شاہ سے اور جسم سے ملا پھر جھجک کر الگ ہوگیا کہ اوئی نوج میری جان ہلکان ہوگئی اسی کو جورو بننا کہتے ہین یہ کہکر مثل برق چمک کر بیرون قصر چلا کہ لو مین جاتی ہون بادشاہ اُٹھ کر بے تابانہ لپٹا اور پکارا کہ

شعر اتنا نہ ستم کر جو اُٹھون خواب عدم سے ٭ سب حشر یان بولین عجب فتنہ یہ جاگا ٭

یہ کہہ کر گود مین اُٹھالایا اس مہ پارہ نے ڈھیلے ہاتھون سے اُسکو مارا اور چپکے چپکے گالیان کوسنے دینے لگی شاہ بہ وہ غلبہ مستی تھا کہ کچھ اُسکا مطلق خیال نہ کیا ہنس کر کہنے لگا اے سراپا ناز تیرا تو صاف انداز یہ ہے کہ

فرد باتین کر عدو سے سودا کو گالیان دو ٭ قربان ہون آپکی مین اس داد اور دہش کا ٭

اب یہان تو یہ ہنگامہ اختلاط گرم ہے بادشاہ کو شوق ہے اُس ترک ستمگر کو بناوٹ کی شرم ہے یعنی یہ عیار بادشاہ کو خوب بیتاب کر کے بیہوش کرنا چاہتا ہے یہ تو اس فکر مین ہے کہ **شیشہ وار** اصلی جو اپنے مکان پر گئی تھی کچھ دیر ٹھہر کر سحر اپنا جگا کر جانب لشکر امیر روانہ ہوئی اور بزور سحر مسل در مسل ہر مقام پر **چالاک** کو ڈھونڈھا لیکن کہین پتہ نہ پایا ناچار وہان سے پھری اور ایک مقام پر ٹھہر کر ماش کے آٹے کا ایک پُتلہ بنا کر سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر بولا کہ اے ملکہ کیا پوچھتی ہو اُسنے کہا سچ بتلا کہ **چالاک** عیار کہان ہے پُتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ تمھاری صورت بنا ہوا شہنشاہ ساحران کی گود مین بیٹھا ہے یہ کہکر پتلے نے جماہی لی منہ سے شعلہ آگ کا نکلا کہ پتلا جلکر خاک ہوگیا اور یہ ساحرہ غضبناک بنی ہوئی جانب کوہ نیلم چلی جب پہاڑ پر آئی یہان ساحر سب سیر کر رہے تھے وہ حیران ہوئے کہ ایک تو **شیشہ وار** بادشاہ طلسم کے پاس ہے ایک یہ آئی لیکن اس حیرانی مین کسی نے اسکو روکا نہین اور یہ اندر قصر کے آئی دیکھا ایک اور میری صورت کی عورت پہلوے بادشاہ مین بیٹھی ہے اور **افراسیاب** اس کے بوسے لیتا ہے بس اسکو یقین ہوا کہ یہی **چالاک** ابن عمرو ہے چنانچہ اب اس کے قریب آہستہ سے بطور مخفی جا کر ایک دوہتڑ پیٹھ پر مار کہ یہ جلکر خاک ہو جائے یہ عیار زبردست ہے ایسا نہو کہ تجکو دیکھ کر بھاگ جائے غرض یہ آہستہ آہستہ چلی لیکن پانون کی آہٹ بادشاہ کو معلوم ہوئی اُس نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا ساتھ ہی **چالاک** نے بھی پھر کر دیکھا تو **شیشہ وار** اصلی سے آنکھ چار ہوگئی ادھر **شیشہ وار** نے جب دیکھا کہ اُسنے مجکو دیکھ لیا اب دوڑ کر اسکا کام تمام کر بس یہ لپکی اور عیار جلدی سے **افراسیاب** کی گود مین لپٹ گیا یہ کہتا ہوا کہ اے شہنشاہ وہی آگیا جس نے مجکو کنوین مین ڈالا تھا شاہ جادوان سب حال تو سُن چکا تھا ہی اور اس وقت حالت مستی مین ساحرہ عیار کو سمجھ کر کام دل حاصل کیا چاہتا تھا اُس کے آنے سے

مزا اُسکا گیا عیش منغص ہوا الیس بحالت غضب جانب ساحرہ دیکھنے لگا اور جیسے ہی قریب پہونچی عیار پر سحر بھی نہ
کرنے پائی کہ شاہ نے منھ سے اُف جو کی یہ قلابازی کھا کر دور جا کر گری اور بیہوش ہو گئی بادشاہ نے اُسوقت آواز دی کہ
اے نیلم جلد حاضر ہو لکھا ہے کہ اگر یہ پکارے اس قصد سے کہ میری آواز سب سنیں تو تمام طلسم کے رہنے والے اسکی
آواز سُنیں اور اسی وجہ سے بیان ہوا ہے کہ باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے اسنے پکارا ہے اور ساحرہ دور کا رہنے والا
حاضر ہوا ہے اُسکو حریف سے لڑنے اسنے بھیجا ہے فی الجملہ سب ملازمون نے صدا اُسکی سُنی اور دوڑے کہ شہنشاہ
پکارتے ہین جب سامنے آئے اسنے نیلم سے حکم دیا کہ یہ عیار جو بشکل شیشہ دار بیہوش پڑا ہے اسکو ہوشیار کرو کہ
مین قتل کرونگا یہ حکم سُنکر نیلم تو ہوشیار کرنے بڑھا مگر چالاک گھبرایا کہ اب جو یہ ہوشیار ہوگی تو جان پر تیرے
بنے گی راز تیرا فاش ہوگا اس سے لازم ہے کہ کوئی تدبیر کرے یہ سوچ کر جلد گود سے بادشاہ کی اُٹھا اور کہا اے بادشاہ
مارے خوف کے میرا پیشاب خطا ہوا جاتا ہے مین ذرا چوکی پر جاؤنگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے دو کنیزون سے کہا
آفتابہ لیکر ملکہ کے ساتھ جاؤ کنیزین ہمراہ ہوئین اُس قصر سے علیحدہ چوکی ایک جگہ لگی تھی مخمل کاشانی سے منڈھی
تھی طلائی طشت نیچے اُس کے رکھا تھا وہ مقام آئینہ وغیرہ سے آراستہ قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھلے ہوے رکھے
نہایت عمدگی سے پیراستہ یہ عیار جو وہان گیا ایک لونڈی سے کہا تو باہر کھڑی رہ اور ایک کو اندر لیکر آیا اور
کہا آفتابہ یہان رکھ کر میرے ناف کے مقام پر اور کمر کے نیچے آہستہ آہستہ مل کہ رفع احتیاج کرون وہ کنیز آفتابہ
رکھنے کو جب جھکی اسنے ناک اسکی ملدی کہ وہ بیہوش ہوئی اسنے فوراً کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اپنی پوشاک
اُسکو پہنائی پھر اپنی ایسی صورت اُسکو بنایا اور اسکی ایسی شکل آپ بنا اور اُسکو ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھین کھلین
دیکھا از سرتا پا زیور جواہرات مین پہنے ہون یہ دیکھ کر پھولون نہ سمائی پوشاک بھی جسم مین نفیس وعمدہ پائی جامہ سے
باہر ہونے لگی عیار نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے بی بی آپ حیران کیون ہین جس طرح خداوند سامری نے صبح
منور کو کالا کر کے شام کر دینا فرمایا ہے نمونہ اپنی قدرت کا دکھایا ہے اسی طرح تمکو بی بی بنایا مجکو لونڈی بنایا
ابھی خداوند سامری جائے ضرور مین آئے تھے بہت اگھوریون کی روحین ساتھ تھین مین نے پہچانا نہین اور
چوکی پر کھڑی ہو گئی بس مجھپر بہت خفا ہوے اور کہا ہم تیرے دیکھنے کو بحالت برہنگی آئے تھے اور تو کھڑی ہو گئی
ہم نے تجکو لونڈی بنایا اور اس کنیز کو بی بی بنایا یہ کہکر میرے اور تمھارے منھ پر ہاتھ پھیرا مین تم سی اور تم مجھ سی
بن گئین لونڈی یہ باتین سُنکر دل مین بہت خوش ہوئی اور کہتی تھی اے سامری پیارے مین تیرے قربان یہ
تجھی مین قدرت ہے کہ ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہے عیار موصوف نے کہا لو اب پیشاب کرو اُس کنیز نے کہا مجکو
ضرورت نہین اسنے کہا کیا ہوا تم چوکی پر بیٹھ جاؤ اور ضرور خداوند نے تمکو بی بی بنایا ہے کسی سے یہ نہ کہنا کہ مین لونڈی
تھی کنیز یہ سُنکر مُسکرائی اور چپ ہو رہی ملکہ چوکی پر جا بیٹھی اور یہان یہ عیار تو چوکی پر سے چلا آیا مگر اس کے بعد
نیلم نے ملکہ شیشہ دار کو ہوشیار کیا اول مین حال اس ساحرہ کی عظمت کا بیان ہوا تھا کہ بادشاہ صحرائے
آفت خیز طے کر کے اس کے لینے کو گیا تھا اور یہ خیال کر لینے سے آسودہ ہو جاتی ہے بھوک پیاسی نہین ہوتی حاصل کلام

یہ کہ اسوقت اچانک عیار کو گرفتار کرنے قریب شاہ آئی تھی اُسنے پھونک سے بیہوش کردیا ورنہ یہ ساحرہ بادشاہ سے
مقابلہ کرنیکا دعوی رکھتی ہے اور بادشاہ اسکی بڑی خاطر کرتا ہے چنانچہ یہ جو ہوشیار ہوئی گھبرا کر اُٹھی شاہ نے ڈانٹا کہ
ارے خیرہ سر تو کون ہے بس یہ سننا تھا کہ ساحرہ دوہتڑ تان کر چلی اور پکاری کہ ارے تیرا ستیاناس جائے تو اور
سلطنت کے لائق موئے اندھے آگ لگجاتی وہ گھڑی جل جاتی تو جس گھڑی تخت پر بیٹھا تھا انھین باتون سے تیری
مہر ح الگ ہوگئی یہ کہہ کر وہ دوہتڑ اپنے منھ پر آپ ماریا اور گلے سے ایک ڈورا سیلی کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ
مار سیاہ بن کر شاہ کی سمت چلا افراسیاب کو یقین ہوا کہ شیشہ دار اصلی ہے بس عذر خواہ ہوا کہ اے ملکہ اپنے
سحر کو روکو کہ مین نے پہچانا تم اصل مین شیشہ دار ہو ساحرہ نے اسوقت بازو پر سے ایک تعویذ کھولکر جانب شاہ پھینکا
تعویذ نہ تھا وہ رقعہ جمشید تھا جس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اے بادشاہ طلسم آگاہ ہو کہ ثانی عمرو یعنی مہتر مہتر
فرزند رشید خواجہ چالاک سفاک اپنے پدر گرامی قدر کی مدد کو آیا ہے یہ معلوم کرکے بادشاہ گھبرایا کہ ایک عمرو نے کیا کم
آفت برپا کی تھی جواب یہ آیا ہے اور ہائے میری گود مین لوٹا کیا اور مین نے گرفتار نہ کرلیا اور ایسے فتنہ گر کو اپنا معشوق
بنایا جیسا غالب نے فرمایا ہے کہ **بیت** یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ٭ ہوئے تم دوست جسکے دشمن اُس کا
آسمان کیون ہو ٭ غرض بعد افسوس بسیار ملکہ شیشہ دار سے کہا کہ تم چھپ رہو اب وہ چوکی پر سے آئیگا اُسوقت
ظاہر ہونا اُسنے کہا مین وہین جاکے مارے ڈالتی ہون یہ کہکر خنجر پکڑ کر اُٹھی اور پائخانہ کے در پر اُتری چالاک
کنیز کو چوکی پر بٹھا کر باہر نکل آیا تھا اُسنے تسلیم کی ملکہ نے اشارہ سے پوچھا کہ وہ کہان ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ
اندر ہے ساحرہ بے تامل اندر در آئی وہ لونڈی ازار کھڑی باندھ رہی تھی کہ یہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی باہر لائی اور
دو ایک لاتین دو تین گھونسے پہلے مارے وہ کنیز چلائی کہ اے مجکو کیون مارتی ہو خداوند سامری ابھی پائخانہ مین آئے
تھے مجکو شیشہ دار بنا گئے تمھین کچھ شک ہو تو دیکھ لو مین عورت ہون چالاک یہ کلام اُس لونڈی کا سُنکر گھبرایا
اور براہ چالاکی آگے بڑھکر کہا بی بی انکے قول فعل پر نہ جایئے یہ عیار کبھی عورت بنجاتے ہین کبھی مرد بنجاتے مین بارہا ایسا
ہوا ہے نہین معلوم ان موؤن کو کونسی ترکیب معلوم ہے ساحرہ نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار نے کہا اب دیر نہ لگایئے
قتل کیجیے نہین تو نکل جائیگا اور آپ رحم دل ہین تو لایئے مجکو خنجر دیجیے کہ کام تمام کردون یہ کہہ کر خنجر اُس کے ہاتھ سے
لیکر فوراً سر اُس کنیز کا کاٹ ڈالا وہ کنیز کچھ ایسی ہی ویسی ساحرہ تھی منتر اور موہنی وغیرہ جانتی تھی مگر اس کے قبضہ
مین نہ تھے جو اس کے مرنے سے شور مچاتے شیشہ دار اس عیار کو کنیز سمجھ کر بہت خوش ہوئی اور سر اسکا سینہ سے
لگایا کہا تو میری بڑی خیر خواہ ہے بعد اس کے سر اس کنیز کا لیکر بخیال سر عیار ریاسر افراسیاب بدشعار کے آئی اور کہا
لیجیے مین لائی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ ملیچھ کو تم نہ چھوؤ جلدی سامنے مزبلہ پر پھینکدو یہ لوگ دشمن لقا و سامری ہین
انکو ہاتھ لگانا جائز نہین ساحرہ نے قصر کے صحن مین پھینکدیا کہ پڑا رہنے دو اسکو دیکھ کے خوش ہون گے یہ کہکر پاس
بادشاہ کے آکر بیٹھی بادشاہ نے عذر کرنا شروع کیا کہ اے ملکہ مین بہت تم سے شرمندہ ہون کہ مین نے تمکو پہچانا نہین
اور بیہوش کردیا ملکہ نے ہاتھ باندھے اور کہا اے بادشاہ ہم سب ادنی ترین کنیزان حضور ہین اسوقت مجکو غصہ

اُس عیار پر بہت تھا اور آپ بھی شبہہ مین تھے لیس میرے مونھ سے کلمات بیہودہ جناب مین شہنشاہ کی نکل گئے اُن باتون کو معاف فرمایئے گا اور حضور کو جمشید نے ایسا ہی صاحب تجمل بنایا ہے اگر آپ ہم کنیزون کی خاطر نہ کرین اور ہماری باتون کی برداشت نہ فرمایئن تو ہم طلسم مین کیونکر رہین بادشاہ تو اس ساحرہ کے دھوکے عیار سے اختلاط کر رہا تھا اس سے بھی اسی طرح ہمکلام ہوا کہ اے سیمبر نازک ادا زہے نصیب اُسکے کہ جو تیرے مونھ کی گالیان کھائے کر

بیت بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے ✤ اپنا ہی تو فریفتہ ہوے خدا کرے ✤ یہ کہہ کر ساحرہ کو آغوش مین بصد محبت لیا رخسار پر اُسکے بوسہ دیا اور کہا حافظ شربت قند و گلاب نہ علاج دل ماست ✤ بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند ✤

یہ ہنگامہ اختلاط گرم ہوا تھا کہ نیا معرکہ درپیش آیا یعنی وہ سر جو کنیز کا بصورت چالاک بنا ہوا تھا اور ساحرہ نے صحن مکان مین لاکر ڈال دیا تھا دھوپ جو اُسکو لگی رنگ روغن اُسکا پگھلا کیونکہ چالاک نے جلدی مین کچا رنگ کنیز کے لگا کر شیشہ دار اُسکو بنا دیا تھا جیسا اوپر مذکور ہوا اسوقت رنگ کے پگھلنے سے نقشہ اُس سر کا بدلنے لگا اس سے تو کوئی آگاہ نہ تھا ایک کنیز نے اُس سر کو دیکھ کر اپنی ساتھ والی سے کہا لو اجمشیدان موے عیارون کے فن فریب سے بچائے دیکھو تو موے پر بھی یہ موا سر رنگ بدلتا ہے اُس دوسری نے یہ سُنکر بغور اُس سر کو دیکھا اور سب کنیزون سے کہا کہ یہان سے ہٹ چلو اب یہ سر رنگ بدل کر کوئی فتور کیا چاہتا ہے اے بہن یہ مرا نہین دیکھو نا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ اور ہوگیا لونڈیان یہ سُنکر اُس سر کو دیکھ دیکھ کر بھاگین غلغلہ جو ہوا بادشاہ نے پوچھا اسے کیا معرکہ ہے ایک کنیز نے عرض کیا مین قربان گئی وہ جو سر اُس موئے غارتی عیار کا ہے وہ پڑے پڑے رنگ بدلتا ہے کوئی عیاری کیا چاہتا ہے بادشاہ نے کہا معقول این گل دیگر شگفت مرے پر رنگ بدلنا آج ہی سُنا ہے جاؤ اُس سر کو اُٹھا لاؤ لونڈیون نے کہا آپ چاہے مار ڈالیے مگر ہم اُس سر کے پاس ہرگز ہرگز نہ جایئن گے وہ موا آپ تو جی اُٹھیگا ہمکو اپنی جگہ پر کردیگا یہ سُنکر شیشہ دار خود اُٹھی اور جا کر اُس سر کو اُٹھا لائی کنیزون سے کہا اری مالزادیو تھا گرم پانی لاؤ اتنا نہ گھبراؤ یہ سر تمھارے نہین لپٹے گا کنیزین پانی گرم لایئن اور ڈرتے ڈرتے اس سر کو دھو یا چربی تیل وغیرہ چھوٹ گیا اصلی صورت جو اُس کنیز کی تھی ظاہر ہوئی افراسیاب بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا شیلم جادو نے اُس کنیز کو دیکھ کر کہا یہ میری خواص ہے جب وہ عیار بصورت شیشہ جادو بیمار یہان بنا تھا تو اُسکی خدمت کو مین نے اسے مقرر کیا تھا یہان تو یہ ہنگامہ تھا مگر چالاک جو کنیز بنا ہوا یہان موجود تھا جب اُس سر کا چرچا پھیلا وہ بھاگ کر کوہ نیلم کے نیچے اُتر گیا اور ایک چشمہ مین صحرا کے اُتر کر غوطہ مار گیا اس لیے کہ اب راز اسکا فاش ہوگا تو بیری تلاش ضرور ہوگی لیکن اس بھاگنے مین اتنی چالاکی اسنے کی کہ جس طرف سے آیا تھا اُدھر نہ گیا بلکہ اس طرف اُترا کہ جدھر سے طلسم مین جانیکا راستہ تھا فی الجملہ اُدھر بادشاہ طلسم نے رقعۂ جمشید مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ چالاک مارا نہین گیا اُسنے بعیاری اس کنیز کو قتل کرایا اور آپ پہاڑ کے نیچے جانب طلسم جو راہ ہے اُتر گیا ہے اتنا حال اُس رقعہ میں معلوم ہوا آگے کچھ اور ثابت نہوا اس لیے کہ ساحر کا سحر دریا مین اثر نہین کرتا ہے اور نہ آسمان پر جا سکتا ہے مگر ہان اگر سحر کا دریا بنا ہوا ہو تو سحر خبر دے از بسکہ شاہ طلسم ایسا ساحر ہے کہ دریا مین سحر اُسکا اثر کرتا ہے مگر جبکہ یہ تادیر ہوم وغیرہ کرکے سحر کرے حاصل مرام اس کنیز کے

سر کو جھکوادیا اور شیشہ دار نے خدمت بادشاہ میں عرض کیا کہ اے شہنشاہ میں آپ کی تابعدار ہوں اگر آپ میرے مشتاق ہیں تو غریب خانہ پر تشریف لائیے گا یہاں عیار فکر میں ہے شاید کہ میں بھی عیار ہوں اور آپکو کوئی دھوکا دوں یا آپ عیار ہوں مجکو ضرر پہونچائیں اب تو مجکو عیار ہی عیار یہاں نظر آتے ہیں میرے مکان پر کسی طرح کا کھٹکا نہیں جتنی دیر جی میں آئے تشریف رکھیے گا بادشاہ نے بھی کہنا اسکا منظور کیا اور کہا اے ملکہ اب میں جا کر اس عیار کے باپ کو مارے ڈالتا ہوں کہ وہ میری قید میں ہے بعد اس مہم کے تمہارے گھر آؤنگا یہ کہکر ساحرہ کو گلے سے لگا کر بوسہ لیکر رخصت کیا وہ پرواز کر کے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی بعد اُس کے شاہ خود بھی جانب باغ سیب چلا لیکن چالاک کچھ دیر تو اُس چشمہ میں غوطہ زن رہا بعد تھوڑی دیر کے چشمہ سے نکلکر صحرا میں ساحر کی اصلی شکل بنکر پھرنے لگا اُسنے دیکھا کہ شیشہ دار ایک طرف اُڑی ہوئی جاتی ہے یہ بھی جھاڑیوں میں جھنڈیوں میں اپنے تئیں چھپاتا نیچے نیچے اُس ساحرہ کے روانہ ہوا جب ساحرہ مذکورہ کئی کوس اُڑی ہوئی آئی ایک مقام پر صحرا میں اُتری کہ ابتو بہت دُور نکل آئی ہوں ذرا دم راست کر لوں یہاں عیار کا نام بھی نہیں غرض ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر دم لینے لگی پھر رفع احتیاج کو بیٹھی چالاک بھی اس کے پس پشت ایک درخت کی آڑ میں آکر ٹھہرا تھا اسکو غافل دیکھ کر دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہی وقت ہے مار اس کو یا تو اسکا کام تمام تو نے کیا اور یا یہ تجکو پکڑے جائیگی یہ تجویز کر کے کلہ فلاخن میں پتھر گران وزن دیکر اور کاسہ سر اُسکا تاک کر چرخ دیکر جو مارا کڑاک سے آواز آئی اور کھوپڑی اُسکی ترش کر دور گری اور وہ زمین پر گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی پھر تو شور دار و گیر برپا ہوا زمانہ سیاہ ہوا کوہ نیلم سے اس جگہ تک اندھیرا ہو گیا وہ صحرا جسکو طے کر کے بادشاہ طلسم اسکے گھر گیا تھا تمام برباد ہوا باغ میں اس ساحرہ کے آگ لگی شاہ جادوان اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے بھی یہ غلغلہ سُنا کہ یہ غل مچا رہے ہیں افسوس مارا شیشہ دار جادو کو بادشاہ یہ صدا سُنکر پھرا کہ چلکر دیکھوں کیا ماجرا گذرا اگر بایئں ہاتھ کو دیکھا اسمیں معلوم ہوا کہ اسوقت چند گھڑیاں تجھپر سخت ہیں کہیں جانا نہیں بادشاہ ناچار جانے سے باز رہا اور گریبان غم میں ساحرہ کے اُسنے چاک کیا زار زار برنگ ابر بہار رویا اور یہ اشعار زبان پر لایا غزل

جاتے ہیں لوگ قافلہ کے تئیں واپس پہ چلے — دنیا عجب سرا ہے جہان آکے بس چلے
کہنا صبا پیام ہمارا بہار سے — ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ — جمعیت دلی یہ تری بھول ہنس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے اشک — سُن ہر دمان قافلہ بانگ جرس چلے

غرض اسی طرح نالاں و گریاں شاہ جادوان روانہ ہوا یہاں نیلم کوہ کے قلعہ میں خوف سے گل بوستان عمرو کے در دآزے مثل غنچہ کے بند ہیں نیلم بادو کو نہایت بیکلی ہے دل سے کہتا ہے کہ اے نیلم چند تو سو برس کا تیرا امن ہوا مگر کبھی ایسا سانحہ در پیش نہیں ہوا مقر طلسم میں کوئی آفت آنے والی ہے بربادی کے سامان نظر آتے ہیں غرض یہ بحالت پریشانی اپنے قلعہ کے بند و بست میں مصروف ہے اور چالاک ساحرہ کو قتل کر کے ایک جانب بصورت ساحر بدلی روانہ ہوا قلعہ نیلم کوہ کو چھوڑ کر سیر طلسمات فرماتا دریا و کوہ و دشت میں نیرنگیاں طلسم کی دیکھتا چلا جاتا ہے اُدھر افراسیاب بروے ہوا اُڑا ہوا

روانہ تھا قضائے کارگذر اُسکا کوہ سلیمانی کی جانب ہوا یہ پہاڑ مثل چاندی کے سفید ہے اور سنہری لکیرین اُسمین پڑی ہین یہ معلوم دیتا ہے کہ دور کرۂ ارض ایک حلقۂ خاتم ہے اور یہ کوہ اُسپر سلیمانی نگینہ ہے آرائش عروس دہر کا ظاہر قرینہ ہے پہاڑ پر چشمہ بصد لطافت وصفا جاری ہر سمت وزان بادبہاری درخت تمام سر تراشتی کیے ہوے بادلہ سے منڈھے ہوے موتیون کے جال پڑے ہوے کوسون تک سبزہ زار گلہاے بوقلمون کی بہار سبزہ پر کالی گھٹائین جھکی ہوئین یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوٹتی تھین ہر چشمہ کے گرد چمنستان جواہر کے لگے کسی تختہ مین لالہ کسی مین نافرمان کے پھول کھلے تھے سرکو پر ہزارہا نرگس وان جواہر کے رکھے تھے ناندے چینی کے اور سنگ سماق ویشب کے دھرے تھے اُنمین درخت سب جواہر کے لگے تھے نگارخانہ ارژنگ چین کو شرماتے تھے جہان کہین ضرغہ درختون کا تھا عروس گلشن کا گھونگھٹ نکلا تھا نرگس چشم نیمباز جہان تھی دلھن کی شرمائی ہوئی آنکھ کا پتہ دیتی تھی لجالو سے صاف شرم وحیا ایک رات کی بیاہی کی ظاہر چھوئی موئی سمٹنے سے جھجک کرتا ہر تختہ سوسن لب مسی آلود کا پتہ دیتا نہین نہین لب رنگین جانان کسی عاشق نے اسوجہ سے نیلا ہونا بتایا گل ہمہ تن گوش اس لیے تھا کہ کسی شاہد گلعذار کا کرن پھول بننا چاہتا تھا سنبل تر کنگھی کے تجربے سے شانہ لیکن زلفین عروس چمن کی سنوارنے پر آمادہ لالہ داغ دل کھا کر اس بہار پر دلدادہ بہار یہ کیفیت آشکار

نظم

لگی ہے کرنے آکر سوے گلشن
کہ آتی ہے پری دوش ہوا پر
گل مخمل پہ بیداری ہے نایاب
جھکی ہی جاے ہے ہر چشم نرگس

چراغ گل نسیم صبح روشن
زبس باد بہاری مین نشا ہے
جہان دیکھو تو ہے آلودۂ خواب
پڑا ہے جبس روش پر عکس گلزار

یہ مستی کو گھٹا کی اب نظر کر
پڑا کیا بیخبر تاک انیڈتا ہے
اُٹھا سکتا نہین سر ہے یہ بیحس
بچھی ہے اُس جگہ قالین خوش کا

ملکہ سلیمان جادو اس پہاڑ کی مالک ہی یہ مقام اسکی سیرگاہ ہے حوالی کوہ مین قلعہ سلیمانیہ آباد ہے وہان کی یہ ملکہ حکومت کرتی ہے اس پہاڑ کے نیچے ایک باغ جنت نظیر لگا ہے کبھی پہاڑ پر کبھی باغ مین وہ ملکہ رہتی ہے اسوقت بالاے کوہ براے تفریح خاطر آئی تھی تمام کوہ پر اسکے آنے سے آرائش وزیبایش دونی تھی تمامی کا فرش چبوتردن پر بلور کے بچھا تھا کنارے ہر چشمہ کے ہزارہا جانور کلنگ وبوتیمار وغیرہ پھر رہے تھے جابجا نمگیرے موتی کے جال کے استادہ تھے ملکہ مذکور سنہری دوپٹا اوڑھے دھانی اطلس کا پائجامہ پہنے چھڑی ہاتھ مین لیے ٹہل رہی تھی سن مین تیس برس کی عورت تھی مگر نہایت بناوٹ جتنا سن زیادہ اتناہی سلیقہ بڑھا ہوا زن سی سالہ مگر لام زلف اُسکا کشور دل عشاق پر لام باندھ چڑھائی کا اُس کافر کا ارادہ سیپارۂ دل مین اُسکا مصحف رخسار عظمت رکھتا ابرو اُسکے بسان مد بسم اللہ پہلی بسم اللہ غلط کراتا یعنی لام الف پڑھا کر ہستی کو نیستی بناتا دہن تنگ اُسکا میم عدم کا سبق پڑھاتا تا اُسکے دہن کی صورت عاشق بھی گمنام ہونا چاہتا چاہ ذقن کی چاہ کنوئین جھکانی پردہ پوش کی الفت جان گنواتی چھاتیان اُسکی نکیلی مثل حوصلہ خاطر اُبھری اور نکلی ہوئین انگیا ایسی ٹھیک کسی کسائی کہ چھاتیون کو سمٹ کر بانکپن کی کثرت یاد آئی زیادہ سرکشی پر آمادہ دل توڑ دینے کا اُن نوکون کا ارادہ شکم صباحت مین بے نظیر تختہ بلور ولوح سیمین روبرو اُسکے بے توقیر کمر رہروجادہ عدم کو راہ بتائے اپنے عشق مین مالک عدم دکھائے زیر ناف تو عجب عقدہ لاینحل برج قوس مین

کی باتین کرکے حکم دیا کہ طائفے بلواؤ چنانچہ زیر کوہ جو مذکور ہوا کہ باغ ہے اس گلشن مین مکانات بنے ہین تمام خدمتی اس
ملکہ کے اسمین رہتے ہین اس ملکہ کی ایک بیٹی کہ ملکہ اختر چشم جادو نام رکھتی ہے وہی قلعہ سلیمانیہ کی سلطنت کرتی ہے
اور یہ ملکہ عیش دوست ہے ہمیشہ اس باغ مین اور اس پہاڑ پر سیر کرتی ہے ناچ دیکھتی ہے بڑے بڑے ساز بجانے والے
سرودی ہین کارتنت کار اس کے ملازم ہین اور اسکو خود بھی گانے بجانے کا شوق ہے تعلیم اُستادون سے لیتی ہے علم موسیقی
مین بڑی مہارت اور دستگاہ رکھتی ہے فی الجملہ اسنے تو بادشاہ کو پہاڑ پر بھلا کر طائفون کو یاد کیا ہے مگر نیا کھڑاگ سنئیے کہ مہتر
مہتر چالاک بن عمرو جو شیشہ دار کو قتل کرکے روانہ ہوا تھا تمام طلسمات کو طے کرتا آتے آتے یہ بھی کوہ سلیمانی کے
قریب پہونچا اور ایک باغ اُس نے زیر کوہ بنا دیکھا کہ حصار باغ سنگ رخام کا تھا مگر ایسا مصفا کہ منھ نظر آتا تھا
اندر باغ کے جو درخت لگے تھے باہر سے دکھائی دیتے تھے کہ نوجوانون کی طرح جھوم رہے ہین چشم دل کو تراوت دیتے ہین بیچ حصار
مین دروازہ جواہر کار لگا ہے اور ہر سمت کمرے بنے ہین ازبسکہ قاعدہ مستمرہ ہے کہ جس فن کے جہان لوگ جمع ہوتے ہین
اُسکا ہر وقت چرچا ہوتا ہے چونکہ یہان گویے جمع تھے تو اُن کمرون سے آواز ساز بجنے کی آتی تھی کوئی سارنگی بجاتا تھا
کوئی تانین لگاتا تھا کہین سے بین کی صدا آتی تھی کسی جگہ سے گھنگرو بجنے کی آواز پیدا تھی کوئی کہتا تھا ایک دو تین
کہین سے آواز سرگم بھرنے کی بلند سا رے گا ما پا دھا نی کی صدا سے ہر ایک خرسند اس عیار شیرین زبان نے یہ
یہ صدائین جو سنین خیال کیا کہ شاید یہ باغ برج سنبلہ ہے ناہید آسمان نے اسمین داخلہ کیا ہے پھر اسکو یہ دھن ہوئی
کہ اس ماجرے کو دریافت کرنا چاہئیے پس آپ بھی رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک گویے کی صورت بنا کر کمر باندھکر
ایک سارنگی بغل مین دبا کر کاندھے سے لگائی کمانچہ اُسکا ہاتھ مین لیا بالون مین تیل لگا کر گھونگھر بنایا مانگ نکالی کان مین
ایک بالی ڈالی بنگے دار ٹوپی سر پر رکھی عطر کی روئی کان مین رکھ کر تین کمر پٹی کا انگرکھا پہنکر گلبدن کا پائجامہ زیب تن
کیا اور در باغ پر آکر ٹھہرا اتفاق سے کچھ عرصہ مین دو تین گویے کسی کام کو باہر باغ کے نکلے اسنے اُنکو سلام کیا اُنھون نے
اسکی صورت بغور دیکھکر آپسمین کہا کہ اس شخص کی صورت فتح خان کے بیٹے سے بہت مشابہ ہے بھئی جب سے وہ چلا گیا
میان جسنوا اور بدو خان کا گانا آدھا رہ گیا اور فتح خان تو اسی غم مین مر ہی گئے ایک نے کہا بھئی پوچھو تو شاید وہی ہو یہ سنکر
اُسنے اس عیار سے کہا اے بھئی تم فتح خان کے بیٹے ہو چالاک ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ اُستاد جمشید نے پھر آپکی صورت دکھائی
وہ سب اس سے بغلگیر ہوے اور کہا اے یار ایسا تمنے گھر بار تجا کہ باپ کو بھی چھوڑا آخر وہ انتقال کر گئے اُس نے کہا اُستاد جی
کیا بیان کرون گانے کا ایسا مجکو سودا ہوا کہ دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہون اب تمھارے پاس آیا ہون کچھ مجھین تعلیم کردو
باپ مر گئے تو کیا ہوا تمھین سب مائی باپ ہو اُن گویون نے یہ تقریر سنکر ہاتھ اسکا تھاما اور اندر باغ کے لیگئے اسنے
اُس گلستان کو نہایت سرسبز و خرم پایا جہان پہاڑ پر ایسی تیاری تھی وہان کے باغ کا کیا کہنا جو درخت تھا وہ طوبی
سے شجرہ اپنا ملاتا تھا جو پھول تھا وہ گلہاے جنت کا رشتہ دار وہر رنگ اپنے سے تباتا تھا درختون کی سہانی اور
گھنی عمدہ چھاؤن ظل عاطفت سلطان پر طعنہ زن پھولون کی بہار بہار عیش و دولت و نوجوانی پر چشمک فگن کہین
بیدطری سر گل پیہ برنگ دست شفقت مادر کا بتا کہ آسیب خزان سے نخلبند قدرت تجکو بچائے کسی جگہ بنجہ مرجان و

دو ہلال جمع صدف دو پارہ ساق پا کا یہ عالم کہ **بیت**

ساق سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری ۔ شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی

غرض اُس زن مہ سیما کا باوجود تین ۳۰ برس کے سن ہونے کے یہ حسن کا عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

قد تھا مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا ۔ شعر کا کل سے ہوا انکے مثلث خمسا

بیت ابرو کی ہے تضمین سے مسبع ایسا ۔ نہ ہا مسبع معلق کو بھی اب کچھ رتبا

ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھون مضمون ۔ شعر یا ریک کرون موے کمر کا مضمون

قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے ۔ یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے

الف نور لکھا ہے ید قدرت نے وہ لے ۔ قد رعنا سے پری رو کو قیامت کہیے

فاختہ سرو رواں کہہ کے پکارے کوکو ۔ بولے حق سرہ قمری یہ ہو گویا جادو

پانون پر فخر سے سر رکھتے ہین سرخیل بتان ۔ گلشن دہر مین کیا خوب ہے یہ سرو روان

نقش پا قبلہ نما کہتے ہین اہل ایمان ۔ مردم چشم سے سہلاتی ہین حورین تلیسان

سجدہ گاہ دل عالم ہے مگر پا انداز ۔ ٹھوکر ون مین ہے مسیحا کا سراپا انداز

سات سو کنیزان دُر در گوش مرصع پوش سراپا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ایک ایک حسن مین یگانہ آفت زمانہ گرد و پیش استادہ تھین کہ یکایک ہواے سرد کے جھونکے آئے ملکہ نے جو اوپر آنکھ اُٹھا کر دیکھا شاہ جادوان کو جاتے پایا بسن طاؤس سحر پر سوار ہو کر گئی سو اشرفی نذر کی لیکر اُڑی اور قریب بادشاہ بروے ہوا پہونچکر پہلے تسلیم کی پھر نذر لیکر بڑھی اور ہنسکر بولی کہ اے شاہ ہم کنیزون سے اسقدر بے التفاتی تو لازم نہین یہ ادہر ہی ادہر جانا اور ہم سے آنکھ نہ ملانا اے شاہ شاہان **بیت** جدھر کو ہو تو جلوہ ریز جب ترے آگے ؛ ظفر جو طرفہ ہوا بوے تو فتح پیش نگاہ ؛ سایہ عاطفت اپنا ہم غریبون پر بھی پرتو فگن فرمایئے غریب خانہ پر تشریف لے چلیے کہ **شعر** قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو سوے بحر ؛ جائے رگڑنے چرخ کو موج در خوش آب ؛ بادشاہ نے اسکی صفت و ثنا کرنے سے ہر چند کہ رنجیدہ خاطر تھا لیکن بخندہ پیشانی مزاج اُسکا پوچھا اور پہاڑ پر اُتر آیا کہا اے ملکہ مین نیلم کوہ پر گیا تھا مگر وہان بھی مطلب براری نہوئی اب بڑی ضرورت سے جاتا ہون نہین بغیر تمھارے بُلاے یہان آتا ملکہ نے عرض کی کہ آپسے مجکو بڑی اُمید ہے سچ ارشاد فرمایا یہ کہہ کر ایک تخت جواہر نگار پر صحن گلشن مین اُسکو بٹھایا سوا سو اشرفی نذر دی کشتیان جواہر کی پیشکش کین جام مے ارغوانی بھر کر دیا بادشاہ نے جام لیکر آہ سرد بھری ملکہ نے دست لبستہ عرض کیا کہ قربان گئی اسوقت آئینہ خاطر مکدر نظر آتا ہے غبار الم دل پر چھایا ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے اسکا کیا باعث ہے شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ طلسم کا حال تو سب پر عیان ہے اُسکا بیان کیا مگر ایک شخص اب اور آیا ہے اُسنے ملکہ شیشہ دار کو مارا ہے اور تمام طلسم مین غدر ہو رہا ہے سلیمان جادو نے کہا لونڈی کو سب حال معلوم ہے لیکن بغیر مرضی آپکے کچھ نہین کر سکتی جہان آپنے بٹھا دیا ہے بیٹھے ہین اور اے بادشاہ طلسم کشا جو اسد ہے وہ تو گنبد نور پر آپکی قید مین ہے پھر اُسکو آپ قتل کیون نہین کرتے شاہ نے فرمایا موقع و محل ہے غرضکہ اس طرح

بجا ور درازی عمر و بقائے رنگ و بوئے گلستان کی دعا کرتا ہر سمت طرفہ بہار میوہ دار درخت پھلے گلدار شجر پھولے سامنے ایک بارہ دری نہایت آراستہ کاخ گیتی کی طرح زنگار رنگ کا سامان و اسباب اُسمین مہیا مختصر یہ کہ چالاک کو گوبے ایک کمرے مین اس باغ کے لیکر آئے وہان اورون سے ملاقات ہوئی سب نے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا میان صاحبزادے ذرا کچھ بجاؤ تو سُنین کہ اتنے دنون پھر کر تم نے کیا پیدا کیا تمھارے باپ تو بڑے نامی تھے چالاک نے کہا بہت خوب اور بغل سے سارنگی نکال اُسکی طربین درست کرکے یا اُستاد کہہ کان اپنا پکڑ ذراسی خاٹ جاٹ ایک لہرا بجانا شروع کیا اب تو جتنے وہان اُستاد تھے سب تعریف کرنے لگے اور اسنے تان پلٹا لینا شروع کیا سم پر آکر کیا مجال تھی جو رہ جائے ایسا بجایا کہ عالم وجد ہر ایک پر طاری ہوا اسنے دو تین لہرے بجائے بڑی تعریف ہوئی سب اس سے محبت ظاہر کرنے لگے اس عرصہ مین چوبدار آیا اور کہا جلد چلو ملکہ نے یاد کیا ہے شاہ جادوان تشریف لائے ہین مجرا ہوگا یہ حکم سنکر سب تیار ہونے لگے اُدھر وہ رنڈیان جنکے ساتھ یہ ساز بجاتے تھے تیار ہوئین ان گوئیون نے اُن طوائفون سے ذکر کیا کہ ایک گوئیے کا لڑکا آیا ہے کیا خوب بجاتا ہے ایک رنڈی نے اُنمین سے کہا کہ ہمارا طبلیا بہت سست ہے اس لڑکے کو ہمارے ساتھ کردو اُستاد جی نے عیار کو بلاکر کہا کہ میان آج ان بیوی کے ساتھ تم بجاؤ اسنے کہا بہت اچھا غرض طبلہ کی جوڑی انھون نے بیٹھ کر دیکھی بائین کو لگایا دہنے کو ہتھوڑی سے ٹھونکا بڑا اُسکا کھینچکر درست کیا بستنی مین جوڑی باندھ کر تیار ہوے وہ رنڈی بھی مسّی کاجل سے درست ہو کر پشواز پہنکر آراستگی کرکے سوار ہوئی اور جانب کوہ چلی سازندے بھی ہمراہ ہوے غرض جب پہاڑ پر پہونچے چالاک نے وہ آرائش و زیبائش یہان کی دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور شاہ جادوان کو تخت جواہر کار پر متمکن دیکھا ایک شہزادی کو قریب تخت بیٹھے پایا یہ اس سامان کو الگ کھڑے ہوکر دیکھنے لگا اُدھر اس طوائف نے دیکھا کہ وہ گوئیے کا لڑکا نہین پریشان ہوئی ایکنے پکارا میان فتح خان کے بیٹے چالاک ایسا محو دید تھا کہ جواب نہ دیا جب وہ رنڈی آگے بڑھی یہ بھی سامنے سے آیا ایک سازندے نے کہا آؤ میان کہان گئے تھے بجانا ہے یا نہین اسنے کہا بھلا مین بیوی کے ساتھ بجا سکتا ہون کوئی ایسی ویسی گانے والی ہوتی تو بجا دیتا اُستاد جی جو وہان تھے اُنھون نے کہا بھائی تم خوب بجاتے ہو یہ بھی فتح خان کے نصیب تھے کہ تم ایسا سگھڑ بیٹا پیدا ہوا غرض یہ آکر طبلہ باندھکر پشت پر کھڑا ہوا اور وہ رنڈی ناچنے لگی اس عرصہ مین کوہ فیروزہ رنگ سپہر سے شہنشاہ سیارگان رخصت ہوا اور ناہید فلک کا سامنے خسرو ماہ کے مجرا کرنا ٹھہرا کہ

ابیات

سمیٹا مہر کے پیر لونے دامن | گھٹا آخر وہ طول روز روشن
اُٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک | ہوا آنکھون سے حسن شام نزدیک

ایسا طبلہ چالاک نے بجایا کہ اُس رنڈی نے سمان ناچنے مین باندھ دیا اور وہ رات ہوجانے سے چاندنی کا کھیت کرنا مقیش کا پہاڑ پر نازنینون کا اُڑانا وہ سبزہ زار وہ پھولون کی بہار چشمون کی کیفیت شبنم کا گرنا نازنینان گل پیرہن کا مجمع اُو سلیمانی پہاڑ کا چمکنا عمارات کوہ کا مصقلہ چاندی کا وہ چاندنی مین دلکتا تھا اور اسمین اس طرح کا طبلہ بجنا اُس طوائف زہرہ پیکر کا ناچنا عجب عالم محویت ہر ایک پر طاری تھا یہ عالم سوقت ہوا تھا کہ قطعہ

ہوا اُس جشن کا سن شادیانہ
کسی عشرت کو دعویٰ ہمسری کا
جواہر اس طرح اسمین ٹکے تھے
اُلش ہے تاجدار خاوری کا
جھکادی تھی زمرد کی صراحی
صدائے سحر جنکی سامری کا
بنے تھے پھول آرایش کے ایسے
جہان مطلوب تھا گل جعفری کا

خوشی جاندار خشکی و تری کا
لباس نقرئی پہنے تھی کوئی
قرینہ تھا دُکان جوہری کا
چلے تھے جام ساقی سے پیا پے
قدح مین لعل کے بچہ پری کا
لٹادے بل مین رقاص فلک کو
کہ گویا کام تھا وہ زرگری کا
کرے تھا شگ مین یون شیشہ قلقل

نہین اُس عیش سے عالم مین ہرگز
سراپا کوئی پہنے تھی زری کا
صف مجلس کو گر دیکھو تو گویا
باین صورت شراب دلبری کا
کرون تعریف کیا اہل طرب کی
کرشمہ اُنکی چشم اکبری کا
لگی وان اشرفی تختون کے اوپر
کہ جیسے قہقہہ کبک دری کا

چالاک نے وہ طبلہ بجایا کہ باین کی گمک سے دلون کو دھمک پہونچی گویا ہر ایک کے دل پر تھاپ پڑتی تھی ملکہ **سلیمان جادو** کے دماغ مین مستی نے ٹھیکا کھایا وہ اس فن کو خوب جانتی تھی شاہ جادوان سے گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ طبلیا کیا کام کر رہا ہے بادشاہ نے کہا اے ملکہ میرا اتنا سن ہوا اور اتنی بڑی سلطنت کرتا رہا مگر مین نے کبھی ایسا طبلہ نہین سُنا اس طبلیے کو تمھاری سرکار سے مین لیجاؤنگا ملکہ نے بے اختیار گلوری ہاتھ مین لیکر طبلیے کو اشارہ کیا رنڈی تھم گئی طبلیا تسلیم کرتا ہوا آگے بڑھا گلوری لیکر پیچھے دعائین دیتا ہٹ گیا منھ پھیر کر گلوری کھائی ملکہ نے سامنے بُلایا اور کہا تم کہان رہتے ہو کون ہو ایک سازندہ نے کہا بلاؤن وہ جو حضور کے قدیم ملازم فتح خان نایک تھے جنھون نے انتقال کیا اُن کے یہ لڑکے ہین چھوٹے سے سن مین نکل گئے تھے کچھ مزاج مین وحشت ہے لیکن جمشید نے یہ دولت دیدی کہ صاحب کمال ہو کر آئے ملکہ نے تعریف کی **چالاک** نے دس بیس سلام شاہ جادوان کو اور پانچ سات سلام ملکہ کو کیے اور کہا بلیان لین مجکو کیا آتا ہے جمشید نے مجھ سے بہتر بہتر بجانے والے گانے والے صاحب کمال پیدا کیے ہین ملکہ نے کہا میان تم اکیلے اپنا کمال دکھاؤ **چالاک** نے ہین اس کے سامنے بجائی اور رکھا وج کی دو ایک گتین اس توڑ جوڑ سے بجائین کہ ملکہ پھڑک گئی بادشاہ طلسم نے موتیون کی سمرن کلائی سے کھول کر دی اس نے تسلیم کی ملکہ نے بالے مروارید کے عنایت کیے اس نے عرض کیا کہ غلام نے بڑی دیر سے شراب نہین پی ہے اور بھوک بھی مجکو لگی ہے ملکہ نے کہا ہم تم سے کچھ سیکھین گے تم ہمارے اُستاد ہو ہمکو بتاؤ پھر شاہ ہمارے تمھین اپنے پاس رکھین گے اسنے عرض کیا مجکو کچھ آتا نہین ہے یہ آپکی قدردانی ہے ملکہ نے حکم دیا کہ ان کو وہ سامنے مکان مین لیجاؤ اور شراب وکباب کھانا عمدہ ان کو کھلاؤ ملازم یہ حکم سُنکر اسکو لیگئے یہان اُس رنڈی کو ملکہ نے انعام دیکر رخصت کیا اور طائفہ بدلا گیا پھر شاہ کے لیے نعمت خانہ آراستہ ہوا ملکہ بادشاہ کو بمنت لیگئی نعمتہاے لطیف سے آسودہ کیا بعد تناول طعام پھر انجمن آرائی ہوئی اُدھر **چالاک** کے لیے ملازمان ملکہ نے شراب کباب ہمہ نعمت مہیا کردی اسنے خشک چیزین اور فواکہات وغیرہ کھایا شراب دکھانے کی راہ سے پی اور جو گویے تھے اور اُستاد کہلاتے تھے اُنھون نے آپسمین کہا کہ میان یہان بیٹھے کیا کرتے ہو چلو سامنے کے مکان مین فتح خان کے بیٹے کے پاس چلین شراب ہین حقہ پانی کھانا سب وہان ملیگا یہ مشورہ کر کے ذہن بارہ کو

آدمی وہان آئے **چالاک** اُٹھ کھڑا ہوا کر آئینے جمشید کی قسم آنکھین ڈھونڈھتی تھین یہ کہکر کھانا اُنکے سامنے رکھا شراب کی بوتل جو لے کی یہ سب پینے لگے اُسطرف **افراسیاب** جب محفل مین بیٹھا اب بعد اس عیار کے گانے بجانے کے کسی کا گانا کب اُسکو پسند آتا ہے کسی کا رنگ نہ جما شاہ دل سے کہتا تھا کہ ایسا گانا بجانا نہین دیکھا اور نہ سنا معلوم ہوتا ہے کہ اس گوئیے مین کچھ فتور ہے بس اس طرح کا استعجاب کر کے **سلیمان** سے پوچھا کہ اس گوئیے کا حال مین نے اچھی طرح نہین سُنا یہ تمھارا کیا نوکر نہین ہے ملکہ نے کہا یہ آج ہی صحرا سے آیا ہے میرا ایک ملازم تھا فتح خان اُسکا یہ بیٹا ہے اسکو سودا ہو گیا تھا تو نکل گیا تھا ابھی استاد بیان کرتا تھا حضور نے نہین سُنا شاہ کو یہ حال سُنکر خیال آیا کہ آج ہی آیا ہے کہین **چالاک** نہ ہو یہ سوچکر اسنے بازو پر سے اپنے تعویذ کھولا اور اُسمین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ چالاک بن عمرو ہے اے بادشاہ طبلہ بجا کر تجھ سے سمرن لیگیا اب ہوشیار رہنا شاہ نے یہ حال تعویذ مین دیکھکر سلیمان جادو کو وہ تعویذ دکھایا اُس ساحرہ کی جان نکل گئی کہ شاہ کہیگا دشمن گھر مین بٹھا رکھا تھا یہ بھی ملی ہوئی ہے ادھر اُس عیار کی دلیری پر افراسیاب بھی کانپنے لگا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ مجکو قسم ہے سامری کی کہ مین اسکے حال سے آگاہ نہ تھی شاہ نے کہا یہ تو میرے ساتھ ساتھ آیا ہے کوہ نیلم سے تم کیا جانو یہان تو آج ہی یہ پہونچا ہے ملکہ نے کہا پھر یہی موقع خوب ہے مار ڈالیے چلکر کیونکہ وہ غافل ہے ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہو کر چلا جائے یہ کہکر ایک لونڈی سے کہا کہ تو چپکے سے جاکر دیکھ تو آوہ طبلیا اُس مکان مین کیا کرتا ہے وہ کنیز چلی یہان سب گوئیے کھانا کھا رہے ہین خوش بیٹھے ہین کہ وہ لونڈی دبے پاؤن آئی اور دیکھکر چپکے سے پھری چالاک نے بھی دیکھا کہ ایک عورت آئی اور جھانک کر چپکی پھر گئی یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ تاکنا جھانکنا کیا معنی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تمھارا بھید کھلا یہ دیکھنے تمکو آئی تھی یا یہ کہ اسکا کوئی یار یہان ہے اُسکو دیکھنے آئی تھی بہر صورت کچھ نہ کچھ فتور ہے اور بالفرض فتور نہ بھی سہی تو غافل تم کیون رہو شاہ طلسم ایسا دشمن موجود ہے کوئی فکر کرو یہ سوچکر ایک گوئیے سے کہا استاد ذرا میری ایک بات الگ چلکر سننا وہ اسکے ساتھ ہوا یہ اسکو اس مکان کے دوسرے درجہ مین لایا وہان بھی پلنگ لگا ہوا تھا پردے پڑے تھے سامان راحت مہیا تھا اسنے وہان پہونچتے ہی گوئیے سے کہا استاد دیکھنا میرے ہاتھ مین کیا خوشبو آتی ہے اُسنے ہاتھ اُسکا سونگھا اور بیہوش ہو گیا اسنے اسکو اپنی صورت کا ایسا بنایا اور اسکی ایسی شکل اپنی بنائی کپڑے اپنے اسکو پہنائے اُس کے آپ پہنے اور وہانسے جہان سب ورثے اس جگہ آیا اور کہا بھئی یہ لڑکا بیتک سودائی ہے مجکو خواہ مخواہ وہان لیگیا آپ تو شراب کے نشہ مین وہان پڑ رہا اور مین اکیلا رہ گیا یہ کہکر انکے ساتھ بیٹھکر گلوریان بانٹنے لگا وہان لونڈی نے جاکر سلیمان سے کہا کہ وہ طبلیا بیٹھا ہے چلیے مگر راہ کترا کر اور سمت سے جھلاوہ دے کر چلیے ایسا نہ ہو بھاگ جائے یہ سُنکر ساحرہ اُٹھی اور پہاڑ پر سیر کرتی ہر سمت پھرتی اُس مکان مین آئی جہان کنیز دیکھ گئی تھی وہان اُس طبلیے کو نہ پایا کنیز سے باشارہ پوچھا کہ کہان ہے اُسنے کہا ابھی یہان تھا ساحرہ اسکی تلاش کرنے لگی ادھر چالاک نے یہ چالاکی کی کہ شاہ جادوان سے بڑھکر کہا بلا لون فتح خان کے بیٹے نے مفت کی جو شراب پائی اسقدر پی ہے کہ اُس صحنچی مین پلنگ پر بیہوش پڑا ہے بادشاہ نے یہ سنکر سلیمان کو بلایا اور اُس سے

پوچھا کہ ملکہ یہ تمھارا کب کا ملازم ہی اُسنے کہا یہ قدیم نوکر ہی شاہ نے کہا تو اسکے ساتھ جاؤ اُس عیار کو بتادیگا ملکہ نے کہا اُستاد جی جسکو تم فتح خان کا لڑکا کہتے ہو وہ عمرو عیار کا بیٹا ہی چلو بتادو کہاں سوتا ہی اُسنے اُسکو ہمراہ لیا ملکہ نے سب کنیزوں سے کہا کہ چار سمت سے پہاڑ کو گھیر لو خبردار کوئی جانے نہ پائے کنیزیں ہر سمت محاصرہ کرکے استادہ ہوئیں اور ملکہ اُس مکان مین آئی وہاں گویے جمع تھے اُنسے کہا تمکو یہاں کسنے آنیکا حکم دیا ہی وہ سب عتاب سلطانیہ سے خائف ہوکر باہر مکان کے نکل گئے مگر زیر کوہ نجاسکے اور چالاک اسکو اُس درجہ مین کہ جہاں گویے کو صورت بدلکر سلا آیا تھا لایا اُسنے وہاں پہونچکر کہا اُستاد جی اب تم بھی چلے جاؤ اُسنے کہا اے ملکہ مقدمہ عیار کا ہی آنکھ سے کھیلا مین نہ چھوڑونگا یہ سُنکر ساحرہ چپ ہو رہی اور صحنچی کے اندر گئی چالاک نے برابر سے بیضۂ بیہوشی مارا کہ یہ بھی چیخ کھا کر گری اسنے جلد اسکا پیرہن اُتارا اور چہرہ چمڑے کا بنا ہوا اُسکے منھ پر چڑھا کر رنگ روغن لگا کر ایک لمحہ مین فتح خان کے بیٹے کی ایسی شکل بنایا اور اُس گویے کو پلنگ پر سے ہٹا کر اُسکو لٹایا اور اسکا زیور لباس خود پہنکر ایک لمحہ مین اسکی ایسی صورت آپ بنا واضح ہو کہ یہ فرزند رشید عمرو ہی اسمین اور چار بہتر جو وہ سرہنگ جو عیاران اسلام مین منتخب مین اُنمین یہی صفت ہی کہ صورتین بہت جلد بدلتے ہین اور جو نسخے رنگ روغن کے اُنکو معلوم ہین اور عیاروں کو نہین معلوم اور خواجہ پاس تبرکات ہین اور نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین اسوجہ سے یہ اُنکے برابر نہین ورنہ اُن سے بھی یہ عیار دعوی برابری کا رکھتے ہین بڑے بڑے فقرے اور مکر اُنکو یاد ہین اسی وجہ سے سرگروہ عیاران عالم ہین اور نامور ہین خواجہ ایک لمحہ مین بہتر صورتین بدلتے ہین یہ عیار بھی دو ایک صورتین دم بھر مین بدل لیتے ہین خواجہ کو معجزہ سے یہ قدرت حاصل ہی انھون نے بغیر معجزہ یہ ملکہ بہم پہونچایا ہی حاصل الامر یہ کہ اسوقت اس عیار نے اپنی صورت سلیمان کی ایسی بنائی اور اُس گویے کو جسے پہلے بیہوش کیا تھا چہرہ پر سے اُس کے عرق لگا کر روغن چھڑا ڈالا اور ہوشیار کردیا جب وہ ہوشیار ہوا کہا اُستاد جی یہ زمانہ کا نشیب و فراز ہی کہ یہ جو پڑا ہی عمرو کا بیٹا ہی تمکو اسنے مار ڈالا ہوتا بھلے ہو مجھکو خبر ہوگئی جو تم بچ گئے اب خبردار اپنا سانحہ کسی سے بیان نہ کرنا نہین قتل کرڈالونگی لو آؤ میرے ساتھ چلو یہ کہکر باہر اُس مکان کے آکر گویے کو تو الگ کردیا اور آپ پاس افراسیاب کے ساحرہ بنا ہوا آیا اُسنے کہا اے ملکہ اتنی دیر کہاں لگائی کیون وہ عیار کیا ہاتھ نہین آیا اسنے ہنسکر کہا آپکے اقبال سے وہ موا کہان جاسکتا ہی اے شہنشاہ مین جب اُسکا سر کاٹنے گئی تو میرے ذہن مین آیا کہ یہ موذی کا تا اب بھاگ کر کہان جائیگا لوگون نے دھاک باندھ رکھی ہی ورنہ یہ کچھ مال نہین پس مین نے چار گھڑی کامل ٹھہر کر اُسکے ہر رونگٹے پر تیر بٹھایا اور خوب سحر سے جکڑ دیا پھر چار طرف ساحر نگاہبانی کو مقرر کیے اب وہ بیہوش پڑا ہی اتنی رات گذر جائے تو آپ خود اپنے ہاتھ سے سب کے سامنے اُسکو قتل کیجئے گا اگر بہت احتیاط منظور ہی اور اُسکے بھاگ جانیکا خوف ہی تو ہوشیار اُسکو نہ فرمایئے گا عالم بیہوشی مین سر کاٹیے گا بادشاہ نے کہا جی تو یہی چاہتا ہی کہ ان عیارونکو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کردن اچھا اے ملکہ تم وہ پلنگ جسپر اُسکو رکھا ہی باہر نکلوا لو کہ مین بھی سحر اپنا بمزید احتیاط و حفاظت کردون ملکہ مصنوعی نے ساحرونکو ساتھ لیجا کر پلنگ اُٹھوا کر سامنے بادشاہ کے پہونچایا شاہ نے بھی حصار سحر کا کردیا

اب ہزارہا جادوگر نیان پہاڑ پر پہرا دے رہی ہین بادشاہ میخواری کرتا جاتا ہے اور پلنگ کو دیکھتا جاتا ہے روشنی تمام پہاڑ پر حد سے زیادہ کردی ہے بڑی نگہبانی ہے چنانچہ وہ رات تو اس واقعہ مین کم رہ گئی تھی کچھ ہی دیر مین زمانہ نے زنگ بدالعینی ساحرہ شب کی صورت روغن سفید ضیائے مہر لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ اہجین سحر نے نئی صورت پیدا کی کہ بمقتضائے

ابیات

کہ چمکا صبح کا جسدم ستارا
لباس ماتمی شب نے اُتارا
پکارے سب کہ جاگو رات کم ہے
اُٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے

ہنگام سحر تمام کوہ پر غلغلہ ہوا کہ رات کو ایک بیٹا عمرو کا قید ہوا ہے اسوقت قتل کیا جائیگا ساحر جو قلعہ سلیمانیہ مین باغ سے گئے قلعہ مذکور مین بھی غلغلہ برپا ہوا ملکہ اختر چشم بیٹی نے سلیمان جادو کی بھی سُنا اُس نے لباس و زیور سے اپنے تئین آراستہ کیا کشتیان جواہر کی نذر بادشاہ کے لیے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہو کر چلی حسن مین یہ گلبدن قمر پیکر تھی حسینان عالم کی افسر تھی پندرہ برس کا سن شباب کے دن اختر آسمان خوبی مہر سپہر محبوبی سینہ اُبھرا ہوا انگیین نکلی ہوئی گات سڈول ہر عضو بدن سانچے مین ڈھلا ہوا گول مختصر یہ کہ جان آفاق دلبری مین طاق بصد کرشمہ و ناز پہاڑ پر آکر اُتری شاہ جادوان کو تسلیم کی نذر دی ملکہ سلیمان نقلی نے غلغلہ سُنا تھا کہ ہر ایک کہتا تھا صاحبزادی ہماری ملکہ کی آتی ہین پس اُسکو دیکھ کر سمجھا کہ یہ اس ساحرہ کی جسکی تو صورت بنا ہے بیٹی ہے یہ سمجھ کر اُٹھا اور اس ماہ تابان فلک حسن کو گلے سے لگایا بلائین لین دعائین دین اُس نے بھی بہت ادب کیا اور بادشاہ طلسم اُسکو بہ نگاہ محبت دیکھنے لگا اسنے بھی اٹھلا اٹھلا کر باتین کرنا شروع کین اور کہا اے بادشاہ اس کنیز نے سُنا ہے کہ عمرو کا بیٹا مارا جاتا ہے اس لحاظ سے مین بھی حاضر ہوئی کہ جا کر اُس کے قتل مین شریک ہون تاکہ مجکو بھی ثواب حاصل ہو چنانچہ ایک خنجر مین بھی مارونگی شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ سب ساحر ہوشیار ہو جائین اب مین اس عیار کو قتل کرتا ہون ہر سمت سب مستعد اور ہوشیار ہو کر استادہ ہوئے اور شاہ تیغہ پکڑ کر پلنگ کے پاس گیا چادر ساحر پنجبر کے اوپر سے ہٹا کر تلوار کو تولکر دو قدم پیچھے ہٹا کر جھپٹ کے اس زور سے ہاتھ مارا کہ گردن اسکی کٹ کر پلنگ کٹا اور تلوار نے زمین پر آکر بوسہ دیا اسکے قتل ہوتے ہی ایک آواز مہیب آئی اور آندھی چلی لیجیو پکڑیو کی صدا بیرون نے دی پھر ندا ہوئی کہ افسوس مارا ملکہ سلیمان جادو کو شاہ جادوان کی یہ صدا سُنکر عجیب حالت ہوئی رنگ رخ سفید ہو گیا پہلے اتنا تو کہا کہ اے یہ کیا ہوا پھر تو تھر تھر کانپنے لگا اُدھر چالاک جب اندھیرا ہوا تو نعرہ کرکے ایک سمت کو بھاگا شاہ جادوان کو وہ ندامت ہوئی تھی کہ بیخود ہو گیا تھا اسکا تعاقب کون کرتا یہ تو اس پہاڑ کے کسی گوشہ مین چھپ رہا اُدھر وہان اختر چشم کھڑی ہو کر پیٹنے لگی کہ اے بادشاہ یہ کیا کیا کہ میری مان کو مار ڈالا بادشاہ کہے تو کیا کہے جب بدن کاٹو تو لہو نہین اور تمام کنیزین پچھاڑین پچھاڑین کھانے لگین ہائے ملکہ وائے ملکہ ارے یہ کیا غضب ہو گیا یہ بادشاہ موا کیا آیا تھا کہ ملک الموت آیا تھا ارے اس جلاد بے جمشید کی مار یہ ایسا اندھا تھا کہ اپنے پرائے نہ پہچانے کنیزین تو اس طرح بُرا بھلا کہتی تھین اور اختر چشم اپنی مان کے لاشہ سے لپٹ کر بین کر رہی تھی کہ ہے ہے میری نازون کی اُٹھانے والی افسوس مجھ سے محبت جتانے والی میری پالنے والی تو کدھر گئی ہائے مجکو سوکھے مین سلایا آپ گیلے مین سوئی کس ناز و نعمت سے

مجکو پالا اب مجکو امان تنہا کر گئین میری خبر کون لیگا کون میری ناز برداری کریگا اے امان مجکو بھی اپنے پاس بلالو بیٹی اکیلی ہے اسکے سر پر ہاتھ رکھو شاہ طلسم نے جب یہ جزع فزع دیکھی تلوار بڑھ کر ملکۂ مذکور کے ہاتھ مین دی اور کہا اے ملکہ تم اپنی مان کے عوض مجکو قتل کرو یہ کہہ کر گردن جھکا دی ملکہ سمجھی کہ یہ حاکم ہو کر عذر کرتا ہے اسکی خاطر ضرور ہے یہ سمجھ کر گویا ہوئی کہ اے بادشاہ آپکی خطا اسمین کچھ نہین یہ بھی میری قسمت کا لکھا پورا ہوا اور امان کی قضا آکر لگا برابر ہوئی تھی شاہ نے فرمایا تو اب مین جاتا ہون یہان ٹھہرنا مجکو دم بھر دشوار ہے تمھارے لیے بڑا رتبہ و مرتبہ کرو تم رنج نہ کرو ملکہ نے کنیزون کو گھڑکا کہ خبردار جو کسی نے شاہ کو کوئی کلمہ بد کہا کنیزین خاموش ہوئین لیکن ہزار نا عورت یہان بھی تکس کس کو منع کرتی زبان خلق کس نے روکی ہے غرض بادشاہ ندامت زدہ اُٹھکر یہان سے روانہ ہوا ادھر **چالاک** جو کسی گوشہ مین مخفی تھا اس ہنگامہ مین پہاڑ سے اوتر کر جانب طلسم روانہ ہوا یہان مرنے سے **سلیمان جادو** کے اُس پہاڑ کی رونق اور بہار برباد او خزان رسیدہ ہوئی ابر غم ہر ایک کے دل پر چھا گیا نخل ہر ایک چوب تابوت نظر آتا تھا صدائے طائران خوش الحان نوحہ و شیون تھی سیہ پوش جعفری گلشن تھی سنبل برنگ سودائیان پریشان گل ہر ایک چاک گریبان دیدۂ نرگس پتھرائے ہوئے چشمے جوشش غم سے جوش مین آئے ہوئے سبزہ پامال حسرت و غم بلبل کی جان پر خزان کا ستم شاخون نے ٹوپیان شگوفون کی پھینکدی تھین جنبش صبا سینہ زنی کرتی تھین وہ آرائش و زیبائش سب خاک مین ملی تھی ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بموجب **ابیات**

بسان گل کسو نے جیب کی چاک	کرے تھا جون صبا سر پہ کوئی گرد	عجب گلشن ہے یہ لیکن کسی سے
نہ حرص اسکی رکھے ہے سازنہ برد	گئے یان سے وہ محبوبان رعنا	گل نو رستہ آگے جنکے تھا گرد
لگامت دل کو بلبل اس چمن سے	نظر جو آج سبز آوے سو گل زرد	لب جو پر سے جسکی کھلتی ہے آنکھ
حباب اُٹھ چلے ہے بھر کر دم سرد		

فی الجملہ بعد گریہ و زاری لاش اُسکی بیٹی نے اُٹھوائی اور انتظام قلعہ داری مین مصروف ہوئی اُدھر **چالاک** جو روانہ ہوا قصد اسنے کیا کہ قلعہ مین جا کر ساحرون کو قتل کرون مگر شاہ طلسم کا ساتھ خیال کیا کہ چھوٹ جائیگا اور دل مین کہتا تھا کہ طلسم بہت بڑا معلوم دیتا ہے اگر ٹھہرتے چلوگے تو برسون مین لشکر مہرخ تک پہونچوگے پس مارتے لوٹتے یون ہی چلے چلو یہ سوچتا ہوا صورت بدلے چھپتا ہوا چلا جاتا تھا اور **افراسیاب** رنجیدہ با دل بیتاب و پر اضطراب اُڑتا ہوا روانہ تھا دل سے کہتا تھا کہ اے شاہ خود کردہ را درمان نیست تو نے افسوس اپنے ہاتھ سے **سلیمان** کو قتل کیا اسی رنج و غم مین آتے آتے قریب ایک قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ لال دوگل جل رہا ہے طائران سحر اُڑ رہے ہین اژدھون پر کاٹھے کھچے ہین تین لاکھ ساحر اسباب ساحری لیے آمادہ سفر ہین بادشاہ برائے دریافت حال قریب آیا یہانکی مالک ایک ساحرہ ملکہ **شعلہ چشم گوہر دندان** جادو نام ہے نہایت ذی احترام ہے عین شباب و جوانی کے دن ہین نہایت کمسن ہے رنگت یہی غیرت بخش ماہ و مشتری ہے مردمک چشم انسان جان خوبان جہان حشر خرام و آفت جان ہے گلبدن غیرت دہ نسرین وسمن اور غنچہ دہان لب جان بخش پر سب اہل عالم مرتے عیسی بھی اُسکی مسیحائی کا دم بھرتے **مسدس**

حلقۂ میم دہن کو دل ارمان کہیے	قد بالا کو بجا ہے الف جان کہیے

یا دگیسو کو بلائے سر یاران کہیے — لام ظلمات ہے وہ زلف پریشان کہیے
کس طرح عاشق شیدانہ ہمارا دل ہو — کیسے ملتاہے وہ معشوق جو خود مائل ہو
گذر اُسکا جو کبھی جانب دریا ہو جائے — جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جائے
کبھی بتخانے مین آئے تو تماشا ہو جائے — کعبہ سان خلق کا مسجود کلیسا ہو جائے
برہمن دیکھ کے گردون کو کہے واہ رے مین — بت بھی بتخانے مین بول اُٹھے کہ اللہ رے مین

وہ نازنین بھی جھولا سحر کا گلے مین ڈالے تخت پر سوار سب فوج کے ہمراہ جایا جاہتی ہے شاہ روئے ہوا سے نیچا ہوا دخت جھومنے لگے غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ آئے ملکہ مذکور جلد نذر لیکر تخت سے اُتری شاہ کو آداب بجالاکر نذر دکھائی بادشاہ نے ہاتھ رکھدیا کر نذر معاف کی ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر آج قیام کرے شہنشاہ تشریف لائے ہین اُنکی خدمت واجب ہے لشکر بموجب حکم بیرون قلعہ اُترا خیمہ و بارگاہ نصب ہوگئے ملکہ بادشاہ کو سوار کرکے اندر قلعہ کے لائی شہر بہت آباد تھا عجیب بستی تھی رعیت فرط عشرت سے ہنستی تھی عمارتین بتھر کی نہایت مصفا اور رفیع تعمیر ہر مکان وسیع خوبی مین پری کی تصویر دوکانین منقش و رنگین کمرون کی مثل عروس تزئین کہ بیت ہر سنگ اور عکس کو اک بوقت شب ٭ در چشم روزگار ز ترصیع بہتر ست ٭ شاہ طلسم سیر کنان عمارات شاہی مین تشریف فرما ہوا ملکہ نے ایک خانہ باغ مین لاکر ایوان رفیع مین مسند پُر تکلف پر بٹھایا چنگیر جو گھڑے عطردان سامنے رکھے ساقیان مہر طلعت رقاصان ناہید صورت کو بلایا جام مے گلفام شاہ کو دیا ناچ سامنے ہونے لگا بادشاہ کا کچھ غم بادہ نواری سے غلط ہوا اُسوقت باتکلم وا کیا کہ اے ملکہ یہ لشکر کس لیئے مسلح کرایا تھا کہان جانیکا ارادہ تھا کیا کسی ناظم سرحدار سے کچھ بگڑ گئی کیا ہوا ملکہ نے عرض کیا کہ اے شہر یار حضور کا حال سنتے سنتے کلیجہ پک گیا لونڈی نے ارادہ کیا تھا کہ جاکر مہرخ کو غارت کردون شاہ جادوان یہ سنکر رونے لگا اور کہا آہ تم سب رفیق ہماری اعانت و حمایت کرنے کا ارادہ رکھتے ہو مگر افسوس کہ رہرو ملک عدم ہوتے ہو ابھی یہ سانحہ میرے ہاتھ سے گذر گیا یہ کہہ کر تمام ماجرا سلیمانی پہاڑ کا کہا پھر مستفسر ہوا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا حال کس سے سُنا ملکہ نے پرچے اخبار کے سامنے منگا کر ڈال دیئے کہ روز یہ اخبار آتے ہین اور انھین پرچون کو دیکھ کر مجھکو تاب نہ رہی آج چلی تھی کہ حق نمک سے ادا ہوں اے بادشاہ ساحرون کا مارا جانا عیارون کی عیاری کرنا مصور کا شکست کھانا ملکہ صنعت کا آنا اور لڑائی کا بگڑنا اور نمک حرامی ملازمون کی اخبار سے معلوم کرکے مین نے خیال کیا کہ جاکر سزا سے معقول نمک حرامون کو دون یہ باتین ملکہ کر رہی تھی کہ اس کے لشکر کے افسر سپہ سالاران نامور حاضر ہوئے قازجادو و توسن جادو اُنکے نام تھے اُنھون نے آکر شاہ کو نذر دی تسلیم کی اور کہا اے بادشاہ ہم سب آپسمین قسم کھاچکے ہین کہ بغیر قتل کیئے نمک حرامون کے باز نہ آئین گے اب ہم کو رخصت ہی کرنا بہتر ہے شاہ نے کہا جمشید تمھارے ارادے کو پورا کرین اگر یہی ارادہ ہے تو جاؤ سپرد یونے دو سو خداؤن کے کیا تعا تمھارا حامی و مددگار رہے۔

جب ملکہ نے اجازت جانے کی پائی اُس دن اور تمام رات دعوت و مدارات مین بادشاہ کی مصروف رہی جب دوسرے روز نقاش بہار نے رنگ طرازی ورق سپہر پر نور خورشید کی فرمائی کہ بیت اُٹھی محفل سے شمع بزم افسردہ ہوا پیدا اول پروانہ مین سوز ٭ ہنگام سحر نقارہ کوچ کا بجا ملکہ بادشاہ سے رخصت ہوکر لشکر مین آئی نفیر سحر بجائی ساحر طائران سحر

پر سوار ہوے بروے ہوا تین لاکھ کا لشکر چلا دل عالم مین تہلکہ پڑگیا بادل جادو کے دنیا مین چھاگئے بیرون کے غل سے کان جھنناگئے ایک ایک ساحر مثل بلاے سیاہ اژدر پر سوار ماتھے پر تصویرین خوک کی بناے کالی صورت دانت نکالے آفت کے سب پر کالے جھنڈیان ہاتھ مین لیے سحر طرح طرح کے کرتے روانہ تھے تخت پر شعلہ چشم آگ نگاہ گرم سے صحرا مین لگاتی جاتی تھی یہ تو ادھر گئی ما ہ بادشاہ اسکے قلعہ سے اور سمت روانہ ہوا اُسکو یہ منظور ہے کہ ایسا کچھ بند و بست کرتا چلون کہ جاتے ہی عمرو کو قتل کرون چنانچہ حال اسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا شعلہ چشم کا سنیے کہ بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی اُسنے جب اُسکے آنے کی خبر سُنی ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو وغیرہ ساحران معزز کو بہر استقبال بھیجا یہ جاکر راہ مین اُس سے ملے اور باعزاز تمام لیکر آئے اسنے آکر دیکھا کہ دس بارہ لاکھ کا لشکر پڑا ہے ایک جانب مصور اُترا ہوا ہے ایک سمت ملکہ حیرت کی بارگاہ ہے اور سرداروں کے لشکر پڑے ہین کچھ فوج صنعت کی اُتری ہوئی ہے گو وہ اس مقام پر نہین ہے دریاے خون روان موج مار رہا ہے ایک دیوار طلائی کھنچی نظر آتی ہے بارہ ہزار برج بنے ہین بارہ ہزار پریزادین شہنائیان منھ سے لگاے کھڑی ہین گھنٹے گھڑیال بجتے ہین ایک بارگاہ مخمل سُرخ کی استادہ ہے وہی دیوار سرحد طلسم ہے اُس طرف اندرون طلسم ہے یہ بارگاہ زیر دیوار طلسم استادہ ہے جو تمام جواہر دوز ہے اور جملہ اسباب اسکا جواہر نگار ہے قندیلین یاقوت اور زمرد کی لٹکتی ہین بارہ ہزار دنگل بچھا ہے باہر طلسم کے شاہ جس سے ملاقات کرنا ہی تو اسی بارگاہ طلسمی مین بیٹھتا ہے یہ سب سامان شعلہ چشم نے دیکھا اور دل سے کہا باوجود اس عظمت وشان کے فتح شہنشاہ کی نہین ہوتی یہ کیا سبب ہے غرضکہ یہ بارگاہ حیرت مین آکر پہونچی ملکہ کو نذر دی اُس نے خلعت گران بہا دیا اور گلے سے اُسکو لگایا اسکے سپہ سالار بھی آلیے یہ دست راست تخت کے بیٹھی چار سو جادوگر پیچھے بیٹھے ملکہ حیرت نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے وہی ماجرا جو بادشاہ سے بیان کیا تھا عرض کیا اور شاہ کا اپنے مقام پر جانا اور اجازت آنے کی دینا کہہ کر بزبانی بادشاہ مارے جانا شیشہ دار و سلیمان کا جو سنا تھا وہ بھی بیان کیا یہ حال جو اسپیس نے مہرخ سے جاکر کہا کہ اس طرح ایک فرزند خواجہ کے داخل طلسم ہوے ہین اور ساحرون کو قتل کرتے آتے ہین یہ خبر سنکر تمام سردار خوش ہوے لیکن شعلہ کے آنے سے مہرخ کو تردد ہوا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے پھر آپ ہی کہا کہ خدا مالک ہے وہ کیا کرے گی برق عیار بیٹھا ہوا تھا اُٹھا کہ مین ذرا جاکے شعلہ کو دیکھ آؤن مہرخ نے کہا بھیا وہ تدبیر کرو جس سے خوشی حاصل ہو برق نے کہا مین کیا تدبیر کرون خواجہ ایسے مقام پر قید ہین کہ جہان پہونچ نہین اگر میرا وہان گذر ہوتا تو جان لڑا دیتا یہ کہہ کر بارگاہ سے نکلکر ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین آیا یہان بڑا اعظم و شان شعلہ کا دیکھا یہ بھی ایک مقام پر کھڑا ہو رہا اس اثنا مین صرصر عیارہ آئی عیارون کا معمول ہے کہ آتے ہی چار طرف دیکھ لیتے ہین اُسنے بھی چار سمت نگاہ کی برق عیار کو پہچانا اور ٹال گئی ادھر اُدھر پھرنے لگی کبھی بیٹھ کر گلوری کھائی کبھی صبا رفتار سے باتین کرنے لگی برق دل سے کہتا ہے کہ عیارہ تجکو دھوکا دے رہی ہے غرضکہ کچھ دیر مین عیارہ نے ایسا غافل تو برق کو نہ پایا کہ جو آپ حملہ کرتی مگر ملکہ شعلہ چشم سے کہہ دیا کہ برق عیار بارگاہ حریف سے آیا ہے وہ کھڑا ہے ساحرہ نے یہ سنکر رقعہ جمشید جیب سے نکالا برق نے دیکھا کہ عیارہ نے کچھ کہا اُس بد

اُس ساحرہ نے کاغذ نکال کر دیکھا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تمھارا حال عیارہ نے کہہ دیا بس یہ سوچ کر سامنے شعلہ خشم
کے آیا سلام کرکے کہا مین برق عیار فرستادہ ملکہ مہرخ نامدار ہون نامہ لیکر آیا ہون زبانی بھی پیام لایا ہون یہ کہکر
نامہ کمر سے نکال کر پیش کیا حیرت نے اُسوقت کہا ارے موے کیا تو ہی نامہ لیکر آنے والا تھا اور کوئی نہ تھا اُسنے کہا مین لایا
تو کیا برائی کی مثل مشہور ہے کہ ایلچی را زوالے نیست یہ سنکر صرصر نے آگے بڑھ کر کہا یہی وقت ہے اسکو قید کر لیجیے اس موئے
کے پاس نامے بنے ہوئے رہتے ہین حیرت نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ یہ قید ہو گیا اور اسنے کہا اے شعلہ
مین نے تمھاری بڑی تعریف سُنی تھی مگر تم تو حد کی بودی ہو کہ بقصور مجکو قید کیا آجتک کسی نے قاصد کو نہین ستایا حیرت
یہ سنکر گویا ہوئی کہ موے جوانا مرگ تجکو مین نے قید کیا ہے ارے آجتک جو کچھ کیا تم عیارون ہی نے کیا مہرخ نے کس کو مارا
بلکہ سب ہمارے نوکرون کو تم ہی نے بہکا کر خراب کر رکھا ہے ورنہ وہ ابتک راہ راست پر آجاتے جو نامی ساحر ہماری
حمایت کو آیا تم ہی غارتیون نے اسکو قتل کیا برق نے کہا اے ملکہ پھر اگر یہی دستور قدیم سے چلا آتا ہے جو ساحر نامی تمھاری
طرف آیا ہمنے قتل کیا تو ہمیشہ جو ہوتا آیا ہے وہ آج بھی ہوگا یہ تو عملدرآمد قدیم ہے اور ہم قید تھوڑی رہین گے کوئی دم مین چھوٹے
اور مارا اسوقت تمنے ہم سے دغا کی ملکہ نے کہا ہم دغاباز نہین ہین یہ تمھارا اُستاد ہی دغاباز تھا جو مکر کرنے آیا تھا شہنشاہ
نے قید کر لیا اُنکے تو بڑے بڑے حمائتی تھے کوئی چھڑانے نہ آیا نہ ملکہ مہرخ آئین نہ بی بہار نہ مخمورہ اور اُنکے علاوہ بڑے
اُن کے طرفدار بران وکوکب تھے وہ بھی نہ خبرگیران ہوے برق نے کہا سب امور وقت پر موقوف ہین جب زمانہ
اُنکی رہائی کا آئیگا آپ چھوٹ جائین گے ملکہ نے کہا وہ تو چھوٹین یا نہ چھوٹین تم اپنی فکر کرو یہ کہکر حکم دیا کہ ایک پنجرہ فولادی
خاردار لاؤ کہ اسکو اسمین بند کرکے دریاے خون رواں کے اُس پار اندر والا جو دروازہ ہے اسمین لٹکا دیا جائے یہ حکم سنکر صرصر
اپنے دلمین سوچی کہ یہ عیار تیرے سبب سے قید ہوا ہے اور عیار تجکو بہت پریشان کرینگے پس تجکو لازم ہے کہ یہان نہ ٹھہر اپنے خیمہ
مین چلکر چھپ رہ یہ سوچ کر اپنے خیمہ مین چلی گئی ادھر ملازمان حیرت قفس لینے جو بارگاہ سے نکلے راہ مین ہر ایک سے بیان
کیا کہ ایک عیار اور قید ہوا ضرغام عیار عقب برق فکر عیاری مین یہان آیا تھا اسنے بھی سنا اور سمجھا کہ برق
پکڑا گیا پس بہت جلد الگ جاکر صورت اسنے صرصر شمشیر زن کی ایسی بنائی کس لیے کہ اُسکو بارگاہ سے جاتے دیکھا
تھا پس جب عیارہ کی ایسی شکل بن چکا ایک کنٹھا یاقوت سرخ کا گلے مین پہنا کہ جسکی ضیا سے تمام سینہ سرخ معلوم دیتا تھا
اور تمام بانے عیاری کے جسم پر لگا کر جوڑا ترچھا باندھ کر گات کو تن کر اُبھارا سینہ کا دکھاتا نیمچہ تولتا ہوا ہمہ تن چشم
بنا ہوا بارگاہ مین آیا حیرت نے کہا عیار تو قید ہوا ہے اسکو چھوڑ کر کہان گئی تھی یہان موجود رہنا چاہیے اس نے کہا
اے ملکہ مین باہر اس لیے گئی تھی کہ کوئی اور عیار نہ آنے پائے کچھ دور جو لشکر سے بڑھی شہنشاہ کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے
تشریف فرما ہین مین نے پاس جاکر تسلیم کی اور پوچھا کہ حضور یہان کیون بیٹھے ہین فرمایا کہ مین طلسم کی گرد آوری کرکے
یہان دم لینے ٹھہر گیا ہون تو اے ملکہ مبارک ہو کہ شہنشاہ اب ملک کی اینجا اس طرح خبرگیر ہین پھر شہنشاہ نے مجھ سے
لشکر کا آپکے حال پوچھا مین نے قید ہونا برق کا عرض کیا فرمایا کہ ملکہ ہر چند کہ بڑی منتظمہ ہین لیکن عیار بڑے مکار
ہوتے ہین ایسا نہو کہ بیچ پڑ جائے تو اُس عیار قید شدہ کو میرے پاس لے آ حیرت نے یہ کلمہ سنکر کہا بادشاہ کو اب

فکر ہوئی اب تک غافل تھے گرداوری کرنے لگے ملکہ شعلہ چشم کہتی ہین کہ میرے مکان پر بھی گئے تھے اچھا تو اس موئے عیار کو لے جاؤ اور مین بھی جی مین آتا ہے کہ چلون صرصر نے کہا بلاؤن آپکو تو بلایا نہین اگر آپ کو چلنا ہے تو پہلے مین پوچھ آؤن پھر آپ چلیے خیر اب اس عیار پر سے سحر اپنا اُتار لیجیے تو مین لیجاؤن ملکہ نے سحر اپنا دفع کر دیا صرصر نقلی نے برق کو بیضہ بیہوشی کا مار کر بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ کاندھے پر رکھکر بارگاہ سے نکل یہ جا وہ جا ایک درۂ کوہ مین لاکر پشتارہ سے نکال کر ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی تو دیکھا صرصر پاس بیٹھی ہے یہ حیران ہوا اُسنے کہا مین ضرغام شیردل ہون اسنے اُٹھ کر اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کارنمایان تمنے کیا یہ کہہ کر دونون صورتین بدل کر پھر جانب بارگاہ حیرت چلے اور یہان آکر علٰحدہ ایک گوشہ مین ٹھہرے اس عرصہ مین صرصر اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی کہ دیکھون عیار قید ہو گیا یا نہین چنانچہ جب بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا اسے تو پوچھ آئی عیارہ نے کہا مین تو نہ کچھ پوچھ آئی نہ سُن آئی اور آپنے بھیجا مجھکو کہان تھا ملکہ نے کہا اس چڑیل کو اب نشہ ہو گیا صرصر نے کہا مجھکو تو نشہ نہین ہے وہ جو تخت پر بیٹھی ہین انکو البتہ نشہ ہے حیرت کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا تخت سے اُٹھ کر مارنے دوڑی صرصر نے کہا بی بی آخر لونڈی نے کیا قصور کیا جو آپ خفا ہوتی ہین ملکہ نے کہا اری قحبہ بھوا تو برق کو لیگئی کہ شاہ جادوان مانگتے ہین مین نے کہا مین بھی چلون تو کہا تو نے مین پوچھ آؤن جب کی گئی ہوئی اب آئی ہے اور باتین بناتی ہے صرصر نے کہا قسم ہے جمشید کی مین آئی تھی نہ عیار کو لیگئی نہ پوچھنے گئی یہ سُنکر ملکہ نے کہا غضب ہوا کوئی عیار اُس قیدی کو رہا کر لے گیا شعلہ چشم نے کہا اب بہتر ہے کہ لشکر حریف غارت کر دیجیے یہ کہہ کر حکم دیا کہ طشت ذرا صاف کرا دو مین چوکی پر جاؤنگی یہ سُننا تھا کہ برق جلد بارگاہ کے باہر نکلگیا اور لباس اپنا اُتار کر صورت اپنی خاکروبون کی ایسی بنائی ایک مرزئی گاڑھے کی پہنکر ٹکڑا اپلاس کا کمر سے لپیٹا ٹوکرا کمر پر رکھا جھاڑو پنجہ ٹوکرے مین رکھکر منہ مین کپڑا باندھ کر در بارگاہ پر آیا کنیزان شعلہ چشم نے اسکو دیکھ کر کہا اسے مہتر جلد طشت صاف کر بیوی چوکی پر آتی ہین مہتر بیت الخلا مین گیا بارگاہ کے پہلو مین قناتین گھری تھین ملکہ حیرت کے بیچ کی لگی تھی بڑی آراستگی تھی جیسا کہ بیان ہوا ہے غرضکہ اس مہتر نقلی نے اندر جا کر گرد چوکی کے کمند کے حلقہ جال کی طرح لگائے اور یہ ترکیب رکھی کہ جو کوئی پاؤن چوکی پر رکھے کمند کے حلقہ گردن و کمر مین پیچیدہ ہون بعد اس تدبیر کے طشت بدل کر باہر نکلا اور پشت پر جا کے ضرور کے جا کر ٹوکرا رکھ کر بیٹھا اُدھر کنیزون نے اندر جا کر آفتابہ رکھا اور شعلہ چشم سے جا کر عرض کیا کہ حضور چوکی پر جائیے وہان اور کنیزون نے مہتر سے کہا ارے ابھی جانا نہین اُسنے کہا ہم ایک ہی دفعہ فراغت کر کے جائینگے یون ہی تھوڑی ہی جائینگے حاصل مرام شعلہ چشم بارگاہ سے نکلکر دامن باندھ کر پائجامہ چڑھا کر چوکی پر آئی جیسے ہی بیٹھی کمند جو اُڑی ساتون بند اُس کے گردن و کمر و دست و پا مین پیچی ہو گئے اور یہ اونچھ کر چوکی کے نیچے گری اور گلا ایسا گھٹا کہ آمد و شد دم کی بند ہوئی خرخر کرنے لگی آواز اُسکے خرانے کی باہر لونڈیون نے سنی سمجھین کہ بیوی پادتی ہین اس خیال سے کوئی اندر نہ آئی ادھر برق نے بھی یہ صدا اُسکی سمجھا کہ ساحرہ پھنسی پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اندر آیا اور حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر کے پشتارہ مین باندھ کر پشت ہی کی طرف سے نکلکر چلا راہ مین ساحران لشکر جو پہرے پر تھے اُنھون نے ٹوکا کہ

ارے کیا لیے جاتا ہو اسنے کہا جو دیا ہی وہ لیے جاتے ہین پہرنے والے نے کہا اس گٹھری مین تو آدمی معلوم ہوتا ہے اسنے جواب دیا ارے میان چپ رہو اپنے کام سے کام رکھو ناحق نوکری جاتی رہیگی پہرے والا یہ سنکر قریب آیا اور کہا ارے کچھ حال تو کہہ کیا ماجرا گذرا ہی مہتر نے کہا میان ملکہ شعلہ چشم نے ایک لونڈی کے سینہ مین مکا جو تان کر مارا اُسکے کلیجہ پر لگا تڑپکر مرگئی مجھ سے کہا اسکو کسی نالے مین لیجا کر دبا دے اور خبردار کسی سے کہنا نہین اب تم چھیڑ چھیڑ کے پوچھتے ہو کہو تو لاش یہان رکھ کے مین چلا جاؤن پہرے والے نے کہا بھیا خفا نہ ہو جلد یہ لاش لیجاؤ یہ سنکر برق آگے بڑھا اور اُس چوکیدار کے پیٹ مین ہول اُٹھا دوڑکر جمعدار سے کہا کہ ملکہ نے ایک لونڈی کے گھونسا مارا اُسکے کلیجہ مین لگا مرگئی مہتر کو لاش اُسکی دی وہ پھیکنے ابھی لیگیا ہی جمعدار نے کہا ان خیالون مین نہ پڑو جو ہوا وہ ہوا اُدھر کنیزون نے آپس مین کہا کہ بتخانہ مین بڑی دیر ہوئی ملکہ آخر کیا کر رہی ہین ایک نے جھانک کے جو دیکھا تو ملکہ ندارد وہین پھر تو سب اندر آئین ملکہ کو نہ پایا غل مچایا کہ ملکہ کو کوئی پکڑ لے گیا یہ خبر ملکہ حیرت کو ہوئی اُسنے صرصر کو بھیجا کہ دیکھ کیا سانحہ ہی عیارہ نے آکر پتہ نہ پایا اور حیرت سے جاکر کہا برق فرنگی پکڑ لیگیا ہی حیرت یہ سنکر گھبرائی اور قاز جادو و توسن جادو نے کہا ہم جاکر لشکر مہرخ پر گرتے ہین یہ کہکر باہر نکلے اور نفیر سحر کو دم دیا جلد جلد کمربندی ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو بھیجا کہ جلد لشکر مخالف مین جاکر حفاظت شعلہ کی کر کہ وہ ہلاک نہ ہونے پائے عیارہ صورت بدلکر روانہ ہوئی اُدھر برق جب ساحرہ کو لیکر لشکر حریف سے باہر نکلا صحرا مین آکر پشتارہ سے نکالکر چاہا کہ سر کاٹ لون بس خنجر کھینچکر جو مارا نوک خنجر کی گر گئی اور ساحرہ پر اثر نہوا اور زمین تھرائی برق سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس پھر اسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور لیکر بھاگا یہانتک کر اپنی بارگاہ مین سامنے مہرخ کے لایا اور کہا اے ملکہ مین اس قحبہ شعلہ چشم کو لایا ہون مین نے قتل کرنا چاہا تھا یہ قتل نہو سکی تم مار ڈالو ملکہ نے کہا اچھا مین کام اسکا تمام کرتی ہون پشتارہ کھولو اسنے پشتارہ کھولا مگر ساحرہ کے پکڑ لانے سے ایسا خوش تھا کہ سوزن اُسکی زبان مین دینا یاد نہ رہا بس جیسے ہی پشتارہ کھولا ہوائے سرد کا جھونکا ازخود آیا اور زمین سرد ہوگئی شعلہ چشم ہوشیار ہوگئی اور اُٹھ بیٹھی دیکھا تو بارگاہ مہرخ کی ہی تمام سالار لشکر جمع ہین ملکہ موصوف سریر آرائے سلطنت ہی یہ دیکھکر اُسنے نعرہ کیا کہ اے نمک حرامان تمنے مجکو عیار بھیجکر پکڑ بلوایا ہی یہ کہکر کچھ سحر جو پڑھا گھنٹہ جلنگئی اور یہ سنبھلکر اُٹھی مہرخ نے ایک نارنج سحر کا اسپر مارا یہ فورا آیا تو ان مین پڑا کر غرق زمین ہوئی اور تہ زمین پر پہونچکر قلاب زمین کو ہلایا تو زلزلہ زمین کو آیا جا بجا سے زمین پھٹ گئی صدائین مہیب آنے لگین اسوقت زلزلہ جادو نے ایک نارنج زمین پر مارا کہ زلزلہ موقوف ہوا اور زمین سخت ہونے لگی شعلہ چشم زمین سے نکلی مگر اس عرصہ مین صرصر یہان جو آچکی تھی اُسنے جھپٹکر قاز جادو اور توسن جادو کو خبر دی کہ جلد چلو ملکہ وہان تنہا گھر گئین وہ تین لاکھ کا لشکر لیکر بہسم المغیر یہان آپہونچے طائران سحر نے مہرخ کو خبر دی کہ فوج حریف کی آپہونچی اسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا لشکر بعجالت تمام ادھر بھی متسلح و مکمل ہونے لگا قاز و توسن تین لاکھ ساحرون سے آکر گرے تھے سنبھلنے کی بھی مہلت نہ ملی اہل اسلام قتل ہونے لگے ساحران مطیع الاسلام نے جو پایا وہ اُٹھا لیا کسی نے جھولا سحر کا گلے مین ڈالا کسی نے دو تین نارنج ہی پائے کوئی تلوار سحر کی لیکر دوڑا کوئی ترسول ہاتھ مین لیکر

چلا اسی طرح ہر ایک آکر بھڑ گیا اُدھر بارگاہ مین جب شعلہ حشیم کو معلوم ہوا کہ فوج میری یہان آگئی پس یہ بھی
باہر نکل آئی اسوجہ سے کہ اندر یہ گھری ہوئی تھی اُسکے پیچھے تمام سردار بھی باہر آئے اُنکے آنے سے فوج اسلامیان
کو تقویت ہوئی اور بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی ملکہ مہرخ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی نقارہ پر سحر کی چوب پڑی
طائران سحر سر بہ بال ویرانے واکر کے سایہ گستر ہوئے بیرون کے غل سے کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی دُنیا
تہ و بالا تھی رن بولتا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا آتی تھی کہ مارا طائر جادو و اطہر جادو وغیرہ کو ان آوازون
سے تمام جنگل ہلتا تھا آندھیان اس زور سے آئی تھین کہ خاکدان عالم برباد ہوا جاتا تھا کسی نے کسی کو جلایا
پھر دریا جاری کر کے اسکے تن سوختہ کو ڈبویا آگ لگا کر پانی کو دوڑ تلوار کی بجلی چمکی ابر گھر آیا اندھیرا عالم مین
چھایا سحر نے چشم خورشید فلک مین خاک ایسی جھونکی کہ دیدۂ روزگار مین غبار آگیا ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا
کو یقین تھا کہ یہ میرا ناچیز آسمان کا اُڑ جائیگا آواز مین ہولناک ایسی آتی تھین کہ اسرافیل بھی گھبراتے تھے یہ دوسرا صور
کس نے پھونکا گیتی تہ و بالا تھی خاک اُڑ کر روے ہوا پر ایسی جمی تھی کہ ایک دنیا اور پیدا ہوئی تھی یا یہ کہ زمین
ہنگامہ پردازون نے سر پر اُٹھائی تھی روے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگام تھا کہ **نظم**

لگا کوئی جادو کی کرنے پڑھنت
کہ ہون جیسے در پیش عقدے ہزار
لگائی کسی نے کسی تن مین آگ
کہین کا نور دولیس کے آئے سیر
غرض ہر طرف سحر و نیرنگ تھا

کوئی بڑھ کے میدان مین کرتا گرھنت
سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی
کہین شور برپا ارے سحر جاگ
کہین سحر کا بحر تھا موج زن
یہی وقت جانبازی و جنگ تھا

ہوا پیچ کھاتی تھی یون بار بار
بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
کہین ابر گھر کر برستے تھے تیر
کوئی کیلتا تھا عدو کا دامن

اس لڑائی کی سیر دیکھنے کو ملکہ حسرت
بھی گئی لاکھ ساحرون کا لشکر ہمراہ لیکر بلندی پر آگر الگ استادہ ہوئی ہنگامۂ جدال و قتال مین ملکہ مہرخ خوش خصال
نے تخت اپنا آگے بڑھا کر ایک نارنج ملکہ شعلہ حشیم پر مارا وہ نارنج آتے دیکھ کر اُڑ گئی اور نارنج جا کر اُسکی فوج پر گرا
ایسا زور اُسمین ملکہ موصوف نے دیا تھا کہ چالیس ساحرون کا سینہ اُسنے توڑا شعلہ حشیم نے روے ہوا پر ٹھہر کر
باران تیر مہرخ پر برسایا اسنے رد سحر پڑھا کہ ہزارہا پتلا فولیان پیے پیدا ہوا اور تیرون کو قلم کرنے لگا اور رسات
چیزین سحر کی سر مہرخ پر آکر سایہ فگن ہوئین اُسمین بھی ایک تیر سپرون کو توڑ کر شانہ پر لگا کہ ملکہ موصوف نے زخم
کاری کھایا جلن اُس زخم مین پیدا ہوئی اُسنے افسون پڑھ کر شانہ پر دم کیے کہ وہ جلن مٹی اور لہو بند ہوا
لیکن زخم باقی رہا ادھر ملکہ زلزلہ اور توسن جادو سے مقابلہ ہوا اور اس ملکہ نے ایک ناریل مارا توسن نے
اُس ناریل کو زبردست دیکھ کر پرواز کی لیکن ناریل اُڑے مین اُسکے پانون پر پڑا کہ اُنگلیان پانچون
اُڑ گئین اسوقت شعلہ حشیم کو غصہ آیا اور زمین پر اُتر کر اُسنے دوہتڑ مارا کہ وائے افسوس اب ہماری یہ لیاقت طلسم مین
باقی رہگئی ہے کہ ادنی آدمی ہمارے مقابلہ مین آئے ہین سحر دہنین کرتا ساحری کا پوچھنا بیکار ہے کیا خبر داران طلسم مر گئے یہ کہتا تھا
کہ زمین سے غبار اُٹھا اور بونڈرے کی طرح چکر کھاتا ہوا زمین سے چرخ برین تک گیا بعد لمحہ کے سب نے دیکھا کہ بہت بڑا

ایک میل فولادی بنا ہے اور اُسمین دریچے بنے ہوئے نظر آتے ہین اُن کھڑکیون مین ایک ایک پتلی مثل زن مہر طلعت کے استادہ بھی حقیقت مین فلک حسن کی ستارہ تھی مگر ہر ایک پتلی کی آنکھین مثل مشعل روشن تھین اور شعاعین اور شعلے اُنسے نکلکر گرتے تھے اور چار سمت پھیلتے شعلہ حشیم گوہر دندان اسی سے اس ساحرہ کا نام ہے کہ سحر آنکھون سے شعلہ نکلنے کا کرتی ہے چنانچہ اُن پتلیون نے ایسا ڈانٹا لشکر مہرخ کو کہ سب کے دل تھرا گئے پھر ایک پتلی نعرہ زن ہوئی کہ اے خیرہ سران و تیرہ روزگاران تمنے بہت قدم ادب سے آگے بڑھایا ہے خبردار ہو جاؤ یہ نعرہ کرکے ہاتھ اپنے اُن سب نے آنکھون پر اپنی رکھ لیے یکایک آواز مہیب آئی اور وہ میل اسقدر دراز ہوا کہ تمام لشکر شعلہ حشیم کا اُسکے پیچھے ہو گیا اب اُن پتلیون کی آنکھون سے شعلۂ آتش اسقدر نکلکر بلند ہوئے کہ روئے ہوا کہ نارنگیا سایبان چرخ نیلی کا رنگ سُرخ تھا باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی لشکر مہرخ دلاور جو آگے بڑھا آتا تھا وہ پیچھے ہٹنے لگا ساحران ناری نکلے سحر کے بنا کر مخفی ہونے لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئین لیکن وہ آتش بڑھنے لگی روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک نامہربان نے عجب طرح کی سردمہری دکھائی کہ خانۂ تن مین آگ ہر ایک کے لگائی اہل اسلام باہم دلسوزی کرے۔ لیکن سب گرمجوشی بھول گئے ہر ایک کے دل سے لگی تھی مگر کہان بجھ سکتی تھی شعلہ حشیم مع لشکر کے الگ جا کھڑی ہوئی اسکی وہی مثل ٹھیک ہے کہ بھُس مین چنگی ڈال جمالو الگ کھڑی ہوئین آفت عظیم برپا تھی دریائے آتش جوش مارنے لگا آسمان سے شعلے گر کر پھیلتے تھے یہ پُرانا جھونپڑا ازل دنیا کا پھنک جاتا تو کیا بعید تھا اُس آتش کی گرمی تمام عالم مین پھیلی دنیا ساری دھوئین سے لیلی بنی کہ

نظم

تھا ہوا سے تنور چرخ یہ گرم
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے
آگ دیتا جہان کو تھا یکسر

تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم
گیا تالاب مین ہر ایک کنول
ابر نیسان سے آگ برسے ہے

ساغر مہر گرم تھا یان تک
کنول کاغذی کی طرح سے جل
شفق آفتاب شام د سحر

مسلمانون نے دست مناجات درگاہ خالق نار و آب مین بلند کی کہ اے حاکم مخلوقات ببرکت آیۂ دافی ہدایہ قلنا یا نار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراہیم۔ اس آگ کو ہم پر گلزار کردے یہ دعا ان کی مستجاب ہوئی شعلہ حشیم سے ملکہ حیرت نے بڑھ کر کہا کہ شہنشاہ کو مار ڈالنا ملکہ اُمون کا منظور نہین فرماتے تھے کہ جب اسد اور عمر و مار ڈالا جائیگا اسوقت یہ سب پھر میرے مطیع ہو جائین گے اور حق بجانب شہنشاہ ہے کیونکر دل انکا چاہے کہ انکو دم بھر مین بسان حرف غلط مٹا دون جنکو لاکھون روپیہ کھلا کر سایۂ عاطفت مین پرورش کیا ہو کہ

ع ذرون کو فروغ مہر سے ہے

پس لازم یہ ہے کہ ان سب کو قید کرلو اور شہنشاہ کو لکھ بھیجو جیسا وہ حکم دین عمل مین لاؤ شعلہ حشیم نے کہنا اسکا منظور کیا اور سحر کچھ پڑھا کہ دریائے آتش گرد لشکریان اسلام ہو گیا اور آگ بھی الگ الگ برسنے لگی بیچ مین لشکر مہرخ کا آ گیا اور جلنے مرنے سے محفوظ رہا خلاق خشک و تر نے رحم فرمایا فی الحال دن بھر یہی ہنگامہ گرم رہا جب دود آہ اہل اسلام سے زمانہ تاریک ہوا اور شعلہ مہر لرزتا ہوا اس گرمی کو دیکھ کر آتشکدہ سپہر سے نکلکر مغرب کی بھٹی مین گرا کہ بموجب

ابیات

کہ یعنی وہ لباس نور افشان
زمین جیسے دلھن تھی اسمین پنہان

ہوا میلا کبودی رنگ لایا		بشکل عکس گیسو اُس کو پایا	شعلہ حشیم میدان سے پھری لشکر نے

اُسکے پڑاو پر آکر کمر کھولی یہ پہلے اپنی بارگاہ مین نہ گئی ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آئی سب نے اُسکی بڑی تعریف کی کہا کہ ملکہ کیا کہنا سحر کرے تو ایسا کرے اور یہ نمک حرام کسی طرح رحم کے لائق نہین آپ کل اُنکو قتل کر ڈالیے اسنے یہان آکر نہ شراب پی نہ کچھ راحت کرنا چاہا قلمدان منگا کر عریضہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ شاہان اس کنیز نے یہان آکر یہ حال نکھرا مون کا کیا اب امیدوار ہون کہ اُن کے مار ڈالنے کی اجازت آپ لکھ بھیجیے تاکہ مین سب کا خاتمہ کرون اور آپ تشریف لاکر اسد و عمرو کو جو قید مین ہین ہلاک کر ڈالیے تاکہ یہ بکھیڑا جائے اور طلسم پاک ہو جائے اس عرضی کو ایک ساحرہ نور پیرہن جادو کے حوالے کر کے حکم دیا کہ شہنشاہ میرے ملک کے جانب کوہ فیروزہ یا قلعہ سلطانیہ کی طرف تشریف لے گئے ہون گے کیونکہ یہی دو راہین وہان سے باغ سیب کی ہین بادشاہ سیر کرتے آتے ہین تو ان مقامات مذکورہ پر جاکر تلاش کر کے شہنشاہ عالیجاہ کو عرضی دینا اور جواب لیکر بہت جلد آنا دیر نہ لگانا ساحرہ مذکورہ وہ عرضی لیکر طاؤس سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی لیکن جب یہ چلی تو برق و ضرغام عیار بھی اُسکے ہمراہ ہوئے کیونکہ لشکر مہرخ پر جب آگ برسنے لگی تھی تو یہ لشکر سے بھاگ گئے تھے کس لیے کہ عیار ہنگام آفت اُس مقام پر نہین ٹھہرتے ہین غرضکہ بارگاہ مین یہ دونون عیار بصورت مبدل آکر ٹھہرے تھے اور فکر برائے قتل شعلہ حشیم کر رہے تھے جب نور عرضی لیکر چلی یہ بھی ساتھ ہو لیے اسطرح سے کہ وہ تو اُڑ کر طاؤس پر سوار جاتی ہے اور یہ بطور مخفی نیچے نیچے طاؤس کے جاتے ہین اور ایسا تیز چلتے ہین کہ طاؤس کا اُڑنا اور انکی چال برابر ہے جب بہت دور لشکر سے ساحرہ نکل آئی ایسا کہ بیس کوس پر پہونچی برق نے ضرغام سے کہا کہ جب ہم بارگاہ حیرت مین تھے تو شعلہ حشیم کی زبانی سُنا تھا کہ شاہ طلسم قلعہ سلطانیہ یا فیروزہ کوہ پر ملین گے پس یہ ساحرہ نامہ لیکر وہین جائیگی پھر ایسا نہو کہ کسی مرحلہ طلسم کی طرف یہ جائے کہ وہان ہم جا نہ سکین اس سے بہتر یہ ہے کہ اسکو زمین پر اُتارو اور جو کچھ کرنا ہو وہ کرو لشکر سے بہت دور آچکے ہین اب اسکو ہمپر عیار کا گمان بھی نہ ہوگا ضرغام نے یہ تقریر سنکر کہا بہتر جو آپ فرمائیے وہ کرین اسنے کہا اب اتنا چلو کہ اس سے کئی کوس پیشتر جا پہنچین یہ کہہ کر دونون مثل برق و باد روانہ ہوئے اور اُس ساحرہ کے آگے پہونچکر صحرا مین ٹھہر کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی دونون نے بنائی مگر خوبصورت جادوگرنیان تبے مانگ مین سیندور بھرا بندی ماتھے پر لگائی سُرخ چُندریان اوڑھین لہنگے قیمت کے مہنگے پہنے سر سے پاؤن تک چاندی کا زیور پہنا پات بالیان کانون مین گلے مین ہگلو توڑا طوق ہاتھون مین کڑے بازو پر جوشن پاؤن مین کڑے چھاجھ وغیرہ پہنکر ایک سانولے رنگ کی عورت بنا اور ایک گورے رنگ کی ایک کا سن زیادہ ایک کا کم مگر دونون کا حسن نمکپاش جان مجروح فدا جسپر عاشقون کی روح ہاتھون مین دونون کے مہندی لگی ہوئی کہ بموجب بیت کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا ✦ ان دونون ہاتھون پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا ✦ کاجل دونون کی آنکھون مین لگا ہوا اسی کی نسبت یہ کہنا روا کہ شعر کرے ہے دہر زینت ظالمون پر تیرہ روئی کو ✦ کہ زیب ترک چشم یار سرمہ ہے صفاہانی ✦ زلف چلیپا رخسار پر پریشان ہو کر ہو کر لہراتی تو یہ معلوم ہوتا کہ فوج حبش ملک عرب پر چڑھی آتی بلکہ یہ ثنا اُس زلف کی کرنا زیبا ہے کہ بیت

ناگن کا اُس زلف کی مجھ سے رنگت پوچھو کیا حاصل ✤ خواہ بھی کالی خواہ پیلی اس نے اپنا کام کیا ✤ اسی طرح انکے ہر عضا پر تیر مژگان کا ان کے دل نخچیر کے بموجب بیت جا ہی بھر اُس صف مژگان سے پار ✤ دل تو بڑا سا ہی جگر گر گیا ✤ اس صورت زیبا پر دونوں آراستہ ہو کر باہم کچھ مصلحت کر کے ٹھہرے تھے کہ ساحرہ اُڑتی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئی اُسکو آتے دیکھ کر دونوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کیں وہ جو کمسن تھی اُسکو سِن دار نے دوڑ کر پکڑا اور اُسنے بھی اسکے بال پکڑے دونوں نالزادی بیسوا اچھنال کہہ کر غل کرتیں ایک کہتی اری محبر رہ تو جا میں تیرا کوبے استرے سے سر مونڈوں گی تو نے اچھے گھر بنا جیا موئی تھتکاری میرے آدمی کے پیچھے بلا ہو کر لپٹی اری تجلو کوئی اور نہ جڑتا تھا وہ دوسری کہتی ہوئی بازاری تو جب دگمڑے کرتی ہے تو نہیں کہتی اور میری پاپوش تیرے خصم سے بات کرتی ہے میرے لاکھوں خریدار ہیں ایسا ہی مجکو کرنا ہو تو ایک صبح کروں ایک شام کروں اور میری کیا شامت ہے جو تیرے خاوند پر گرونگی یہ تو ہی ایسی ہے کہ میرے دیور کے پیچھے پھسل گئی کچھ تیرے میاں میں لعل لگے ہیں جو میں اپنی آبرو دونگی اُسنے کہا اری چھتیسی مکرتی ہے میں نے تجکو اور اُسکو ابھی ایک جگہ پکڑا ہے یہ تو کہو وہ بچا بھاگ گئے نہیں تو اسوقت دکھا دیتی موئے کو داماد کو تیرا ابنا دیتی اسنے پھر جواب دیا کہ اری دمدا بیٹی تو کیا تجکو ایک جگہ پکڑے گی نہیں ابھی اُس سے کچھ واسطہ تھا تو اب سہی لے دیکھوں تو میرا کیا کرتی ہے یہ کہکر جھونٹے باہم پکڑ کر گھونسے اور طمانچوں سے لڑنا شروع کیا اور غل ایسا مچایا کہ نور ریز میں قریب پہونچ چکی تھی ٹھہر کر انکی لڑائی دیکھنے لگی انھوں نے اُسکو دیکھ کر پکار کر کہا حضور ذرا ہمارا انصاف کر دیجیے وہ انکی دہائی دیکھ کر ہنس رہی تھی زمین پر اُتر آئی اور کہنے لگی ہائے تم دونوں کیوں لڑتی ہو آپس میں کیوں بھڑتی ہو ایک نے کہا سنیے حضور میں انکے میاں کو بلانے نہیں جاتی انکے گھر میں قدم نہیں رکھتی پھر یہ مجکو دکھ کیوں دیتی ہیں وہی مثل ہے کہ اپنے دام کھوٹے تو پرکھیا کو کیا دوس دوسری نے کہا یہ اسنے سچ کہا لیکن میں آپ سے کہتی ہوں کہ جب مجھ سے اِس سے بہنا پا ہوا اور اسکو میں نے اپنے گھر بلایا جب تو میرے آدمی نے اسے دیکھا اسکو یہ لازم تھا کہ میرا ہی گھر اجاڑے یہ کتوں کے پاس جاتی مگر اُس سے نہ بات کرتی اُسنے کہا کتوں یا کس تو آپ جاتی تیرے ہوتے سوتے جاتے تو موئی بات کرتی ہے کہ گالیاں دیتی ہے اب پھر لڑائی شروع ہوئی نور ریز نے کہا سنو بات سیدھی طرح کرو لڑو نہیں باور مجکو تم دونوں کی کیفیت معلوم ہو گئی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں یہ کہکر اس گوری عورت سے کہا کہ تم اپنے میاں کو اِنسے لگاتی ہو کہ آشنائی ہے سنو میری بوا اس جھگڑی سے کیا فائدہ پھر مری جان جو میاں تمھارے گھر بھیں گے تو جو تم ہو گی وہ کوئی نہ ہو گا یہ بھی چار دن کا ہے چپ رہو دیکھو تو ادنٹ کس کل بیٹھتا ہے اُسنے کہا ناصاحب میں کبھی سوتیا آم نہیں لیتی ساجھے کا کام نہیں کرتی میرے پڑوس میں دو جورو کا خاوند اگر آ کر رہے تو میں وہ گھر چھوڑ دوں بھلا مجکو اتنی تاب کہاں کہ یہ نا بجو میرے ہوتے اُس سے الفسیں ملسیں میں آگ لگا دوں گی انکے منھ کو اس دوسری نے کہا آگ لگے تیرے منھ کو جھلسا بدھے تیرے گھر میں نوٹی کے تن میں کیڑے پڑیں جمشید کرے کوڑھ ٹپکے جیسا مجکو اسنے بدنام کیا ہے سب خلق میں رسوا کیا ہے جھنڈے پر چڑھایا ہے سب برادری بھر میں میری ناک کٹگئی وہی جو کہتے نہیں تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو ہوئی سب خلق کہتی ہو گی کہ اب مدارن چودھری کی بہو ایسی ہو گئی ایک یار صبح بلاتی ہے ایک شام کو اسنے جواب دیا کہ اخاہ بڑی تو نو کبخت تیرا آنچل کسی نے نہیں دیکھا یہ سلاری کے بیٹے خصم کے بھتیجے جی ہیں

بگڑ ہی گئی تھی بدھو میرے ہی پیے تو وونے مٹھائیون کے لاتا تھا ایک دن میرے ہی خاوند نے تو آمون کی بغیا مین چھپا سے مجکو پکڑا تھا آج مین برادری مین بدنام ہوگئی وہ مثل کہتے ہین کہ کوری بیٹھ پیچھنے لگے اُسنے کہا اری بیٹھ تو کیا میرے ثابت کریگی مین پچاس دھگڑے تو خود تیرے ثابت کردونگی یہ کھستی کے نونڈے سے کون پھنسا تھا اور وہ جکوسے والا امیر کے ہیان (یعنی یہان) آتا تھا اسنے جواب دیا کہ مین تو ہون ہی خراب لیکن تو میرے آدمی سے بات نہ کیا کر اُسنے کہا ابو مین بدنام ہوئی وہ میان جاتے کہان ہین میرا من منائین گے یہ کہکر ملکہ نور کا دامن پکڑا کہ میرا فیصلہ اُس مرد سے کرا دیجیے ادھر اس دوسری نے کہا اچھا یا تو یہی رہین یا مین ہون مجکو اس موے سے فارغخطی دلوا دیجیے نور نے کہا بی بی یہ کئی دن کا جھگڑا ہے مجھ سے نہ فیصلہ ہو سکیگا مین اپنے مالک کے کام کو جاتی ہون اور کام بھی وہ کام ہے کہ ذرا دیر ہو جائیگی تو نہین معلوم کیا آفت آئیگی موے عیار ایک ہی آفت کے ہین وہ میری مالکہ کو کچھ ستائین اور ضرور ہی ستائین گے کہ ان کمبختون کے دل سے لگی ہوگی سارا لشکر انکا قید ہے یہ جو اُن مصنوعی عورتون نے سُنا کہا آپ کو جلدی ایسی ہے کہ گھر بھی اپنے نہین پہچاسکتین ایک عورت نے کہا بھاڑ مین جائے لڑائی چولھے مین جائے قصہ یہ تو آپ بتائیے کہ حضور آئی کہان سے ہین آپنے لشکر کا نام لیا جب مجکو خیال آیا لشکر ملکہ حیرت مین فیروز جادو میرے باپ نوکر ہین جنکے بھروسے پر مین میان سے فارغخطی مانگتی ہون آپکو کچھ میرے باپ کا بھی حال معلوم ہے اُسنے کہا مین تمھارے باپ سے تو واقف نہین مگر جب سے ہماری ملکہ آئی ہین لشکر حیرت بہت خوش وخرم ہے اسنے کہا آپکی ملکہ کون ساحرہ پارسا ہین اسنے حال ملکہ شعلہ چشم کے آنے اور لشکر مہرخ کو قید کرنے اور اپنے نامہ لیجانیکا شہنشاہ طلسم پاس بیان کیا اس عورت نے ہنسکر کہا کہ اے جمشید شکر ہے تیرا کہ یہ عیارون کے شریک نمکحرام سب قید ہوے اس دوسری عورت نے کہا اس بات کی خوشی کیا وہ لوگ ہزار مرتبہ پکڑے گئے اور ہزار دفعہ رہا ہوے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے یہ سب جسدن مارے جائین اُس دن سمجھو کر فتح ہوئی اور یون تو عیار اپنا کام کرجاتے ہین ساحرہ نے کہا میری ملکہ پر موے عیار ہاتھ نہ ڈال سکینگے اُنکی قضا ہی نہین ہے یہ عورت اس بیان کو سُنکر ساحرہ کے پانون پر گری اور کہا جہان مسلمانون کے قید ہونے کی خوشی سُنائی ہے وہان یہ بھی بتا دو کہ ملکہ کی تمھارے قضا کیون نہین ہے تاکہ دل کو اطمینان ہو اور خوشی زیادہ کرین ساحرہ نے کہا ماجرے کو مین نہین بیان کرسکتی مجکو حکم نہین ہے اس زن نقلی نے دعائین دینا اور منت کرنا شروع کیا کہ سامری تمھارا بھلا کرین تمنے ایسی خبر سُنائی کہ دل ہمارا باغ باغ ہوگیا اب اتنا اور بتا دو ہم خوش ہونگے اور کیا کرین گے تم جانتی ہو کہ گانون کی رہنے والی عورت ذات نہ کہین جانے نہ آنے کی کسی سے کہین گے نہین پھر ہمسے چھپانا کیا اُس ساحرہ نے بھی خیال کیا کہ لشکر یہان سے بہت دور ہے اور یہ اگر کسی سے کہیگی بھی تو چار پہر رات کا فاصلہ ہے مین ختم لیکر پھری اور سب باغی قتل ہوے پھر اسکے کہنے سے کوئی کیا کر لیگا یہ سمجھ کر اسنے کہا سُن نیک بخت تیری خاطر ہے جو مین بیان کرتی ہون ہماری ملکہ کو اُنکے اُستاد نے ایک تختی بنادی وہ تختی ایک مچھلی کے پیٹ مین ہے اور مچھلی چشمہ سحر مین اور چشمہ سحر بیابان نرگس زار مین جو یہان سے بتیس کوس پر جانب شمال ہے بس جو کوئی ملکہ پر فتحیاب ہونا چاہے تو وہ تختی لائے اور اُسکا عکس اُس میل پر کہ جسپر تیلیان کھڑی ہین ڈالے وہ میل بر باد ہو جائیگا اور سحر دفع ہوگا پھر اُس تختی کو تلوار سے مس کرکے ملکہ کو مارے یہ کہہ کر فرمایا کہ لو اب مین جاتی ہون تمھارے جھگڑے مین

دیر بہت ہوئی اس زن نقلی نے اپنا دوپٹہ اُتار کر بچھا دیا اور کہا بی بی تمھارے کھڑے کھڑے پانون تھک گئے ہونگے
ذرا ٹھہر جائیے دم لیکر چلی جائیے گا تو وہ اسکے کہنے سے بیٹھ گئی اور اُسنے کمر سے بلہر نکالا اُسمین سے گلوری نکال کر اور ایک لاچی
اُسکو دی کہ نوش فرمائیے اُسنے وہ لیکر کھائی حلق سے پیک اُترتے ہی بیہوش ہو گئی اُسوقت برق نے ضرغام سے کہا
کہ اب جلد سواری کی تدبیر کرو بیابان نرگس زار یہان سے تیس کوس ہے ہم سے رات بھر مین بھی جایا نہ جائیگا ضرغام
بنابر حکم اسکے روانہ ہوا اور اطراف مین اس صحرا کے دیہات وغیرہ جو آباد ہین وہان پہونچکر پکارا کہ اے میان کوئی
نوکری کریگا طلسم کی بستیون مین تو جتنے آدمی ہین سحر فہم ہو جاتے ہین چند آدمی اپنے گھرون سے نکل آئے اور اس سے ملاقات
کر کے مستفسر ہوئے کہ بھائی کس کی نوکری ہے کیا تنخواہ ہے اسنے کہا نور پیرہن جادو مصاحبۂ ملکۂ شعلہ چشم جادو
بیابان نرگس زار مین جاتی ہین انکی کچھ طبیعت یہان کے صحرا مین پہونچکر سُست ہو گئی ہے وہ نوکر رکھتی ہین تخت اُسپر اپنے
لیتے چلو تنخواہ بیش قرار ملیگی تمام عمر کو سرکار ہو جائیگی چین کروگے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو دو ساحر انمین سے کہ غریب
آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے تخت پر اپنے گھر سے بیٹھ کر اور اس عیار کو بھی اپنے پاس بٹھا کر روانہ ہوئے
یہان اس عرصہ مین کہ جبتک ضرغام پھر کر آئے برق نے نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اُتار کر اپنے زیب تن
فرمایا اور رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر کنوئین مین یا کسی
گڑھے مین ڈال دیا اور ایک فرمان ملکۂ شعلہ چشم کی جانب سے لکھا مہر اُسپر ملکۂ مذکور کی کر کے اپنے پاس رکھا مضمون
اُسکا آگے بیان ہوگا یہ اس صورت سے درست ہو کر بیٹھا تھا کہ ضرغام ساحرون کو لیکر آیا اُن جادوگرون نے ملکۂ نقلی
کو بیٹھے پایا تسلیم کے لیے سر جھکایا ملکہ نے فرمایا کہ ہم نے تمھارا پچاس روپیہ مہینہ کیا ہمکو بآرام تمام بیابان نرگس مین پہونچا دو
اور جو کچھ ہمارا کام ہو براہ خیر خواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہونگے تو اور تمھاری ترقی کرینگے ساحرون نے کہا ہم ہمیشہ سر فروشی
اور جانبازی کرینگے اور جو کچھ ہم سے ظہور مین آئیگا حضور ملاحظہ فرمائینگی فی الجملہ نور نقلی تخت پر آ کر بیٹھی اور ضرغام
بھی ساحر بنا ہوا گوشہ تخت پر آ کر بیٹھا ساحرون نے تخت کو بزور سحر اُڑایا اور جانب منزل مقصد راہی سحر کے زور سے
طرفۃ العین مین وہ تیس کوس زمین طے ہوئی برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اُترا اور ساحران ملازم شدہ
سے حکم دیا کہ تم کنارے اس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو جبتک مین نہ آؤن قدم آگے نہ بڑھانا نہ یہان سے کسی اور
طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہے سراسر پر آفات ہی مین بحکم شاہ یہان آئی ہون ورنہ جو کوئی یہان آئے گرفتار
آفت ہو جائے وہ ساحر دل بستہ حکم تھے ایک درخت کے نیچے تخت لیکر ٹھہرے اور ضرغام و برق آگے بڑھے دیکھا
کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہے نئی طرح کی بہار ہے چاندنی رات مین نرگس کے پھول کھلے ہین نرگستان کو اکب
شرماتے ہین دیدۂ ثوابت کے بچشم نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجتمع ہین ہر در
نہال ہو کر آنکھین ایک دوسرے سے لڑاتا تھا مصروف نظر بازی تھا ہوا سرد چلتی تھی جو کلی تھی وہ یہ پتہ دیتی تھی
کہ کوئی معشوق آنکھین بند کیے سوتا ہے جو پھول زمین پر ٹوٹ کر گرے تھے وہ یہ بتاتے تھے کہ خفتگان خاک آنکھین
کھولے تماشائے عالم دیکھ رہے ہین اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا اشارہ کرتے ہین صفحہ کتاب عالم پر

منشی بہار نے جابجا صاد کیے تھے مضمون رنگین صفت چشم معشوقان مین نئے ایجاد کیے تھے وہ ہوا سے پھولون کا ہلنا معشوقان خوش چشم کا ناگاہ کسی عاشق سے پھیر لینا نظر آتا غنچہ خاطر اُس ہوا سے فرحناک کو دیکھ کر کھلا جاتا یہ عالم وہان کا تھا کہ **نظم**

ہوا کے وصف مین ہن جا کے گر لکھون مین غزل ۔ مرا سخن رہے سرسبز تا بروز شمار

زبس ہوا کو تراوٹ نے وان کیا ہے نثار ۔ شرار سنگ مین ہے رشک دانہا ئے انار

گذر صبا کا جو ہو جائے اس چمن کی طرف ۔ نہ ہو سوائے زمرد عقیق وان زنہار

جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش ۔ ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لائے بہار

غرض مین کیا کہون یارو چمن مین قدرت کے ۔ عجب ہے لطف کی اس قطعۂ زمین پہ بہار

یقین ہے دل کو اگر ساکنان جنت سے ۔ جو کوئی سیر کرے اُس دیار کا گلزار

زبس تماشے سے آنکھون کو وان نہو سیری ۔ پلک کو موند نا نرگس کی طرح ہو دشوار

بیچ مین اُس صحرائے سبز و خرم کے ایک چشمۂ آب لصید آب و تاب موجزن تھا فرط صفا و لطافت سے چشمۂ آفتاب پر چشمک زن رہتا ہے وہ بحر کہ خجلت سے جسکی چشمۂ خضر * ہمیشہ پردۂ ظلمات مین رہے ہے چھپا * برق وضرغام یہ کیفیت دیکھتے جب بیچ صحرا مین پہونچے کچھ طائر اپنے آشیانون سے نکلکر اُڑے اور پکارے کہ اے آنے والو جلد ترا پنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تا کہ ہم خبر تمہاری اپنے مالک سے جا کر کرین برق نے اپنے دل مین کہا کہ یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک بھی ہے اب اُسنے تو ہم سے مفصل راز نہین بتایا مگر ہمکو عقل سے کام لینا چاہیے یہ سوچ کر اسنے جواب دیا کہ اے طائران سحر اپنے مالک کو جا کر اطلاع دو کہ نور پیرہن مصاحبۂ ملکہ شعلہ چشم آئی ہین یہ سنکر وہ طائر اُڑ کر ایک سمت گئے ایک ساحر ملازم ملکہ شعلہ چشم شمشاد جادو اس جنگل کا ملکۂ مذکور کی طرف سے محافظ ہے اسنے ایک بنگلہ اس نرگس زار مین صندل کا بنوا کر سکونت اختیار کی ہے وہ چبوترے پر بنگلہ کے آگے بیٹھا سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائران سحر نے جا کر خبر آمد نور بیان کی وہ خبر سنکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور قریب نور جب آیا تو اُسکو پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ ملکہ شعلہ چشم اُسکو دیکھا تھا بس پہچان کر سلام کیا اور کہا اے نور جادو تم اسوقت کہان اسنے کہا اپنے مقام پر چلو ذرا دم لیلون تو بتاؤن کہ کس آفت مین مبتلا ہون یہ وہان سے اپنی جگہ پر اُسکو لیچلا برق نے اس طرح ادا ہائے دلفریب اور مستی افزا دکھا ئین کہ دل اُسکا اُسپر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائینچے کلائی پر اس طرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھولدی کبھی ڈوپٹہ ڈھلکا دیا کہ شکم و سینہ کھل گیا وہ سینہ کا ابھار گات کی بہار دیکھ کر دل اُسکا سینے مین ہلنے لگا پیٹ کا کھل جانا اُسمین ناف کا مثل عقدۂ سربستہ درپیش آتا تھا وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی حسینہ و جمیلہ عورت ساتھ کہ بمقتضائے **مسدس**

ہوئے اُس قامت دلکش پہ قیامت صدقے ۔ سرو جنت بھی اُسے دیکھ کے غش کھا کے گرے

پائینچے تھام کے چٹکی مین وہ جسوقت چلے ۔ ہو گے بیہوش گرہ مین پریون کے گرہ ہو مین پڑے

یہ ہو اُس زہرہ جبین ماہ لقا پر جوبن ۔ صدقے جوتی کے ستارون پہ ہو سورج کی کرن

جانفزا ہو دم رفتار صدائے خلخال — وضع مستانہ ہو اور اسپہ ہو اک نازکی چال
پانوں وہ ناز سے جس جا پہ رکھے بدر کمال — خاک اُس جائے کی لیجائے پری آنکھ مین ڈال
اتفاقاً کہین وہ نقش قدم دیکھو تم — آئینہ پھر نہ کبھی تا بعدم دیکھو تم

غرض اُس نقش مراد کو شمشاد شگلہ کے چبوترے پر لایا مسند پر تکلف پر بٹھایا گلابی شراب سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ بیت مرضی جو آئی یہ چرخ کی بیداد کی طرف ✤ مائل کیا دل اُس ستم ایجاد کی طرف ✤ اس شعبدہ پرداز نیرنگ حسن نے ہنس کر جواب دیا کہ شعر زندگی کیون نہو دے تجھے پر شاق ✤ یار بے اعتنا و دل مشتاق ✤ اسی طور حسب مصداق بیت یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوے ✤ اسی لطف سے یہ تو بیدم ہوے ✤ اسی گرمجوشی مین نور نے کہا ہم تو جاتے ہین جمشید بلائیگا تو پھر ملین گے ملکہ شعلہ چشم مقابلہ مین مہرخ کے گئی ہین وہان عیار زبردست ہین پس ملکہ کو یہ خیال وہان پہونچ کر آیا ایسا نہو کوئی جا کر لوح چشمہ سحر سے لے آئے میری قضا بلائے مجھے سادہ لوح بنائے اس امر کو سوچکر بھیجا کہ جا کر تو لوح چشمۂ مذکور سے لے آ چنانچہ مین چشمہ پر جاتی ہون اُسنے کہا اے ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالو گی اسنے کہا مردوے تو باتین بہت نہ بنا چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ مین کیونکر لوح لیتی ہون اُسنے کہا تم جاتی ہو تو ہم کو کیا کہے جاتی ہو ہم یون ہی رہے ایکبار تو وصل سے شاد کرتی جاؤ اسوقت اس کافر کیش نے ہنس کر کہا فردا اب رہو گے اسی تمنا مین ✤ منہ دھو رکھو اپنا دھو کر دھیا مین ✤ یہ کہہ کر اُٹھی تھی کہ شمشاد نے اُٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے ترک ستمگر تجکو ملکہ نے لوح کا کیا پتہ بتایا ہے اسنے جواب دیا کہ خوب کیا مجکو تو نے ادبری آدمی بنایا ہے لوح شکم مین ماہی کے ہے کیا مین جانتی نہین ہون اُسنے کہا تو کس طرح تم ماہی کو پاؤ گی کچھ نشانی ملکہ کی تمھارے پاس ہے اسنے کہا اے شخص تو نے ڈیڑھ پہر باتون مین لگا کر اور زیادہ دیر کی میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی فرمان ہے اُسنے کہا وہ فرمان مجکو دو مین لوح تمکو منگا دون اسنے وہ فرمان جو بنایا تھا کمر سے نکال کر اُسکو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ساکنان بیابان نرگس زاد نور پیرہن میری مصاحب وہان آتی ہے اسکو تختی دیکر جلد روانہ کرنا مہر اُسپر شعلہ چشم کی دیکھ کر اور یہ مضمون پڑھکر شمشاد اُٹھا اور نور بھی اسکے ساتھ ہوئی دونون کنارے چشمہ کے آئے شمشاد نے کچھ سحر پڑھا کہ پانی نے اس چشمہ کے جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر بدر کیا ہر فلس اُسکا مثل انجم آسمان چمکتا تھا اور برنگ نیر تابان سارا جسم دمکتا تھا قامت اُسکا لسبان ہی بہوت دراز تھا برج حوت پر اُسکو ناز تھا پس اس مچھلی سے اس ساحر نے کہا کہ اے ماہیان جادو ملکہ شعلہ چشم نے لوح مانگی ہے اب یا تو انکی قضا آگر برابر ہوئی ہے یا وہ فتحیاب ہونگی لوح یہان سے جائیگی وہ دشمن کے ہاتھ آئیگی لوح کا جانا یہان سے اچھا نہین لیکن ہمتو اُنکے وابستہ حکم ہین تم لوح دیدو اُس مچھلی نے کہا تمکو کما ہی آگاہی ہے کہ ملکہ نے لوح مانگی ہے اسنے جواب دیا کہ فرمان انکا لیکر نور پیرہن جادو انیس انکی آئی ہین یہ سامنے موجود ہین اس کلام کو سُنکر اُس مچھلی نے ابکائی لی اور لوح اُگل دی نور نقلی نے دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی ایک طلسم بخط سبز اسپر کندہ ہے پڑھا نہین جاتا ہے اسنے اُس لوح کو لیکر گلے مین پہنا اور ہمراہ شمشاد چبوترے پر آیا یہان ضرغام نے اُنکے جانے کے تمام شراب مین بیہوشی ملا رکھی تھی اور چپکا بیٹھا تھا جب یہ دونون آئے اُسنے اشارہ برق

سے کیا کہ مین اپنا کام کر چکا ہون برق اسکا اشارہ سمجھا اور ہنسکر ساحر سے کہا کہ ارے موے اب تو مجکو جانے کیون
نہین دیتا آخر تیرا مطلب کیا ہی اسنے جواب دیا کہ اب واسطہ جمشید کا نہ ترسا او بت ترسا ذرا سینہ سے لپٹ جا اسنے کہا
مردوے ذرا حواس مین آؤ صاحب مین لوح لینے کیا آئی کہ انکو مستی سوجھی جبتین ملکہ لاکھ برس اب جہان وہ مجکو بھیجا کرینگی وہان کے
لوگون کی مین جورو بنونگی تم خوب مزے مین آئے کیا کیا ہمسے کہنے لگے ساحر یہ باتین سن کر منتین کرنے لگا پاؤن پر سر دھرنے لگا اور
گویا ہوا کہ **بیت** دلکو ٹکڑے نہ کرے آئینہ رو ہاتھون ہاتھ ٭ جنس یہ وہ نہین جو ہوئے رفو ہاتھون ہاتھ
اسکی منت کرنے سے یہ عیار مسکرایا اور جام شراب سے لبریز کر کے اسکے منہہ سے لگایا وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوئی ہی
وہ ساغر بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر اٹھا کہ ارے یہ کیا تو نے پلا دیا اٹھنا تھا کہ مار طمانچہ بیہوشی نے سر نیچے
پاؤن اوپر برق نے قتل کرنا اسکا اسمقام پر مناسب نجانا کہ صحرا تمام سحر سے بھرا ہو چشمہ سحر موج مارتا ہی مبادا
تم اسیر بلا ہو جاؤ اور لشکر تمہارا کام آجائے لوح لیکر تم نہ پہونچ سکو بس بدین مصلحت اسکو اور بھی زیادہ تر بیہوش کر کے اندر
بنگلے کے لیجا کر لٹا دیا اور باہر سے آکر دروازہ بند کر کے اپنا راستہ لیا کنارے اوس نرگس زار کے پہونچکر تخت اپنا ساحرون
سے طلب کیا وہ تخت لیکر حاضر ہوے یہ دونون تخت پر بیٹھکر حکم فرما ہوے کہ جلد ہمکو لشکر حیرت مین لیچلو کہ وہین ملکہ
شعلہ چشم ہین ہم انکا کام پورا کر چکے ساحر تخت اڑا کر حسب الحکم روانہ ہوے اس اثنا مین وہ ہنگام آگیا کہ لوح زرین آفتاب
کو ماہی مشرق نے اگلا اور شراب سرخ شفق سحر نے ساحر شب بیہوش کیا کہ نظر گئی ظلمات شب مطلع ہوا صاف ٭
نکل آیا ورق گردون کا شفاف ٭ ہوا نخل سحر جبدم ہویدا ہوا اوس سے گل خورشید پیدا ٭ تخت ان عیارونکا کر ملازم
ثانی سلیمان ہین بڑے ہوا سے تیز اڑتا ہوا نسیم سحری سے باتین کرتا جاتا تھا کچھ ہی عرصہ مین قریب لشکر مہرخ ناموس
پہونچا اسوقت اسنے تخت زمین پر اتروا کر ساحران نوملازم سے کہا کہ اب تمسے صاف حال کہا جاتا ہی وہ یہ کہ ہم عیار
طرفدار ملکہ مہرخ ذی وقار ہین نور جادو نہین ہین لشکر ہمارا آتش سحر مین محصور تھا اسوجہ سے ہم بہ باغ نرگس مین ایک
کام کو گئے تھے اب تمکو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار کرو ورنہ اپنا راستہ لو تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا
اس سبب سے ہمنے تمکو قتل نہین کیا ورنہ ہم ساحر کو مار ڈالتے ہین یہ مضمون سنکر ان ساحرونکے حواس منتشر ہوے کہ آپ کیا
زبردست لوگ ہین آخر کچھ سوچکر عرض پیرا ہوے کہ ہم آپکے مطیع فرمان ہین جو آپنے فرمایا ہمکو بدل قبول و منظور ہے
اسنے انکو امیدوار مراحم و بہبودی فرما کر حکم دیا کہ اب تخت کو میرے لشکر حیرت مین لیچلو وہ سحر خوان ہوے کہ تخت روانہ
ہوا اصر خام تو یہان سے علیحدہ ہو گیا اور اسکا تخت چلا وہان ہنگام سحر ملکہ حیرت سریر حکومت پر آکر بیٹھی تھی شعلہ
چشم بھی اسکی بارگاہ مین آئی تھی سردار جمع ہوتے جاتے تھے ذکر ہو رہا تھا کہ نور سیر آہن ابھی تک نہین پھیری دیکھیے
شہنشاہ کیا حکم دیتے ہین اسی تذکرہ مین یکایک غلغلہ ہوا کہ نور جادو آئین لوگ دوڑے نور بھی دربارگاہ پر تخت سے آکر
اتری اسکی کنیزین جو یہان تھین باہر نکل آئین اور خوشی کرنے لگین کہ بی بی آئین ہاتھون ہاتھ اسکو اتارا یہ اوتر کر اندر
بارگاہ کے آئی اور شعلہ چشم و حیرت کو تسلیم کی پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کا کمر سے نکالکر ملکہ شعلہ چشم کو دیا اسنے
پڑھا مضمون یہ تھا کہ ای نامہ ہم تمسے بہت خوش ہوے کہ تمنے نمکحرامون کو سزا دی ہر چند کہ سب باغی لائق رحم ہین

کہ میرا دل اُنکے قتل کو نہین چاہتا ہو لیکن اب کلیجہ پک گیا تاب ضبط نہین ہو اسلیے کہ تمکو اجازت دی جاتی ہو کہ کام اِن سب کا تمام کرو داد نام و نشان ہر ایک کا صفحۂ ہستی سے مٹا دو یہ مضمون پڑھکر شعلہ حشیم بہت خرسند ہوئی اور حیرت کو وہ نامہ دیا اس نے بھی پڑھا پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے کمربندی ہوئی یہ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی حیرت کو بھی اپنے ساتھ لیا اب پھر وہی ہنگامہ فیروزی کا زمانہ آیا لشکر ذنگا چلنا نفیر و کرنا کا بجنا یا جون کا غل ہائے ہو کی صدا ابر سحر کی نیرنگیان ظاہر طائران سحر کا اُڑنا عجب غلغلہ برپا تھا اسیطرح میدان جنگ مین پہونچکر پیشت میل پر تمام لشکر اپنا شعلہ نے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا کہ اب مین سبکو غارت کرتی ہون اسنے کہا مین تو ہمیشہ سے یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچار تھی اچھا تم اپنا کام کرو اسنے یہ سُنکر چاہا کہ سحر کرے اُسوقت نور بیرہن جو اپنی کنیزون سے طاؤس بنوا کر سوار ہوئی تھی اور برابر ملکۂ مر کو کے استادہ تھی ملکہ سے گویا ہوئی کہ آپ کیون تکلیف فرمائین مین سبکو ایک آن مین قتل کیے ڈالتی ہون یہ کہکر طاؤس اپنا کنیز سے کہکر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئیے وہ اسکے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اُس میل کے آئی اور عرض پیرا ہوئی کہ میرے سحر سے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کیا آفت آتی ہو ایک تو زندہ بچے گا نہین اب حضور ایک کام کرین کہ گھڑی بھر گردن جھکا کر اور آنکھین بند کرکے استادہ ہون پھر جو آنکھین کھولیئے گا تو نیا تماشہ دیکھیے گا ملکہ اسکے کہنے سے آنکھین بند کرکے گردن جھکا کر کھڑی ہوئی اسنے تختی کمر سے نکالکر خنجر پر مس کی اور اُس میل کے قریب جاکر عکس تختی کا اُسپر ڈالا یکایک صدائے مہیب آئی کہ تمام لشکریون کے دل دہل گئے اور وہ میل جسطرح پہلے غبار کا بنا تھا ویسے ہی بگولے کی طرح چکر کھاتا جانب زمین چلا اور زمین پر پہونچکر غائب ہوا وہ جو شعلے ہر سمت پھیلے تھے وہ سمٹکر ایک سمت کو جاکر بجھ گئے اور وہ دریائے آتش بھی غائب ہوگیا صدائے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈر کر آنکھین کھولدین اور گردن اُٹھائی تھی یہ سامان نظر آیا تھا کہ میل سحر کا برباد ہو رہا ہے یہ دیکھکر حیران تھی کہ نور بیر اسحر برباد کرتی ہی یا دشمنون کو مارتی ہی یہ تو حیران تھی اُدھر برق لیئے ان دونون ساحرون سے کہ جنکو ملازم کرکے لایا تھا کہہ چکا تھا کہ میری خبر رکھنا وہ بھی اس لشکر کے ساتھ طائران سحر پر سوار ہوکر آئے تھے میل کو غائب ہوتے دیکھا آگے بڑھ آئے ادھر شعلہ حشیم آگے بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ اے نور بیر تو نے کیا کیا اُدھر سے برق آگے بڑھا یہ کہتا ہوا کہ باش اور قحبہ کہان جاتی ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر لوح نکالکر اُسکو دکھائی لوح کے دیکھتے ہی ایک چیخ اسنے ماری اور میل کے غائب ہونے سے لشکر کا بھی اسکے سامنا تھا سارا لشکر بھی حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہی اب جو اسنے چیخ ماری لشکری اور کنیزین دوڑین کہ ارے ملکۂ عالم کو کیا ہوا کوئی بولا کہ سحر بہت زبردست کیا تھا کچھ اسمین فرق پڑگیا کوئی گویا ہوا کہ سحر اُلٹ گیا غرضکہ لشکر تو اس دھوکے مین تھا اور سختی دیکھکر شعلہ حشیم چاہتی تھی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا پاس تو پہونچ چکا تھا خنجر مس شدہ لوح جو مارتا ہی گردن پر اسکی پڑا کہ سر کٹکر دور گرا صدائے شور نشور برپا ہوئی آندھی پانی آیا ہنگامہ پیدا ہوا پیرون نے غل مچایا کہ مارا شعلہ حشیم کو ہر دندان جادو کو اسی ہنگامہ مین برق نے نعرہ کیا کہ منم ہتر برق فرنگی ساحتر اُسپر لیکے اُسوقت وہ دونون ساحر ملازم شدہ پنجہ بنکر جو گرے علم

مذکور کو لیکر بلند ہو گئے اور ایک جنگل مین لاکر اتار دیا اسنے ان ساحرونکی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب ملکہ مہرخ رہا ہوئی ہین انکی ملازمت کراکر تمکو خطاب اور عہدہ دلواؤنگا یہ کہکر زنبیل عیاری بجائی کہ ضرغام عیار بھی آیا ان دونون ساحرون کو ہمراہ لیکر یہ عیار اپنے لشکر کی طرف چلے کہ آؤ چلکر مال دشمن کی فوج کا لوٹین ادھر تو یہ ماجرا گذرا اُدھر لشکر ملکہ مہرخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور اسنے جو سامنے لشکر حریف مسلح پایا فوراً حربے سحر کے لیکر حملہ کیا ادھر سے توسن و قاز سپہ سالاران شعلہ حشیم بڑھے لیکن تمام فوج بیدل ہو رہی تھی اور ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا کہ اب جو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ شعلہ حشیم ایسی مار ڈالی گئی تو ہمارا بچنا مشکل ہے ہر چند کہ سب کو خوف تھا مگر سپہ سالارون کے بھڑ جانے سے لشکری بھی حملہ آور ہوے پھر تو جادو کی چوٹین چلنے لگین منترون کی کھوٹین پڑین نارنج سحر نے ترش رویون کے دانت کھٹے کر دیے تھے شربت اجل سے پیٹ بھر دیے تھے ترنج سے تو رنج پیدا ہی تھا چاشنی مرگ چکھا کر جان شیرین لیتا تھا ناریل ہر ایک پل کو نار مین بھیجتا پیر سحر کا بھینٹ نہ پاتا تو کلیجے کا لہو گراتا کلو اسپر کھیل جاتا ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے بہادر ہنر شجاعت کے ظاہر کرتے داد تھوڑی پاتے تھے زبان شمشیر کے وہ نعرے گرما گرم تھے کہ سنگدل موم کی طرح نرم تھے ہر ایک ناری فی النار تھا موت کا گرم بازار تھا گھاٹ نے تیغ کے نام آور ونکا نام ڈبویا تھا نیزون نے کجبازون کو سیدھا جہنم مین بھیجا تھا ضرب سے گرز کی سر تھا نہ بھیجا تھا سحاب باران تیر نے حریف کو ٹھنڈا کیا تھا اس جنگ کا یہ ہنگامہ تھا کہ نظم

برآمیختند این دو لشکر بہم
بران بوم کس جائے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوے
بگشتند چندی ہیاران تیر

جہان شد ز پرخاش جویان دژم
ز باران تر دبین و باران تیر
نلے گشتہ دیدند بر ہر سوئے

زمین آن سپہ را ہمی برنتافت
زمین شد زخون چون یکے آبگیر
زن و کودکان شان بردند اسیر

ایسی شورش جنگ مین توسن و قاز سپہ سالاران لشکر شعلہ واصل جہنم ہوے بقیۃ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی جب لشکر مین بھگدڑ پڑی ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا کیونکہ اُسکو حکم شاہ طلسم کا ہر رزم نہ تھا غرض مہرخ بھی شادان و فرحان ہزارون کو قتل کر کے مراجعت فرما ہوئی لشکر تمام آرام پذیر ہوا ہر سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا عیار بھی بارگاہ مین آئے مہرخ نے برق و ضرغام کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام مین بیشمار مال و زر دیا ان عیارون نے ساحران تو ملازم کی سفارش کی ملکہ نے انکو خطاب و خلعت سے سرفراز فرما کر ملازم کیا اور بعیش و عشرت قیام پذیر ہوئی اُدھر حیرت رنجیدہ و غمگین منتظر آمد شاہ طلسم ٹھہری اُنکو اس جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنیے بیت گرم از بادہ من مغز را :: تو بسیم یکے قصۂ نغز را :: چہرہ پردازان عرائس خیال شاہد بیان کو اسطرح جلوہ پذیر حجلہ تحریر مین فرماتے ہین کہ جب شہنشاہ اقلیم عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نہال برومند حدیقہ فیلسوفی و گل شاداب گلشن عمرو بن امیہ ضمیری افسر افسران و بہتر بہتران اعنی چالاک عالیشان سلیمانی کوہ سے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی فتہ رفتہ قلعہ شعلہ درا کے

پہونچا اور اسجگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا یہ بھی صورت بدلکر شب بھر فکر عیاری مین بھر اکیا لیکن پنجہ اسکا قابض نہ ہوا ہنگام سحر جب شعبدہ پرداز روزگار نے ستارۂ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور مہرپارہائے کواکب کو نابود فرمایا کہ بیت

فروغ صبح کے سامان دیکھے :: کواکب چند دم مہمان دیکھے :: صبح کو شعلہ وار تولشکر لیکر بہر رزم ملکہ مہرخ روانہ ہوئی جیسا اوپر بیان ہو چکا بعد اسکے جانیکے شاہ جادوان بھی یہان سے روانہ ہوا اسکے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کر کے اُس سے کچھ دور آگے جا کر ایک مقام پر ٹھہرا اور بمشاطگی عیاری صورت اپنی مثل زن مہر سیما و مہ جمال بنائی سر سے پاتک آفت کا پرکالہ حسن حسینان روزگار سے نرالا قیامت خیز جسکا قد بالا مختصر یہ کہ اُس کے حسن کی نسبت یہ بیان کر سکتے ہیں

وہ حسین ہے کہ نہین اُسکا زمانے مین جواب	داغ کھاتا ہے اُسے دیکھ کے ہر شب مہتاب
رُخ نازک کو نہین ہے نگہ گرم کی تاب	چشم خورشید سے بھی اُسکو ہے منظور حجاب
شمع قامت سے نہین گرم شبستان ابتک	رُخ روشن ہی چراغ تہ داماں ابتک
جلوہ اُس حسن خداداد کا جو آئے نظر	ٹکٹکی باندھ لے نرگس نہ رہے تن کی خبر
کرے اُس چشم فسون ساز کا افسون یہ اثر	اختیار اپنا رہے دل پہ نہ قابو مین جگر
رونق بزم جو وہ آئینہ تمثال ہو جائے	دل بیتاب کا حیرت سے عجب حال ہو جائے

اس صورت سے آراستہ ہو کر لباس پر زر زیب قامت فرمایا مگر نہایت درجہ شکستہ اور میلا جابجا سے چاک سر پر غم سے خاک گریبان پھٹا ہوا سینہ کھلا ہوا لبپہ آہ جانکاہ ایک طرف بیٹھکر زار زار برنگ ابر بہار رونے لگا برق کیطرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا اشکون سے جنگل سینچنے لگا سیل گریہ سے بیابان سیراب فرماتا تھا اس اثنا مین شاہ جادوان پران پران اُس مقام پر پہونچا اس مہر طلعت کو کسوف رنج مین مبتلا دیکھکر مستفسر حال ہوا کہ اے غنچہ دہن و نازک بدن کس صرصر ظلم سے گلستان بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہے کونسا تجھکو رنج و محن ہے اُس گلعذار نے آنسو پونچھکر بادشاہ کی طرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا شعر

ہونا جو کچھ ہے وہ آخر شدنی ہوتا ہے :: اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر ایک روتا ہے :: از بسکہ مین طلسم کی رہنے والی ہون اس سبب سے پہچانتی ہون کہ آپ بادشاہ ہین بدینوجہ ماجرائے غم اندوز و سانحہ الستم آلود اپنا عرض کرتی ہون ورنہ کسی سے ہرگز مین ہمکلام نہ ہوتی اے بادشاہ عالیجاہ و شہنشاہ کیوان کلاہ خزان آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہے گھر بار عزیز و اقارب ہر ایک مجھ سے چھوٹا ہے دامن کوہ سلیمانی مین میرا مسکن تھا میرا باپ بھی ملازم ملکہ سلیمان پر محن تھا اب مین تنگ خاندان آوارہ و سرگردان اس بیابان مین بحالت پریشانی پھرتی ہون ہر قدم پر ضعف سے گرتی ہون نہ وہ شوکت ہے نہ شان ہے سراسر مصیبت کا سامان ہے سچ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بیت مبارکباد ماتم ہے ہر آواز زمانہ جائے آسایش کہان ہے :: چالاک نامے ایک عیار سفاک میرے گھر پر آیا اور مکر سے شوہر و پدر کو میرے خوابگاہ عدم مین اُسنے سُلایا سب گھر لوٹ لیا ہر ایک کو قتل کیا مین بسختی جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت مین پھنسی کہ نہ کوئی دوست ہے نہ غمخوار ہے صرف بیکسی و تنہائی یار ہے بادشاہ طلسم اسکی صورت زیبا دیکھکر قتیل خنجر ابرو و ذبیح تیغ ادا

ہو چکا تھا حال پر ملال اسکا سنکر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کرکے گھر گیا ہوگا بیشک بیان اسکا صحیح ہے گزند اسکو پہونچا ہوگا یہ سوچ کر دست شفقت اسکے زنخدان تلے رکھا اور کہا اے عمزدہ عاشق نیمجان تیرا عوض اس عیار سے مین لونگا تو غم نہ کھا وہ ستمگر بادشاہ کو مائل دیکھکر ناز و کرشمہ دکھانے لگی غنج و دلال سے بادشاہ کے دل کو لبھانے لگی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ

نظم

ہوا برہم مزاج نوجوانی
قریب بخیتگی پستان کو پایا
گھر آیا ابر مستی جابجا سے
نگہ پہونچی جو سوئے سینہ صاف
ہوس نے اور بھی مطلب سمجھایا
یکایک شوق نے کی مہربانی
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
لگی لو اٹھنے شمع ساق پا سے

اس زن مصنوعی نے بھی غمزہ کرنا آغاز کیا یہ نقشہ اسکا بھی تھا کہ **بیت**

مزاج ایمائے دل سے گر بہکتا ٭ سخن تا لب حیا سے آ نہ سکتا ٭

اسی گرمجوشی اور اختلاط مین بادشاہ کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسا نہو یہ مہروش بھی عیار ہو کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بس یہ خیال آتے ہی نگاہ گرم و سحر آلود اسنے جانب **چالاک** دیکھا فوراً بیرون نے سحر کے خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہے بادشاہ یہ معلوم کرکے نعرہ زن ہوا کہ او نا عیار بہچانا مین نے تجکو عیار موصوف نے چاہا کہ خنجر کھینچکر اسکے مارون مگر بادشاہ نے سحر پڑھا کہ یہ بے حس و حرکت ہوگیا شاہ نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن بموجب مثل جاکو راکھے سائیان مار نہ سا کے کوے ٭ بال نہ بیکا کر سکے کہ دو جگ بیری ہوے ٭ بادشاہ کو خیال آیا کہ باپ بھی اسکا قید ہے اسکو اسکے سامنے اور اسکو اسکے سامنے قتل کرنے مین زیادہ لطف ہے کہ داغ بالائے داغ جگر دشمن پر پڑے بس ایسا کچھ تجویز کرکے اسنے افسون پڑھا کہ زمین سے غبار اڑکر بلند ہوا اور لمحہ بھر مین پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا چھت بھی اسکی خام تھی اور بارہ در بھی کچے بنے تھے اور باہر سے وہ بالکل گول مثل گنبد کے دکھائی دیتے تھے بس اس بارہ دری مین اس عیار کو اٹھا کر اسنے ڈال دیا اور پھر دستک دی کہ باہر سے سب در اسکے بند ہوگئے اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اٹھتا ہوا نظر آتا تھا جب یہ تدبیر کر چکا تو کچھ سنگریزے اٹھاکر سحر ان پر دم کرکے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائران خوشرنگ بنکر اڑ گئے گھڑی بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی ظلمت خراب آباد عالم مین چھائی جب وہ آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روے ہوا سے نیچے اترا اس تخت پر ایک عورت پریزاد کو سوار دیکھا کہ جمال مہر تمثال اسکا آئنہ رویون کے رخ شفاف کو رشک سے مکدر فرماتا تھا بال اسکا ہر ایک آئینہ رخسار حوران کا جوہر نظر آتا تھا پیشانی کی صباحت دیکھکر نور سحر ایسا شرماتا تھا کہ شفق صبح نہ کہنا چاہیے جگر خون سحر کا ہوگیا تھا یا چشم روزگار مین خون اتر آیا تھا رخسار تابان اسکا زند و پاژند آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم فتنہ اخیر کے گوشہ مین قیامت نہان اسی طرح ہر اعضا اسکا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بیمثال بنایا تھا۔ چھاتیون کو اسکے فیہ دین یا شش گاہ عاشقان کا نیخانہ کیا تھا غلط غلط یہ تشبیہ کچھ نہین وہ چھاتیان دمدمہ میدان جنگ تھین اور دوپٹے کی آڑ جھانکی تھی دل عشاق کا صبر ہٹانا چاہا تھا شکست تاب و توان تاکی تھی کہ **ابیات**

طویل ہوگا جو سراپا کا یہان ہو مذکور
مختصر یہ کہ سراپا بھی وہ اقدس کا نور

دعوے حسن کرے اس سے کوئی کیا مقدور	کرم شب تاب نہ چمکے مہ تاباں کے حضور
شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب سے کیا	نسبت ذرہ ہے خورشید جہانتاب سے کیا

اُس مہ پارہ نے ہلال آسا خم ہوکر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ اے سلطان جادو تمھارا مزاج اچھا ہے اور سلیمان تاجدار جادو و سرشار ساغر پیالے جادو اچھی ہیں اس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا کہ میں بھی اور وہ دونوں کنیزیں بھی جناب عالی کی جان و مال کو دعا کرتی ہیں آج نہیں معلوم کیا تھا جو حضور اس طرف تشریف لائے اور آئے بھی تو کنیز کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا اس جنگلے میں ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار بادشاہ نے کہا تمھاری جان کی قسم میں تمھارے ہی یہاں آتا تھا تو سبب ہے اس جگہ ٹھہر گیا ایک تو یہ کہ یہاں سے کچھ دور پر ایک چشمہ ہے کہ اس چشمہ پر ایک روز سامری آئے تھے اور اس کے کنارے اُنھوں نے پیشاب کر کے اُسمیں اپنے پاؤں دھوئے تھے پس میں اُس چشمہ میں نہانے جاتا تھا اور دوسرا سبب یہ کہ راہ میں ایک فت روزگار سے اور مجھ سے سامنا ہوا اُسنے مجکو روک رکھا چنانچہ اُس قضا ہمبرم کو اس گنبد بے در میں میں نے قید کیا ہے اور تمکو اُسکی حفاظت کے لیے بلایا ہے اُس نازنین نے آگے بڑھ کر دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا جمشید قسم اب میں آپکو کہیں نہ جانے دونگی میرے گھر پہلے چلیے پھر جہاں جی چاہے جایئے گا بادشاہ نے کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ اُس چشمہ میں غسل کر کے میں تمھارے قلعہ میں ضرور آؤنگا تم اس گنبد بے در کی حفاظت کرو اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اُسکی نگہبانی میں کرنا کیونکہ سمیں وہ افعی پر زہر بند ہے کہ جس کے کاٹے کا منتر نہیں اور وہ آتش سمیں مخفی ہے کہ جسنے خانمان ساحران پھونک دیے ہیں ملکہ نے کہا آخر بتلایئے تو کہ ہمیں کون مقید ہے شاہ نے کہا چالاک عیار بیٹا عمرو کا ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا اچھا آپ جایئے اپنا قیدی مجھ سے لیجیے گا اور اے شہنشاہ اگر آفت کوئی اس گنبد پر آئے یہ قیدی اُسکے اندر کوئی فتور اُٹھائے تو یہ کنیز اس گنبد کے اندر کیونکر جائے پس اسکا رد سحر کرنا مجکو تعلیم فرماتے جایئے اور کچھ اندیشہ دل میں نہ لایئے اور میں یہاں سے اپنے قلعہ میں جاتی ہوں آپ ہیں تشریف لایئے گا میں نگہبانی اس قیدی کی بخوبی کروں گی بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارا ٹھہرنا یہاں بہت انسب ہے اُسنے کہا آپ مطمئن رہیں خواہ میں رہوں یا نہ رہوں بادشاہ یہ سنکر وہاں سے روانہ ہوا اور اس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار پتلا سحر کا پیدا ہوا اور ازبسکہ بادشاہ چلتے وقت رد سحر کرنا اپنا اسکو بتا گیا تھا پس اُسنے سحر کا رد پڑھا تو اُس بارہ دری میں پھر در وا نے پیدا ہوے اور اوسنے عیار کو بھی دیکھا کہ ایک شخص دُبلا پتلا نہایت حقیر بجسم و حرکت پڑا ہے اسنے دل میں کہا کہ بادشاہ اس ضعیف الجثہ لاغر اندام کی بہت تعریف کرتے تھے اس مشت استخوان سے کیا ہو سکتا ہوگا یہ سوچ کر ہر دروازے پر پتلہائے سحر بٹھائے اور چاہا کہ پھر اس بارہ دری کو غائب کرے چالاک نے بھی اس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو نہ پایا پھر عیاری سے گوہر مکاری نکالا اور دام تزویر میں نہنگ فطرت کو گرفتار کیا وہ یہ کہ زبان سے کام لیا آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور شکایت چرخ کجرفتار میں اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور چونکہ اشعار مؤنث کے ہیں اسلیے درد آلود ہیں اشعار

جور گردوں سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال	جنبش برگ یہ ہے دل کے تڑپنے کا خیال
داغ کی شکل نظر آتے ہیں گلشن میں گل	نالہ کش دیکھیے ہے باغ میں جان بلبل

صرصر قہر سے ہر نخل ہے نخل ماتم ۔۔۔ ابر اندوہ گھرا آتا ہے غافل ہر دم
کف افسوس ہوئے چرخ کے ہاتھوں پتے ۔۔۔ داغدار ہو گئے تن دیکھیے طاؤسوں کے
ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد ۔۔۔ داغدار ہو گیا لالہ بھی اٹھا دل میں یہ درد
چشم نرگس کو یہاں ہر گھڑی حیرانی ہے ۔۔۔ زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہے

از بسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہے جنکو حسن داؤدی خدا نے عنایت فرمایا ہے یہ بھی ایسا بےمثل گاتا ہے زہرہ کا ترانہ بیہودہ خیال اسکے سامنے سمجھا جاتا ہے بس ان اشعار میں ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل آئے کیونکہ اسنے کبھی ایسی صدائے خوش نہ سنی تھی بس بیتابانہ قریب **چالاک** بن عمرو آئی اور کہنے لگی کہ اے گرفتار اندوہ و مصیبت اگر میں تیری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دوں تو مجکو بھی گانا تو بتلائیگا اور تعلیم بطور معقول دیگا مجھ سے دغا تو نہ کریگا عیار مذکور نے کہا اے ملکہ یہ آپکا خیال سراسر بیجا ہے کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ برائی کرتا ہے مگر بادشاہ مجکو کسی طرح نہ چھوڑیگا ایسا مجکو دشمن سخت وہ جانتا ہے کہ کسی کی سفارش نہ مانیگا مگر آپنے جو میرے حال پر رحم کیا ہے اور میرا حال پوچھا ہے تو اب مجکو بھی لازم ہے کہ ایسی چیز آپکی نذر کروں جس کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بے حقیقت ہو اے ملکہ اگر تم خوف نہ کھاؤ اور میرا اتنا اعتبار کرو کہ یہ برائی نہ کریگا تو ہاتھ میرے دونوں قابو میں میرے کر دو تو میں ایک طاؤس اپنی کسوت سے نکالکر تمکو دوں کہ وہ زمرد کا ترشا ہوا ہے اور داغ اسکے جسم پر یاقوت سے پچی کیے ہیں بوٹے سے اس مور کے رنگ شہاب کا جسمیں سونا جل گیا ہے کل دبانے سے نکلتا ہے اور آنکھوں سے اسکی گلاب کیوڑا بید مشک کا فوارہ چلتا ہے اور منھ سے اسکے شراب ارغوانی و زعفرانی نکلتی ہے اور زمین پر اگر ایکبار اسکو زور سے اگر رکھ دو تو کمر کے پاس پروں میں چھپی ہوئی ایسی کل لگی ہے کہ وہ ناچنے لگتا ہے شاہان روے زمین کو ہمیشہ ایسی نادر شے کی تمنا رہتی ہے کہ ملے مگر ممکن نہیں ہوتی یہ بادشاہ لشکر مسلمانان کو خدا نے شرف دیا ہے کہ ان کے ادنی ترین ملازموں کو یہ چیزیں میسر ہیں میں یہ تحفہ شاہ کوکب کے لیے لایا تھا لیکن جانتا ہوں کہ شاہ جادوان مجکو زندہ نہ چھوڑیگا پھر وہ تحفہ نایاب آپہی کے کام آئے تو بہتر ہے **سلطان** ایسی نایاب چیز کا بیان سنکر بہت مشتاق ہوئی اور سحر کا رد پڑھکر ہاتھ اسکے قابو میں کر دیے اسنے کمر میں ہاتھ ڈالکر پہلے ایک تختی الماس کی نکالی اور کہا اجی لاحول ولاقوۃ نہیں معلوم کیا ہے کہ جس چیز کو ڈھونڈھو نہیں ملتی ہے اس تختی میں تڑپ ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور پکاری کہ دیکھوں یہ کیا ہے اسنے کہا یہ تمھارے کام کی نہیں ہے تم طاؤس مجھ سے لو اسنے کہا تم جبتک وہ نکالو میں اسے دیکھوں یہ کہکر وہ تختی اسکے ہاتھ سے زبردستی لی اسمیں دیکھا تو دو تین سوراخ بھی ہیں پوچھا یہ چھید کیسے ہیں اسنے کہا اے ملکہ یہ تختی بھی عجب صفت رکھتی ہے یہ جو اسمیں سوراخ ہیں انمیں عطر سلیمانی بھرا ہے جو کوئی اسکو سونگھے تو پریاں ناچتی دکھائی دیں **حمزہ** پردہ قاف سے اسکو لایا تھا کسی حکیم نے اسکو بنایا ہے یہ ماجرا سنکر ساحرہ نے بصد اشتیاق اس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنوں سے لگایا اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مارکر بیہوش ہو گئی عیار مذکور نے اسکو کمند سے باندھا کیونکہ ہاتھ اسکے قابو میں تھے اور وہ قریب اسکے بیٹھی تھی غرض اسکو باندھکر زبان

مین اسکی سوزن دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو اُسکی آنکھ کھلی ہاتھ پاؤن اپنے بندھے دیکھے زبان مین سوا چھد ا پایا اشارہ کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عیار نے کہا کہ اے ملکہ اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور دین اسلام قبول کرو ورنہ مین تمکو قتل کر کے صاف چلا جاؤنگا دیکھا تم نے قدرت خدا کا تماشا کہ مجھ عاجز و بیدست وپا کو تمپر اُسنے غالب کر دیا اور اے ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو بربوبیت ماننا کار جاہلان و گمراہان ہے اُس خدا کو پوجو کہ جس نے عالم عالم ہست کیا اُسی کے قبضۂ قدرت مین کون ومکان ہے ہم سب کی جان ہے خالق روزی رسان محبّ و یار یکسان ہے۔

نظم

چمن مین ذکر سے اُسکے ہے تفریح
اثر ہے نالۂ بلبل مین اُس سے

مرا دل نام پر اُسکے ہے شیدا
گلون کا دانۂ شبنم ہے تسبیح
دلون کا عاشقون کے محرم راز

کیا ہے جس نے حسن وعشق پیدا
یہ جلوہ حسن کا ہے گل مین اُس سے
ادائے ناز کا خوبان کے دمساز

اِسنے اس طرح وحدانیت پروردگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینۂ دل پر سے زنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل مین بھی اپنے اُسنے غور کیا کہ بیشک دین اسکا سچا ہے کیونکہ بادشاہ طلسم نے اسکو قید کیا پھر ایسا کچھ اُسکے خدا نے اُسکے دلمین ڈالا کہ اُسنے اسکو قتل نہ کیا اور مجھپر یہ باتون باتون مین غالب آیا بس یہ سوچ کر اسنے اشارہ کیا کہ مجکو چھوڑ دے مین مطیع ہونگی اسنے زبان سے اسکی سوزن نکال کر کھول دیا اُسنے کہا کہ اے عیار طرار تو نے میری جان بخشی فرمائی مین ممنون عنایت ہوئی اب مین تجکو اس گنبد بے در سے نکالے دیتی ہون اور یہان سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہے کہ کوہ سلطانی اُسکو کہتے ہین اُسکے دامن مین ایک قلعہ ہے قلعہ سلطانیہ کہتے ہین اُس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنین حاکم ہین میرا نام سلطان جادو اور اُن دونون کا نام سلیمان و سرشار جادو ہے مین یہان سے جا کر ان دونون کو بھی سمجھاؤنگی بادشاہ طلسم بھی وہان آئیگا بعد اسکی دعوت وضیافت کے جیسا مشورہ ہوگا وہ کرونگی چالاک یہ باتین سُن کر غور فرما ہوا کہ یہان سے رہائی تمکو ملتی ہے اسکو غنیمت سمجھو اور اسکے ساتھ اسکے قلعہ مین تم بھی چھپ کر چلو اگر نجیب قابض ہو جائے تو مع شاہ طلسم ساحرون کو مارو اسکو پھر وہان سمجھانا اگر مانے بہتر نہین ابکی مرتبہ قتل کر ڈالنا یہ سوچ کر اسنے کہا اے ملکہ مین تمکو فہمائش کر چکا ہون اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے اچھا مجکو رہا کر دو ساحرہ نے سحر پڑھ کر اسکے دست و پا مین قوت کر دی اور کہا یہان سے نکلجاؤ عیار نے چلتے وقت کہا کہ اے ملکہ مین پھر تمہارے ساتھ احسان کرتا ہون وہ یہ کہ مجکو جو تم نکالے دیتی ہو اگر شاہ طلسم پوچھے گا کہ قیدی کو کیا کیا تو جواب کیا دوگی اسنے کہا ہان یہ بات تو سچ کہتے ہو پھر کیا تدبیر کرون اسوقت اسنے اپنی کسوت سے ایک سر موم کا بنا ہوا نکالا اور اسپر رنگ وروغن لگا کر اپنی صورت کا ایسا اُسکو بنایا اور ساحرہ کے حوالے کیا گلے کی رگون سے خون ٹپکتا تھا آنکھین حسرت آلود اُسکی کھلی تھین وہ سر ساحرہ دیکھ کر خوش ہوئی اُسنے سمجھا دیا کہ شاہ جو پوچھے کہہ دینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا مین نے سر کاٹ لیا یہ سر اُسکو دکھا دینا غرضکہ ساحرہ اپنے پیر وغیرہ یعنی پتلے سحر کے لیکر ادھر وہ گنبد بے در نابود کر کے اپنے قلعہ مین گئی چالاک بھی یہان سے عقب مین اُسکے چلا اور صورت ساحرون کی ایسی بنا کر قریب قلعہ سلطانیہ پہونچا ایکطرف کو پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہے یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا دیکھا کہ درخت انواع واقسام کے

اسپر لگے گلہاے خوشرنگ پایئن سے تا بہ قلعہ کوہ کھلے ہین اور پہاڑ کے جھاڑیان سر تراشی کی ہوئی بادلے سے منڈھی ہین چشمے ہر سمت جاری ہین چمنستان بنے ہین مکانات تعمیر ہین سامنے مکانون کے عنگیرے باسلک مروارید کھنچے ہین پہاڑ پر تو یہ کیفیت ہے سامنے ایک جانب کوہ کے دروازہ شہر پناہ کا ہے برج آہنین بنے ہین کنگرے فصیلین تعمیر ہین ہر برج مین ساحرون کا مجمع ہے دروازے پر کئی ہزار محافظ کا پڑاؤ پڑا ہے یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہے عمارتین پتھر کی بنی ہین در و دیوار کی صفائی پر غش غاطر ہر زہرہ جبین ہے بازار مثل بازار محبت گرم ہے ہر چیز لطیف و نرم ہے دکانین مثل خانہ چشم فتان معشوقان اشیاے عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہین چشمان تماشائیان حسرت سے اشک تر کا چھڑکاؤ وہان لگاتی ہین جوگ بہت چوڑا چکلہ آراستہ ہے گلبدنان نازک اندام کا ہر سمت مجمع ہے کہان تک وصف شہر بیان ہو یہ اشعار اُسکی ثنا مین کافی ہین **نظم**

خوانچے والے کہین پر کہین کھانے والے
تھے مگر دل کی لگی کے وہ بجھانے والے
حقے والے کہین پر دل کے جلانے والے
گلفروشون کی دکانون پہ یہ تھی گل کی بہار
تھے بھشتی جو وہان پانی پلانے والے
بلبل دل تھا ہر اک شخص کا ہجا یہ نثار

بلکہ ہر سمت یہ حال تھا کہ ہیبت ہر طرف شہر مین برپا تھا حسینون کا ہجوم تھا خوشی اس طرح سے تھی جیسے کہ شادی مین ہو دھوم **چالاک** ہر سمت تماشا کنان قریب دار الامارہ شاہی آیا یہان بھی بڑا انتظام اور سامان پایا عمارت شاہانہ بنی تھی ایک ایک کوٹھی طاق کسرے و قصر فریدون پر طعنہ زنی کرتی تھی عیار نے بسبب ہجوم دربانان اندر دار الامارہ کے جانا مناسب نجانا اس لیے کہ شاہ جادوان یہان آنیوالا ہے وہ آلے تو پھر جانا چاہیے فی الجملہ یہ تو باہر دار الامارہ کے اپنی تدبیر مین ٹھہرا ادھر **سلطان جادو** جو داخل دار الامارہ ہوئی تو اُسنے اپنی بہنون سے کہا کہ بادشاہ نے مجکو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی میرے سپرد کیا تھا اُسکا تو مین نے سر کاٹ لیا لیکن شہنشاہ نے آنیکا یہان وعدہ فرمایا ہے پس سامان دعوت اور جشن مہیا کیا جائے اُسکی بہنون نے یہ سنکر حکم دیا کہ شہر مین منادی کی جائے یعنی ہر شخص سرخ پوش ہو اور اپنے مکان کو آراستہ کرے شب کو روشنی دروازون پر ہو گلی کوچون مین خس و خاشاک کا نام نہ رہے تمام شہر آئینہ بند ہو یہ حکم سنکر کوتوال شہر سرگرم اہتمام ہوا ہر مکان پر مصقلہ ہونے لگا استرکاری سے عالم کو جمکا دیا ہر مکان چاندی سونیکا ڈلا نظر آتا تھا برج خورشید و قمر اُن کے سامنے شرماتا تھا دکانین اور کمرے منقش و رنگین ہوے مکانون کی دیوارون پر طرح طرح کی گلکاری کیگئی ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر فرمایا دوکانداروں نے اشیاے عمدہ کا ڈھیر لگایا ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہے سواری دیکھنے کو تمام خلقت شہر کی در و بام پر جمع ہونے لگی یہان تو یہ کیفیت اور دھوم ہے وفور عشرت ہے تماشائیون کا ہجوم ہے ادھر **سلطان** وغیرہ نے ایک سو قصر عالیشان جو باغ پر بہار کے اندر تعمیر تھا نقش و نگار مین بے نظیر تھا جلسہ دعوت کے لیے مقرر فرمایا اور اُس باغ کو بموجب حکم شاہان کارپردازون نے آراستہ فرمایا یہ نقشہ اُسکا بنایا کہ جوش طراوت سے ہر تختہ زمین رشک گلزار جنان تھا فلک اخضر وہ بوستان تھا ہر روش کا اُس کے نقشہ برنگ کہکشان تھا فرش مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا ہر خوشہ ڈالی مین مثل عقد ثریا تھا نہرین بصد لطافت ہر طرف روان

آب مصفا آب چشمۂ مہر تابان پھول ہر ایک غیرت نخبتق مہتاب رخ حور کے چہرہ سے بڑھکر اُنمین آب وتاب لالۂ احمر اکے تختے مثل چراغان روشن بہار پر نسترن وسمن چشم نرگس گل خورشید پر چشمک زن گیسوے غلمان پر زلف مسلسل سنبل طعنہ فگن اب اس باغ پُر بہار کی دیوارون پر گلکاری کیگئی طرفہ بہار رسیدا ہوئی خاطر رضوان بھی اُسیر شیدا ہوئی بارہ دری مین اس باغ کی آراستگی کیگئی پردہ ہاے زنبوری و زربفتی درون مین چھوڑے گئے مسندین آراستہ ہوئین اور جملہ سامان عشرت مہیا کیا جسکا بیان نظم مین کیاجاتا ہے کہ نظم

گرد پھولون کے عنادل کے ترانون کا سمان
قمریان بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغان
ابر کو دیکھ کے طاؤس گلستان رقصان
سرو پر قمریان اور گل پہ عنادل قربان
چہچہے اُن کے ہر اک زمزمہ پرداز کے ساتھ
جس طرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ
واسطے شہ کے مہیا ہوے سامان کیا کیا
فرش واسباب سے آراستہ ایوان کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستان کیا کیا
چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحان کیا کیا
خوش نوا ڈومنیان سامنے گانے کے لیے
ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے
وہ خواصین کہ جو آراستہ زیور سے تمام
وہ جلیبین کہ مے حسن سے سرمست مدام
جنکے دیوانے ہین غلمان و پری چہرہ غلام
وہ کنیزین کہ میسر جنھین حورون کے مقام
لائین جنت سے شرابین جو طلب جام کرو
پانون چپی کو وہ بیٹھین اگر آرام کرو

اسی طرح اس مکان مینو نشان مین ایک طرف میخانہ آراستہ کیا ایک سمت نعمتخانہ سجا گیا اس جگہ کا یہ حال تھا کہ مبیت سا پر ہمانے کیے وا اپنے مگس رانی کو؛ روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی کو؛ اس سامان کے مہیا کرنے مین وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم روز چشمۂ ظلمت مین ثوابت بجھ کر ڈوبا ساحرۂ شب نے بہ دعوت شاہ انجم سپاہ باغ فلک آراستہ کیا کہ بمقتضاے ابیات لبشکل عارض الفاظ تحریر

غرض مانند شوق عاشق زار
ہوا خورشید تابان گرم رفتار
بڑھی اک سمت سے دھندلی سی زنجیر

سر شام یہ تینون شہزادیان بالاے بارہ دری آکر جلوہ گر ہوئین نیچے اس بام کے تمام شہر آباد نظر آتا تھا اُس کوٹھے کا وہ شہر جلیبی پائین باغ تھا شہر مین روشنی خوب ہو رہی تھی خلقت کا ایسا جماؤ تھا کہ میلہ لگا تھا سوانگ طرح طرح کے بنکر آتے تھے اور اس کوٹھے کے نیچے سے گذرتے وہ قلعہ قلعۂ افلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغان قنادیل انجم کی طرح تابان شعبدہ بازی بازیگران برنگ عربدہ سازی گردش دوران دآسمان ہشتی آرائش وزیبائش مین چالاک نے صورت اپنی مثل صورت آتشبازان بنائی یعنی لباس سے بوگندھک کی اور بارود کی آتی جابجا پیرہن جلا ہوا دیتین انار کمر مین ایک دوچرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ مین لیے اسی طرح چند وزن دکھانے کے واسطے لیکر سامنے اس کوٹھے کے آیا شہزادیون کو تسلیم کرکے دعائین دیکر عرض کیا کہ حضور مین آتشبازی ایسی بناتا ہون کہ کسی بشر نے تو کیا چرخ پیر نے باین ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہوگی آج میری چرخی چرخ کی زنگ نہین بدل سکتی کیا مجال ہے جو

مہتابی کو مہتاب کی میری مہتابی کے ہموزن کر سکے اور پھلجھڑی عقد ثریا کی مقابل میری پھلجھڑی کے ہو گو فلک لاکھ
پھلجھڑی چھوڑے اور شرر باری آتش فتنہ کی کرے لیکن میری برق اندازی سے برنگ طاؤس آتشبازی
آتش حسرت مین جلے حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے یہ کہہ کر دو ایک گھنچی ایسے چھوڑے کہ عقل سب کی
چکر مین آئی مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منھ پر چھٹنے لگی ہوائی ملکہ **سلیمان** وغیرہ نے کمال درجہ پسند کیا
اور فرمایا کہ اسوقت بادشاہ طلسم آنے والے ہین کچھ عرصہ نہین ہے سردست آتشبازی تیار کر سکتے ہو اس نے کہا
دو پہر رات تک حضور اور جلسہ شاہ کو دکھلائین دو پہر شب کے بعد آتشبازی مجھ سے تیار لین لیکن سب مصالحہ جو جو مجکو
چاہیے ہو عنایت کرین شہزادیون نے اسی وقت بارود شورہ گندھک لوہ چون وغیرہ منگوا دینے کا حکم دیا منتظمان
دعوت نے اسی وقت سب سامان مہیا کر دیا جو اس قلعہ مین کہ آتشباز رہتے تھے انکو طلب کرا کر **چالاک** نے اپنا
شریک حال کیا اور انعام کثیر کا انکو امیدوار فرمایا وہ قلعہ آتشبازی در نیز و دیگر سامان اپنے یہان سے تیار
اٹھوا لائے **عیار** مذکور الگ سب کاریگرون کو لیکر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا اُسمین شریک
کرانے لگا کہ جس کے دھوین سے انسان بیہوش ہو جائے یہ تو اس تدبیر مین ہے اُدھر شاہ طلسم نے جا کر چشمہ
یا شوئے سامری مین غسل کیا جب وہان سے جانب قلعہ سلطانیہ روانہ ہوا دل مین اُس کے خیال آیا کہ ملکہ
سلطان جادو نے جا کر میرے آنے کی خبر دی ہوگی سب اہل قلعہ منتظر میرے ہون گے بڑی تیاری کی ہوگی
پس لازم ہے کہ مین بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعہ مذکور مین جاؤن یہ غور کر کے ایک مقام پر ٹھہر کر اپنے سحر پڑھا
کہ پریزاد طلسم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہو کر قلعہ مذکور مین آیا اہل شہر منتظر تھے
کہ یکایک غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا دیکھا کہ اول چار سو تخت جن پر جواہر
کے درختون کی چمن بندی کی ہوئی مثل قطعہ گلزار کے ظاہر ہوے پھر بارہ سو جادوگر سرخ پوشاک پہنے منھ سے
آتش فشانی کرتے تلوارین کھینچے مریخ صولت بنے ہوے نکلے انکے بعد کئی ہزار سوار مرکب پرزر پر سوار نکلے کہ
گھوڑے انکے جواہر کے ساز و یراق سے آراستہ تھے ان کے گذرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل ہیبتناک اژدہون
پر سوار پیدا ہوے کہ زحل بھی اُنکی صورتین دیکھ کر خوف کھاتا تھا ہندوے فلک چکراتا تھا جھنڈیان ہاتھون مین لیے
جھولے گلون مین نارنج اُچھالتے گذر گئے ان کے بعد کئی ہزار رنڈی کا غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا
غرق دریاے جواہر تھی فن عشق و حُسن سے ماہر تھی لباس ہر ایک گلابی زیب قامت کیے مہندی ہاتھ پاؤن مین
لگائے بقول **مؤلف** ہاتھ مین دل لو اگر تم پھر مزا کیونکر نہو ✻ یہ کباب آتشی رنگ حنا کیونکر نہو ✻ ہر ایک گلبدن
مہ جبین حور تمکین جوانی کا عالم کمسن آپسمین قہقہے لگاتین پیر گردون کو اپنی ستمگری کے سامنے چٹکیون مین اُڑاتین گذر گیئن پھر
کئی سو رنڈیان ساز ہاتھون مین لیے تختون پر سوار نکلین زدنٹا سارنگی کا کھنچتا تھا آپ طبلے پر پڑتی ناچ بردے
ہوا ہوتا ہوا پر بھی ہوا بندھی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہو ابر اُتر آئی ہے سا کنان ہوا کی انجمن آرائی ہے
انکے گذر جانے کے بعد چار ہزار نازنینان زرین پوش زیور یاقوت پہنے نکلین ہر ایک آئین کرشمہ سنجی ایسی کرتی کہ

سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان اُنکی عربدہ پردازی فتنہ دہر کو سکھاتی گاتیان دوپٹے کی باندھے سینہ پر کچین ابھری ہوئین عاشقون کے دل کا ارمان بڑھاتین کہ ابھرا بھر کر وفور شوق زیادہ فرماتین کیا وصف اُن چھاتیون کا کیا جائے

مسدس

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
کہتے ہین شمس و قمر قمقمۂ نور ہین یہ
ثمر پیش رس نخل سر طور ہین یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچین کہ بہت دور ہین یہ
آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہو جائے
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

اور وصف اُنکے حسن کا کیا بیان ہو خوف یہ ہے کہ بہت طولانی نہ داستان ہو وہ یگانہ حسن و جمال یاقوت احمری ترشی ہوئی چکیان پھراتی تھین دل دہر کو لٹو بناتی تھین آفتاب سے گویا بزبان ایما و اشارت فرماتی تھین کہ بھلا حسن مین سامنے ہمارے آ تو سہی یہ گو ہے اور یہ میدان ہے کیا ترے پاس سامان ہے وہ چکیان یاقوت سرخ کی جب پھرتی تھین تو انگارے آگ کے بروے ہوا اُڑ رہے تھے یہ گل رخسارین ملائک فریب تھین شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھین یا انجم فلک کو چٹکیون مین اڑاتی تھین ان کے نکلجانے کے بعد چار ہزار جادوگر طاؤس سوار چہرے اُنکے پریزادون کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ مین چکر لیے ایک سمت کو نکل گئے پھر آٹھ نو سو چوبدار عصا بردار عصاے جواہر نگار ہاتھون مین لیے آواز طرقوا لگاتے بڑھے عمر و دولت پکارتے رد کیے ہوا پر اُڑتے گذر گئے اُنکے بعد سترہ سو عورتین کم سن پچکاریان اور گگریان لیے رنگ کھیلتی رنگ مین عطر اور منھ پر عبیر و گلال ملا ہوا حسن کی دونی بہار اُنکا غضب کا نکھار وہ رنگ کھیلنے مین انکا بیباختہ پن عجب رنگ دکھاتا گورا گورا نازک نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا رخسار اُنکا رنگ مین بھرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد مین دھرے ہین یا دو یکہ نور روشن ہوے ہین یا جوش پر رنگ شباب آیا ہے بحر حسن نے پر جوش ہو کر حبابون کو بہایا ہے غرضکہ جب یہ بھی گذر گئین ایک ابر پیدا ہوا بجلی اُسمین چمکنے لگی اور ترشح ہونے لگا موتی برسنے لگے باجون کی آواز ارغنون داؤد صوت ہزار آنے لگی اب شہر کی تمام خلقت مین غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جادو شاہ شاہان کی سواری قریب آئی کہ بمقتضاے

مسدس

تو وہ آتا ہے جو ہے موجد نیرنگ و فسون
جو مسلمان کا رہتا ہے سدا تشنۂ خون
جس کے آگے سر تسلیم زمانہ ہے نگون
سر جھکائے ہے قدمبوسی کو جس کے گردون
جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہے

یہ غلغلہ سن کر سلطان و سلیمان و سرشار مع تمام اپنے امراے دولت کے اُٹھ کر بہر استقبال چلین کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لین تخت سحر پر سوار ہو کر بلند ہوئین اس اثنا مین ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا بنگلہ اُسپر موتیون کا پڑا تھا شاہ طلسم اس تخت پر جلوہ فرما تھا گرد تخت چلمنین سونے چاندی کے تیلیون کی پڑی تھین اور شہزادہ ہا نازنین

جنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی تھین علمنین آدھی بندھی اور آدھی کھلی تھین ساحران خوک پیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے بادشاہ بھی صورت اپنی مثل جوانون کے بنائے موتیون کا تاج سر پر رکھے سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمرد کی سمرنین ہاتھون مین باندھے تھا ان تینون شہزادیون نے آگے بڑھ کر تسلیم کی اور نذر دی پھر سواری کے ہمراہ مثل کنیز ون کے چلین شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسۂ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک و حتشام کو رخصت کر دیا فرمایا کہ مین یہان سے جانب کوہ فیروز جاؤنگا پھرتا ہوا باغ سیب آؤنگا پس اس ساز و سامان کیسے گرد اوری طلسم کی کر نہ سکونگا حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفۃ العین مین سامنے سے غائب ہو گیا اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا بادشاہ بھی بالاے بام جو کمرے وغیرہ اور برج عمارت مین وہان بیٹھا نیچے اُس بام کے شہر کی سیر دیکھتا تھا اس طرف باغ پُر بہار مین مقیش اُڑ رہا تھا نازنینان ماہ پیکر کا مجمع تھا غرض ناچ دیکھنے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا ملکہ سرشار وغیرہ تینون بہنین جوان اور حسین طرحدار مین وہ پہلو مین بیٹھین پھر تو اس جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جشن جمشیدی مقابل اسکے ایک گدا کی صحبت تھی کہ

بمقتضاے مسدس

ناچنے والون نے وہ دھوم مچائی آکر
کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
یتوریان ایسی چڑھین اترے رُخ شمس و قمر
نیچی آنکھین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر
اُٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اُٹھی
پاؤن کی ٹھوکرون سے گرد قیامت اُٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ سنے آج تلک
تانیون کی در افلاک پر پہونچی دستک
گہ کمر مین تھی لچک گاہ تھی اعضا مین پھڑک
گہ جوان گاہ بنے پیر کسی دم کودک
کبھی زاہد کبھی میخوار بنے تیزی سے
زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے

دوپہر رات گئے تک تو یہ جلسے وان پر
بعد ازان مشغلۂ بادہ و دور ساغر
ہمنشین پہنے ہوئے گرد مرصع زیور
چور سب نشہ مین جامے سے سراپا باہر
شان جام مے گلگون مین گل خندان کی
قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی

بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان
چن دیے لا کے وہ خاصے جو تھے نایاب جہان
میز ہر طرف تھے انجم کی طرح نور افشان
لائین حورون سے کہو مائدۂ باغ جنان
چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آئے
نان خورشید و پنیر مہ تابان آئے

دوپہر رات گئے آتشباز نقلی نے آکر عرض کیا کہ آتشبازی تیار ہے کہان گاڑی جاے شہزادیان بولین کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہے ادھر ایوان شاہی مین راستہ نہین چلتا ہے اسی طرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہے اس کوٹھے کے نیچے کہ جسپر بیٹھے ہین شہر آباد ہے تمام خلق دیکھنے کو جمع ہوگی ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہوگا پس یہ تجویز کر کے حکم دیا کہ باغ کے دروازے پر جو میدان ہے وہان گڑے چنانچہ اُسی جگہ آتشبازی

نصب ہوئی اور در باغ بہ ایک کمرے مین فرش بہ تکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے مین مسند بادشاہ کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیون کے لیے بھی اُسی جگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی اور امیران سلطنت اور درون مین ٹھہرنے کو معین ہوے بادشاہ کو لا کر انھون نے اُس مسند پر بٹھایا آپ سر پر رومال جھلنے کھڑی ہوئین شاہ نے ہاتھ پکڑ کر اسی دروازے مین بٹھا لیا باقی کچھ لوگ میدان مین کچھ در باغ پر کچھ او رمکانات کے کمرون مین تماشا دیکھنے ٹھہرے لیکن وہی لوگ یہان ہین جو رسوخیت رکھتے ہین او رمقرب و معزز ہین بہت بھیڑ اور ہجوم نہین ہے اس اثنا مین شاہ کو خیال قیدی کا آیا **سلطان** سے پوچھا کہ ہمارے قیدی کو کس کے حوالے کیا جو تم یہان بیٹھی ہو اسنے عرض کیا کہ بعد آپکے تشریف لے جانے کے مین چند کنیزین بہر حفاظت چھوڑ کر قلعہ مین اپنے آئی وہان اُس عیار نے نہین معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اس گنبد بے در کے کنیزون کو بلا کر بیہوش کر دیا وہ تو مین نے بیرسحر کے معین کر رکھے تھے کہ مجکو خبر دیتے رہین اُنھون نے مجکو اطلاع دی کہ جلد خبر لو کنیزین قتل ہوتی ہین مین بہت جلد یہان سے گئی دو ایک کنیزین قتل ہوگئی تھین مین نے جا کر غصہ مین اُسکا سر کاٹ لیا اور آپکے دکھانے کو سر لیتی آئی یہ کہہ کر ایک کنیز سے فرمایا کہ میری خوابگاہ مین صندوق رکھا ہے اُسمین سر لا کر مین نے رکھدیا ہے لے آ وہ کنیز سر مصنوعی **چالاک** کا لے آئی شاہ نے اُسکو دیکھ کر فرمایا کہ شکر ہے سامری کا جو دشمن صعب قتل ہوا یہ کہہ کر سر تو مزبلہ پر پھنکوا دیا اور مصروف تماشاے آتشبازی ہوا **چالاک** نے حکم چھوڑنے آتشبازی کا جو پایا کرۂ ارض مین آگ لگا دی پہلے تو غبارے ہزارون اُڑا دیے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج آسمان سے اُتر آئے ہین اُنمین ستارے چمکتے ہین وہ اُن غبارون کا ہوا کے رُخ پر جانا اور ڈگمگانا یہ ظاہر تھا کہ بعینہ سیارہ راہ مین بھٹکتے ہین بروے ہوا برج او رنگلے بنے تھے شاہان شعلہ رخسار انمین بیٹھے تھے نہین نہین گنبد عیاری کے دل جلون کے دل مردہ تھے او رغبارے ان کے مقبرے تھے یا سرکشون کے سر کمال فروغ سے ہوا مین بھرے تھے اسی طرح ایک سمت تو بین آتشبازی کی دغنے لگین صدا اسنے انکی ارض غبرا مین کیا فلوہ افلاک مین تزلزل ڈال دیا ہوائیان ایسی چھوٹین کہ کرۂ ہوا کرۂ نار بنگیا وہ فلاک پر سے ستارون کا کرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا کبھی کوئی ستارہ مریخ تھا دم بھر مین وہ زہرہ و عطارد نظر آتا تھا چار سمت سے آتشبازون نے جنگ بڑھائی اور انکی کھنیون مین چرخیان باندھی اور پھلجھڑی دم کی جگہ باندھ کر آگ لگا دی جب وہ جنگ بلند ہوئین پھلجھڑی کی آگ چرخی تک پہونچی روے ہوا پر جو سب چرخیان چھوٹین چرخ شعبدہ گر چکر مین آیا لوگون کو گمان ہوا کہ صد ہا آفتاب آسمان سے اُتر آیا ہزارہا گیند درختون مین لٹکتے تھے ان مین جو آگ دی اناروں کی طرح وہ چھوٹے ایک گلزار زمین کو سون تک نظر آنے لگا زمین و آسمان شرر ریز و شعلہ خیز تھا عدم آباد عالم کا پر او ارشک کوہ طور بنا خاکدان ظلمت عالم نور بنا مسدس

بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی
لگ اُٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی

تھا تماشا کہین نیلون کی دغا پردازی
جلکے طاؤسون کی تھی چارطرف طنازی

چرخیان چھٹکے لگین گنبد دولابی سے
ہوگئی رات بھی دن زردی مہتابی سے

قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوے آتشبار
آگ نے کرۂ خاکی کیا دم بھر مین حصار

صفت سرو چراغان تھے شرربار انار
جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کے شرار

ہوئین مہتابیان روشن مہ انور کی طرح
چادرین چھٹنے لگین پانی کی چادر کی طرح

اس آتشبازی کے دیکھنے مین بادشاہ اور اہل غیور محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند کرتے تھے ادھر بہت بھول جائی جوہی انار پھلجھڑی دیوبری پٹاسے بنا کے چھوٹ رہے تھے اور چالاک نے اُس رُخ سے آتشبازی کو گاڑا تھا کہ دھوان اُسکا باغ کے کمرون کی طرف جاتا تھا ہوا کے رُخ پر اُن کمرون کو رکھا تھا تھوڑے ہی عرصہ مین دھوان گھسا اور تمام مکانون مین بھر کر ایسا گھٹا کہ ہر ایک شخص کی آنکھون مین ناک مین سرایت کر گیا اور چھینکین مار کر تمام اہل تماشا بیہوش ہوے اور آتشبازون کے ساتھ اقسم جادو و قائم جادو نام سپہ سالار انتظام کرتے پھرتے تھے اُنھون نے آپس مین اثر نشۂ بیہوشی سے دھول دھپا شروع کیا اقسم نے قائم کے دھول ماری اُسنے کہا ابے یہ کیا بھیا کو اُٹھا لے سر کا خود لیے جاتا ہے قائم نے گھبرا کر پکارا ابے مشعلچی بتی لا مشعلچی ایسا گھبرایا کہ اُسکے سامنے چلو باندھ کر آیا کہ لے اُولا قائم نے کہا ابے او چلو مین پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی مین بھر کر مشعل پر ڈال میرے پیشاب مین چراغ جلتا ہے ایک سپاہی نے آکر ایک لات ماری کہ ابے ہمارے سامنے یہ شیخی لات کھا کر یہ گرا اور بیہوش ہوا دوسرا سپہ سالار سپاہی کو پکڑنے چلا وہ بھاگا یہ دونون بھی بیہوش آتشبازبھی آپس مین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے پیرہن مین آگ لگا دی کہ آتشبازی کا دیو بھاگا جاتا ہے کسی نے کسی کا ازار بند آکر کھینچا کہ اس پتلے کا یہ فلیتہ ہے اُدھر کمرون پر سے آواز تڑاق پڑاق چھینکون کی آرہی تھی آخر اس میدان دیوانات کے سب آدمی بیہوش ہوگئے چالاک خنجر کھینچ کر اُس کمرے پر آیا کہ جسمین شاہ طلسم بیٹھا تھا وہان آتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا خنجر اُسنے روک لیا یہ عیار سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے جب تو غفلت مین بھی سحر اُسکا چلتا ہے خیر حال اُسکے قتل کا بھی طلسم مین رہنے سے معلوم ہوجائیگا غرض بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اُٹھا کر جلد جلد اور ساحرون کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور سر بہت کے کاٹے غل اور ہنگامہ بیرون نے مچایا آندھیان آئین ساحر جو یہان علیحدہ تھے وہ دوڑے اتنے عرصے مین اسنے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے اُسوقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین ہوا سرد چلی شاہ جادوان ہوشیار ہوکر اُٹھا عیار موصوف نعرہ کر کے کہ منم چالاک بن عمرو ایک سمت کو جست کر کے بھاگا ادھر سے ساحر آئے بادشاہ یکایک اُٹھا تھا حیران وار چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا عیار تو کہین جا کر چھپ رہا اور بادشاہ نے پانی زیادہ برسا کر سب کو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ نے دعوت کے عوض ایسی عداوت کی ہے کہ تشنہ خون ساحران ہوگئی ہین حسرت ستن ساری کشتہ ہر چہ سمندر بنکر جہاز ڈبویا ہے غرضکہ اُسکو غضب طاری ہوا اور دل سے سوچا کہ سلطان نے تجھ سے بیان کیا کہ میں ہشیار کامرکاف لائی ہون اور یہان

وہ عیار زندہ نکلا اور اُسی نے آتشبازی بنائی پس معلوم ہوا کہ یہ شہزادیان قلعہ کے عیار سے ملگئی ہین یہ خیال کرکے اُسنے شہزادیون سے کہا کہ اری قحبیا بڑا غضب کیا تم نے کہ نمک حرامی پر کمر باندھی اور مجھ سے دغا کی اُنھون نے ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا عذر کیا کہ اے شہنشاہ کنیزین بالکل بیخطا ہین اور اگر کوئی شبہ ہماری جانب سے حضور کو ہو تو معاف فرمایئے بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری کہ سر اُن کے قدم پر سے اُٹھ گئے اور منھ سے بادشاہ نے اُف کیا ایک شعلہ منھ سے نکلا یہ تینون شہزادیان بیہوش ہوگئین اس وقت سب کنیزون اور رانیسون کو اُن کی بادشاہ نے طلب کرکے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے اُنھون نے قسمین کھائین کہ ہم نہین واقف ہین شاہ نے کہا اچھا اگر تم شریک حال میرے ہو تو ان مالزادیون کو گرفتار کیے ہوے کوہ شگوفہ پر لاؤ مین وہان ان کو قتل کرونگا اور افراسیاب ان لشکر کو اس قلعہ سے بلایا اور ایسا سحر اُن پر دم کیا اور حکم دیا کہ اپنے سر کاٹ ڈالو سب نے اپنے ہاتھ سے سر کاٹنا شروع کیے قلعہ مین غوغاے عظیم برپا ہوا ان افسرون کی بیٹیان لڑکے بہنین شاہ کے قدم پر آ گرین شور و فریاد و نوحہ بلند کیا اور عرض کیا کہ وہ عیار اِس مین خوش ہوگا یعنے جو میرے قتل کرنے سے بچ گئے انکو شاہ نے قتل کیا اس کلمہ سے بادشاہ کو رحم آیا اور انکے قتل و ہلاک سے ہاتھ اُٹھایا اور ایک معزز ساحر کو حکومت وہان کی سپرد کرکے چند تیلیان بزور سحر مٹی کی بنا کر بیران کے قالب مین بٹھا کر سب کنیزون اور رانیسون کو شہزادیون کے مقید کرکے تختہاے سحر پر بٹھلایا اور کہا مجکو تم سے بھی شک ہے پہلے مین نے قید ان حرامزادیون کی تمھارے سپرد کرنا چاہی تھی مگر نہین جنکی مالکین یعنی ہین انکی کنیزین کیونکر نہ یعنی ہونگی یہ کہکر اُن تینون شہزادیون کو بھی ایک سحر کے تخت پر زنجیرون مین باندھ کر بٹھایا اور ہوشیار کردیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھین پس اُن مٹی کی تیلیون کے یہ سب تخت سپرد کرکے فرمایا کہ کوہ شگوفہ پر انھین لاؤ اور آپ یہان سے پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن اس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ کے جلسے مین وہ رات گذر چکی تھی خلعت پر زر ستارہ دار جسیم فلک سے حاکم طلسم فطرت نے اُتار لیا لباس عریانی تن عنایت فرما کر اطلس گرد و غبار کا جامہ روزگار غدار کردیا

نظم

کہ جبدم زلف شب کھلنے کو آئی	سحر کی پھیر گئی ہر سو دہائی
حرارت مہر نے بخشی مگر کم	درختون سے ہوئے خشک اشک شبنم

بادشاہ تو جا چکا تھا صبح کو تیلیان تخت مقیدون کے اُڑا کر روانہ ہوئین قلعہ مین عجیب طرح کا تلاطم تھا نوحہ و شیون کی صدا ہر گھر سے بلند تھی بخت سیاہ زلف بنکر چھا رہی گلیون مین دے رہا تھا اشک تر کا چھڑکاؤ سر راہ تھا غم و اندوہ کی سپاہ دو رویہ استادہ تھی چشم حسرت آلودہ کی طرح ہر دکان کھلی تھی شہر تمام وحشت آباد تھا خانہ بخانہ تھی خرابی ہر دیوار و در فرط غم سے ششدر رہا ایک دل مثل آئینہ بلکہ غرفے اور دریچے قتل آغوش پر تمنا کھلے تھے دروازے بسان باب مطلب گم نصیبان بند تھے کہان تک یہ رنج بیان ہو کسی کو جوش الم سے ہوش نہ تھا چالاک بھی شہر سے اسی ہنگامہ مین صبح کو نکلگیا اور اُن تختون کے ہمراہ یہ بھی چلا دل سے کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب سے قتل کردالی جاتی اسنے تجکو قید بادشاہ سے رہا کردیا تھا تجکو بھی چاہیے کہ اسکو چھڑا دے اور اب بادشاہ اس سے یعنی ہوگیا ہے یہ جائیگی کہان مع اپنی بہنون کے یقین ہے کہ تیری شریک ہو جاے یہ تجویز کرکے اسنے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی

بارہ چودہ برس کے سن کی عورت کی ایسی بنائی لیکن چہرہ پر نور پر زردی غم کی چھائی ہوئی زلف سیاہ پر پریشانی آئی ہوئی حسن صبیح مین شوریت رنج کا نمک جو ملا تھا تو اور زیادہ مزا پیدا ہو گیا تھا مگر شور رنج مین نمک کس کام کا سراسر بے لذت و بد ذائقہ تھا یعنی گرد غم منہ پر پڑی آنکھون سے بندھی اشکون کی لڑی دوپٹے کا ایک آنچل سر پر ایک زمین پر گھسٹتا ہوا پائنچے چھوٹے انگلے پانؤن کانٹے تلوؤن مین چبھے انگیا مسکی ہوئی چھاتی کھلی ہوئی منہ پر دوہتڑ مارتی ہی ہوا امی جان کہتی زار زار روتی اُس تخت کے نیچے پہنچے کہ جس پر شہزادیان قید تھین یہ بھی دوڑتی چلی اسکے حال زار کو تپلیون نے کہ اصل مین وہ پتلیان ارواح خبیثات ہین دیکھ کر رحم کھایا اور تختون کو زمین اُتار کر کہا اے شوریدہ بخت یہ کیا تیرا حال ہے کیون تو اسیر سلسلۂ ملال ہے مجرمون کے سایہ سے بھاگنا زیبا نہ کر تو انکے ہمراہ آتی ہے اشک غم انکے رنج پر بہاتی ہے اس وابستہ زنجیر اندوہ نے جواب دیا کہ اے بہنو ان شہزادیون نے مجکو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا انکی بدولت دنیا بھر کے چین عیش کیے کس ناز و نعمت سے بلکہ ہم اتنے بڑے ہوے اب یہ ہماری پالنے والیان لباس عذاب مین گرفتار رہون اور ہم گھر مین بیٹھے رہین یہ ہم سے نہو سکا گھر سے نکلے ہین نہ دانا کھائین گے نہ پانی پیئین گے یونھین تڑپ کر جان دینگے اگر تم ہمپر اتنا احسان کرو بہت اچھا ہے کہ مشکین ہماری باندھ کر انھین کے پاس بٹھا دو تو ہم انکو دیکھتے چلین شاہ سے کہدینا کہ یہ ان گنہگارون کی بیٹی ہے قید ہونے سے رہگئی تھی ہم نے گرفتار کر لیا شاہ ہمکو بھی قتل کرڈالیگا یہ کلمات حسرت آیات سنکر وہ تپلیان بولین کہ اے ہے نگوڑی غیر ہے لیکن پالی جو ہے تو کیا محبت شکر ہے اچھا اسکو بٹھا لینا چاہیے ایک نے کہا جو بادشاہ خفا ہوتی کیا ہو دوسری بولی کہ جب مقام قریب شہنشاہ آئیگا تو اسکو اُتار دینگے یہ کہکر اس سے کہا اچھا بدبخت تخت پر بیٹھ جا گل غل نہ مچانا نہین ہم اُتار دینگے یہ نازنین اُسی تخت پر کہ جسپر شہزادیان قید تھین جا بیٹھی اور گردن مین اُنکی باہین ڈال کر کہا امی جان صبح کچھ کھایا بھی وہ تینون حیران ہین کہ یہ کون ہے ہماری تو کوئی لے پالک نہین مگر یہ سوچتی ہین کہ تم تو قید ہو اسکے حال کی تفتیش نہ کرو کوئی ہوگی تم سے تو یہ لطف و مدارا سے پیش آتی ہے غمخواری جتاتی ہے غرضکہ جب اسنے پوچھا کہ تم نے کچھ کھایا انھون نے کہا کہ اے بیٹی قید مین کھانا پانی کہان اس گلرو نے کہا ہم لڈو موتی چور کے تمھارے لیے لائے ہین تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائین اُنھون نے کہا اس غضب مین کھانے پینے کا کسے ہوش ہے اچھا ان تپلیون سے کہو اگر یہ تخت ٹھہرا رکھین تو ہم کھائین اُس گلبدن نے لڈو بہت سے نکال کر ان تپلیون کے آگے رکھے کہ یہ آپ بھی کھائیے اور تخت ٹھہرا رکھیے کہ ہماری مائین بھی کھالین اُنھون نے وہ لڈو لیکر کھانا شروع کیے اور کہا جلد تم بھی کھا لو کھلا لو اسنے کچھ لڈو خالی از بیہوشی نکالے اور شہزادیون کو دیے وہ بھی کھانے لگین لیکن تپلیون کو لڈو بیہوشی ملے ہوے دیئے تھے وہ کھاتے ہی بیہوش ہو گئین اسوقت شہزادیون نے پوچھا کہ اے بیٹی تو کون ہے اسنے کہا مین وہ ہون جسکو **سلطان** نے گنبد بے در سے نکال دیا تھا اب تم سحر پڑھو اور سب ملکر یہ زنجیر اپنے پانون سے دفع کرو اور میرے ساتھ چلو یہ سننا تھا کہ اُن تینون نے سحر پڑھا اور ازبسکہ ناظمہ ممالک طلسم ہین سحر کو بادشاہ کے تینون نے ملکر رد کر دیا اور ان پر سے کیا سحر اُترا اسب کنیزون انیسون پر سے بھی اُتر گیا اُنھون نے جلد ایک

تخت اپنے سحر سے بنایا اور چالاک کو اسپر بٹھاکر آپ بھی سوار ہوئین اور کنیزون انیسون وغیرہ سے کہا کہ زمین آسمان مین غائب ہوکر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہرخ مین جائینگے وہ سب پرواز کرکے چھپ کر روانہ ہوئین اور یہ شہزادیان بھی چلین اُن تیلیون کو اسی طرح بیہوش چھوڑا اس لیے کہ یہ قتل نہو سکینگی راہ مین شہزادیون نے عیار سے کہا کہ ہم بدل مطیع الاسلام ہوے اطاعت خواجہ عمرو کی مثل مہرخ ہم نے قبول کی تم ہم کو اس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچاکر لشکر مہرخ مین پہونچا دو اور راے عیار طرار یہان سے لشکر مہرخ بہت دور ہے تم تمام بیابانون مین سرگردان پھرتے تھے مگر لشکر مذکور تک نہ پہونچے ہم بھی جانبازی و سرفروشی کرکے آپ کو پہونچا دینگے ہرچند کہ اس موذی بادشاہ سے بچکر جانا مشکل ہے لیکن یہان سے کسی گانون مین چلکر دیکھین جو کوئی آنے جانے والا اُدھر کا ہوگا اُسکے ہمراہ چلینگے چالاک نے کہا تم گھبراؤ نہین ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہونچ رہینگے یہ باتین کرتے ہوے ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے ادھر شاہ جادوان جو روانہ ہوا تھا تو کوہ شگوفہ پر آکر پہونچا اس پہاڑ پر درخت پھولون کے لگے تھے مشاطہ بہار نے شاہد گل کو بکمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا قلعہ کوہ سے پائین کوہ تک درخت سرسبز و شاداب لگے تھے غنچے چٹکتے تھے تو صداے گلبانگ عنادل آتی تھی غنچہ خاطر کھلاتی تھی غنچہ سربستہ برعکس جو رنگ ہاے سبز کا پڑا تھا تو سرخ گلابی مین بادۂ سبز کا ہونا ظاہر تھا پہاڑ پر آئینہ نہر بصد صفا رخ حور کو شرماتا جوش تراوت سے سبزہ لہراتا درخت میوہ دار بھی پھلے پھولے تھے مثل توانگران نخل و غنچہ و ثمر سے ہر ایک ڈالی نہال تھی فرط عشرت سے جھومتی مالامال تھی نظم

رشک گلزار جنان جوش طراوت سے چمن
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن
چشم نرگس گل خورشید پہ بھی چشمک زن
رشک مین حور کے چہرہ سے رخ گل بڑھکر
زلف غلمان سے کہین گیسوے سنبل بڑھکر

بادشاہ طلسم نے اس کوہ پر پہونچکر سحر کی دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو تیلے چینی کے تہ ارض سے نکلے اور ایک طرف اُڑ کر گئے پھر جو آئے تو کرسیان جواہر کار لیکر اور جملہ سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ و ساغر نازنینان قمر پیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیان بچھاکر فرش مکلف آراستہ کیا جام مے ارغوانی بھر کر شاہ کو دیا چنگیر جو گھڑے مسند کے قریب رکھدیے بادشاہ گل اندامون کو پہلو مین لیکر بیٹھا اور شراب پینے لگا کچھ پریان سازلیکر ایک سمت سے آئین اور سامنے گانے بجانے ناچنے لگین بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے محافظان سلطان جادو وغیرہ تم قیدیون کو لیکر کہان بیٹھے رہین جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو یہ آواز دیتے ہی وہ تیلیان جنکو چالاک نے بیہوش کردیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھین ہوشیار تو نہوئین مگر تخت انکا آپ سے آپ اُڑکر چلا اور کچھ دیر مین کوہ شگوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آیا وہ بھی خالی آیا پتلیان اُسپر بیہوش پڑی ہین قیدی کا نام نہین ہے افراسیاب نے کچھ پانی لیکر سحر دم کرکے اُنپر چھڑکا کہ وہ پتلیان ہوشیار ہوکر اُٹھین اُنسے پوچھا کہ قیدیون کو کیا کیا اُن تیلیون نے کہا ہم آپ کی قدرت سے پیدا ہوے

آپنے سُلا دیا ہم سو گئے آپنے جگا دیا ہم جاگے ہمیں نہیں معلوم کہ وہ اسیر کہاں گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو میں نے کس طرح اسوقت سُلایا تھا اُنھوں نے کہا ایک عورت کمسن آئی تھی لڈو اُسنے کھانے کو دیے تھے پھر ہم کو نہیں خبر کیا گذری شاہ یہ کلام سُنکر غضبناک ہوا اور کہا تم سب جل جاؤ کہ تم نے حفاظت اچھی طرح نہ کی یہ کہنا تھا کہ پتلیوں کے منھ سے شعلۂ آتش نکلا اور سر سے جو آگ لگی سب جلکر خاکستر ہوگئیں بعد ان کے جلانے کے اُٹھ کر اُس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دل سے کہتا تھا کہ چلکر عمرو کو مار ڈال غرض اُس کوہ کے داہنی جانب بہت دور آکر ٹھہرا وہاں عجیب وغریب درخت لگے تھے پھولوں سے چہرے پریوں کے نکلے تھے پھل سبوے کلان کے برابر لگے تھے اُن میں سے مار سیاہ پردار نکلتے تھے پتے آپس میں لڑکر جھانجھ کی طرح بجتے تھے پریوں کے چہرے جو ظاہر تھے اُنکے کان آنکھ ناک منھ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی اور اسی طرح ہزار ہا عجائبات ظاہر تھے۔

نظم

	نظر آیا اسے اک طائر خوب	سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
زبان پر کچھ سخن مانند انسان	کبھی خندان کبھی گریان و حیران	بڑھا وہ کچھ قدم اس دشت میں جب
پکارا ریچھ اک یوں کھول کر لب	کہ جاتا ہے کدھر آ اس طرف آ	میں اک مدت سے ہوں مشتاق تیرا
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ خوش اسلوب	پکارا چند ساعت کوہ پر خوب	ہوئے فوراً ہزاروں زاغ پیدا
کہا اس سے کہ ہم ہیں تیرے شیدا	شجر دیکھے ہوئے دریائے زخار	بنے دریا سے پھر وہ شکل اغیار

بادشاہ نے وہاں پھر کر افسون پڑھا سب درخت جس طرح آندھی آنے سے ہلتے ہیں اسطرح ہلے اور سر ہر نخل پر ایک ایک پریزاد غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حسن میں گل حدیقۂ خوبی و غنچۂ گلستان محبوبی بلکہ دھانی لباس ہر ایک زیب قامت کیے کھیتی کو حسن کی سرسبز کیے تراوت کشت جمال کو دیے بلبل شیدائی دل کو بنائیں کہ بموجب

مسدس

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق	صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب ٹھسکا پریرو دقاق	حسن کشمیر تھا مشہور رسیان آفاق
چشم پنجاب کمر دہلی کی شمامہ کی گات	جسم لاہور کا اور قامت و قد گجرات

اُن پریوں نے بادشاہ کو دیکھ کر قہقہہ لگایا بادشاہ نے فرمایا کہ اے نہال پری چل جلدی یہ کہنا تھا کہ ایک درخت کی جڑ سے نازنین گلفام سمن اندام پیدا ہوئی یہ سب پریوں سے زیادہ حسین تھی ہر جگہ تعریف جمال مہرتمثال بیان کرنے میں طول ہوگا مختصر یہ کہ اُس پری سے بادشاہ نے خطاب کیا کہ ملکہ مقراض دو زبان جادو کو بلا لاوہ پریزاد یہ سُنکر زمین میں سما گئی بعد لمحہ بھر کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پر لوٹ کر صورت اُسنے اک بلائے سیاہ کی پیدا کی منھ سے ہنگام تکلم شعلہ نکلکر دو زبانیں بنجاتے اور مثل مقراض نظر آتے اور سراپا اس غیبانی کا یہ تھا

نظم

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ	گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ	لب زیرین نے سینہ کو چھپایا
لب بالا فراز دوش آیا	بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر	زمین کیسی پہاڑوں کے گلوگیر

اُس بلائے سیاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور جھولے سے چھری نکال کر سر اپنا کاٹ کر ہتھیلی پر رکھا اور بادشاہ

کو نذر مین دیا شاہ نے سر اُٹھا کر اُسکی گردن سے ملحق کر دیا اور کہا اے ملکہ نذر تمھاری ہم نے قبول کی یہ سر میدان کارزار مین جا کر ہمارے کام پر نثار کر و جاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سب نمک حراموں کا سر کاٹ کر لاؤ اور ہم کو نذر دو یہ کہکر کچھ جادو پڑھکر دم کیا کہ سامنے سے ایک دریاے زخار موج مارتا ہوا پیدا ہوا ہر موج اس بحر پرجوش کی مثل مردم خونخوار غصے سے چڑھائے آستین تھی اور لسان انسان غضبناک حیین پر جبین تھی ایسا جوش و خروش اس سے پیدا تھا کہ مینڈھا یا نسون اُچھل رہا تھا گویا دریا جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا کہ بموجب **نظم**

پیمانہ بحر بھر کے چھلکا
زوروں پہ چڑھا ہوا تھا دریا
دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھار

ہر چشمہ کی آنکھ مین تھا ڈھلکا
سر تنکے حباب اُٹھا رہے تھے
تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار

اُمڈا اُٹھا بڑھا ہوا تھا دریا
چشمے آنکھین دکھا رہے تھے
اُس بحر مین ایک سونے کی کشتی پر ایک جادوگر سوار جسکی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے روان پانی کی دھار کشتی کو کھیتا ہوا کنارے پر آیا شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے **سمندر خیز جادو** ملکہ **مقراض** لشکر حریفوں پر میرے جاتی ہین تم بھی انکے ساتھ جاؤ اور دشمنوں کو میرے غرق قلزم عدم کرو وہ ساحرہ وہ ساحر یہ سنکر پھر آئے دیر مین وہ بحر خشک ہو گیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے رخصت ہو کر غائب ہو گئی یہ دونون ساحر و ساحرہ اسی کوہ کی حوالی مین رہتے ہین اور تین لاکھ ساحران کے مطیع ہین پس دونون نے اپنے مقام پر پہونچکر لشکر تیار کرایا اور حکم روانگی فوج کو دیا پھر تو جھانجھ نفیر کا شور طبل فلک تک پہونچا ترسول مشنول کی چمک چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی ناقوس کی صدا گوش ہندوے چرخ کے پار تھی طائران سحر نے اُڑ کر روے گیتی چھپایا تھا ابر جادو کا چھایا تھا ہتھیاروں کی جھنکار بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی اژدہوں کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوئی تھی حرارت جسم خورشید مین آئی تھی ساحر تختہاے سحر و اژدر و طاوس پر سوار تھے زمین پر روان فوج کے جرار تھے زیر ران ہر ایک کے اصیل رہوار تھے آفت تازہ بیکسون پر چلی تھی کہ **نظم**

کبھی ظاہر کہ دیکھے اُسکو انسان
زبانین دو سنان کی طرح سے تیز
بگولے بنکے اُڑتے بعض ساحر
سبنے طاؤس زرّین بال تھے چند

بدن پر سر بشکل کوہ پیدا
بشکل نیش عقرب زہر آمیز
بشکل ابر ہر جانب سے چھاتے
نہایت تیز پر محفوظ و خرسند

کبھی ہوتی تھی وہ آنکھوں سے پنہان
زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا
یہی سامان تھا لشکر مین ظاہر
اندھیرا ان کے نظرون مین سماتے
ملکہ **مقراض** اژدھے چالیس زنجیر سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اسپر کھنچوا کر سوار ہوئی اور **سمندر جادو** نے اسی طرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر سونے کی سوار ہو کر یہروی اختیار کی وہ دریا پیچھے سے خشک ہوتا جاتا تھا اور آگے جدھر جاتی تھی بڑھتا جاتا تھا سانپ کی طرح لہراتا تھا لشکر تو بیچاری مہرخ پر جاتا ہے اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہے کہ اب عمرو کو مین جاتے ہی قتل کر ڈالون پہلے مطیع وہوا خواہ اُسکے قتل ہو جائین اسلیے اب کی سرحد داران طلسم ساحرون کو لڑنے بھیجا ہے کہ ان کو نہ عیار قتل کر سکین گے نہ ساحر مارینگے اگر طلسم کشا ہو تو انکو مارے یا مثل بادشاہ طلسم کوئی ساحر ہو تو مارے

فی الجملہ یہ بلائین تو راہ مین ہین لیکن افراسیاب بعد ان کے بھیجنے کے کوہ شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سناٹا مار کر ایک جنگل مین پہونچکر اُترا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے مریخ سیاہ زبان جادو آؤ آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور سمٹ کر صورت اپنی ساحر کی ایسی پیدا کی لباس جسم مین سرخ پہنے تھا رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا زبان منھ مین سیاہ تھی کل جھبّا لقب اُسکا تھا بدن بدقوارہ اور رکاوک سبب تھا اس بیہودہ نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے اس سے یہ کلام کیا کہ اے مریخ تم یہان سے جلد جاؤ سلطان و سلیمان و سرشار حاکمان قلعہ سلطانیہ مجھ سے منحرف ہوگئی ہین انکو پکڑ لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ کس طرف وہ ہین مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ پتا اُنکا پاؤن بادشاہ نے یہ سنکر پھر سحر پڑھا اور آواز دی کہ اے جاسوس خبردار جادو میرے پاس آکر جلد حاضر ہو صدا دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ شہنشاہ کا بول بالا رہے مرتبہ اعلیٰ رہے حاکمان قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ مین قریب آہو کوہ کے بیٹھے ہین اور ایک عیار اُنکے ساتھ ہے یہ کہکر وہ پتلا پھر زمین مین سما گیا شاہ نے اُس ساحر سے فرمایا کہ تو نے نشان اُنکا پایا اسنے عرض کیا کہ بخوبی سمجھ گیا ہون یہ ارشاد فرمایئے کہ اُنکو گرفتار کرکے کہان لاؤن حضور یہان سے کس مقام پر رونق افروز ہونگے شاہ نے کہا کوہ فیروزہ پر اور اگر وہان مین نہ ملون تو بیابان گلزار مین آنا کہ وہان ضرور ہونگا وہ ساحر یہ حکم سنکر پرواز کرکے چلا اور بادشاہ بھی ایک طرف روانہ ہوا لیکن ساحر مذکور کچھ ہی دیر مین اس پہاڑ کے قریب آکر زمین پر اُترا کہ جہان شہزادیان اور چالاک تھے یہ ساحر درہ کوہستان مین شہزادیون کو ڈھونڈھنے لگا اور وہان سلیمان نے چالاک سے کہا کہ مسافر کے پاس لوٹا ضرور چاہیے تمھاری عنایت سے کھانا تو ممکن ہوا مگر پانی نہین پیا اب یہان سے چلو کسی چشمہ پر پانی پئین چالاک نے کہا تم ٹھہرو مین پانی لاتا ہون جب اس جگہ کھا پی کر اپنی ضرورتون سے فارغ ہو تو ایک ہی مرتبہ چلین گے کہ راہ مین ٹھہرنا نہ پڑے انھون نے کہا اچھا عیار موصوف درہ سے نکلکر ایک کنوان تلاش کرکے کنارہ پر آیا اور کسوت عیاری سے ڈولچی نکال کر زنجیر مین کانٹے دیکر پانی بھرنے لگا یہ تو پانی بھرتا تھا مگر وہان مریخ تلاش کنان اُس درہ مین بھی آیا کہ جسمین وہ شہزادیان بیٹھی تھین اُسنے آتے ہی للکارا کہ ارے فراریان کہان بچکر شہنشاہ سے جاؤگی شہزادیون نے اُسکو دیکھ کر سحر پڑھا کہ ہزارہا سانپ زمین سے پیدا ہوکر اُسپر لپکا اُسنے کچھ ایسا افسون دم کیا کہ وہ سانپ جلکر خاک ہو گئے اور یہ ساحر اور آگے بڑھا اُن بیچاریون نے دوبارہ جادو کیا کہ چار سمت سے سو سو پتلے برہنہ شمشیرین ہاتھ مین لیے پیدا ہوئے اور اسپر حملہ کیا اُسنے پھر پڑھ کر پھونکا کہ وہ پتلے آپسمین لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے پتلے کی پڑتی تھی وہ جلجاتا تھا اسی طرح جو سحر انھون نے کیا اسنے رد کرکے زمین پر دوہتڑ مار کر آواز دی کہ بنجاؤ تم بھیڑیان یہ تینون زمین پر لوٹین مگر سلطان نے اتنی چالاکی کی کہ جب اسنے دوہتڑ مارا اسوقت نیل کا قلم انگیا سے نکال کر اپنے دوپٹے پر لکھا کہ ہمکو مریخ جادو بھیڑ بنا کر پکڑے لیے گیا وہ کونا لکھا ہوا پھاڑ کر وہین پھینکدیا اور یہ بھی لوٹنے لگی آخر یہ تینون بھیڑ بنگئین اُسنے ایک زنجیر اپنی کمر سے کھول کر اُنکی گردنون مین باندھی اور کھینچتا ہوا لیکر چلا اور اسی جانب آیا کہ جدھر چالاک کنوئین پر پانی بھر رہا تھا اور دیر اُسکو اسوجہ سے ہوئی تھی کہ ایک ڈولچی بھرکر پہلے اسنے پانی پیا ہاتھ منھ دھویا

ذرا تفریحاً ہوا کھائی پھر دوسری ڈولچی بھری کہ بے چلون اس اثنا مین ساحر کو دیکھا تین بھیڑین زنجیر مین باندھے لیے جاتا ہے اسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیان گرفتار ہوئین ہین سمجھا کوئی ساحر ہوگا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت بنکر پانی بھر رہا تھا تو مرتخ بھی اسکو دیکھتا چلا کچھ فراحم نہوا اور یہ پانی لیکر درۂ کوہ مین آیا وہان شہزادیون کو نہ پایا کچھ سحر کا اسباب ناریل وغیرہ پڑے دیکھے آخر وہ ٹکڑا دوپٹے کا پایا اور اُسپر لکھا دیکھا کہ ہم اس طرح اسیر ہوے یہ دیکھ کر سوچا کہ غضب ہوا وہ ساحر انھین کو بھیڑ بنائے لیے جاتا تھا تجکو روکنا چاہیے تھا الحاصل بعد افسوس بسیار ایک لہنگا اطلس زر اندود کا نکالکر پہنا پانون مہاور سے رنگین کیے کڑے چھڑے توڑے جھانجھ پہنی کمر مین زنجیر سونے کی باندھی گلے مین ہاتھون مین بہت سا زیور پہنا اور سُرخ ڈوپٹا اوڑھکر زن ماہ طلعت کی ایسی بنائی اُسکی زلف حسن لیلی عذار کو نظر آئی اُلفت مین جیتا و بال ہوا مجنون کردار بنا سودائی پیشانی اُسکی عید کا چاند ضیاے خورشید جبین سکے آگے ماند ابروے خمدار اُسکی طاق محراب کعبہ چلہ کش اُسکے لیے زاہدان پیر یا مژگان نشتر رگ جان عاشقان چشم جادو خیز توسن ناز ابلق لیل و نہار نے نہ دیکھے ہون وہ انداز دنبالہ سرمہ کا اس توسن کی شوخی کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اُسپر زمانہ اس طرح از سرتا پا وہ آفت اجل زمانہ یگانہ دہر بنگئی کہ مسدس

گورے گورے سے ہین رخسار ملائم ازبس
عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جنکی ہوس
مفت ہے جان کے عوض بھی جو میسر ہو ہوس
بل بے بدھو ٹیکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس
دیکھ کر کہتے ہین صورت کو ملک صل علے
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

گال ہین انکے قیامت وہ گلوری کا ابھار
شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا نازسے پھر منھ مین چبانا ہر بار
قہر او گال انکا نہ دنیا وہ دم بوس و کنار
رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا
اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

اس صورت سے تیار ہوکر گھونگھٹ نکالا ایک تھالی برنجی ہاتھ مین لیکر پوجا کرنے کا سامان اسمین رکھا ہوا چومکھ روشن کنول کا پھول دھرا ہوا جھم جھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر بھیڑیان لیجاتے ساحر کو دیکھا تھا اُسی طرف آیا دیکھا تو وہ سامنے ایک درہ کوہ مین بھیڑون کو لیکر چلا گیا یہ بھی اسی سمت کو آیا ساحر کو تو نہ پایا مگر دوسرے درہ مین پہاڑ کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا یہ سمجھا کہ آہوی صحرائی ہے اور وہ ساحرہ تھی نام اُسکا آہوے جادو تھا غرض جب یہ درہ کے قریب پہونچا اُس ہرن نے پکارکر کہا کہ ارے ادھر راستہ نہین ہے بحکم شاہ طلسم اس درہ کی محافظ ہون یہ مقام آہو کوہ کہلاتا ہے چالاک یہ کلام اس کے سُنکر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہے تو اُس ساحرہ کا نام بھی غالباً یا آہوے جادو ہوگا بس یہ سوچ کر مسکرا کے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے ملکہ آہوے جادو مین تمھارے ہی پاس آئی ہون وہ ہرن اُٹھ کر اُسکے قریب آیا اور کہا بتاؤ تم کون ہو اور مجھ سے کیا کام ہے اُسنے کہا میرے گھر مین سامری کی پوجا ہوئی تھی ہم لوگ پجاری ہین دوسرے دن پوجا کرنے کے پھول جو سامری کی مورت پر چڑھتے ہین وہ بانٹنے نکلتے ہین مرد ہمارے مردون کے پاس جاتے ہین اور ہم عورتین عورتون پاس اور ایک جگہ

ہمیشہ قیام نہین کرتے ہین یونہین گانون گانون شہر شہر پھرتے ہین آجکل اس طرف آنکلے اور سُنا کہ آہوے جادو
رہتی ہین لیس آپکو یہ پھول دینے مین آئی ہون ڈنڈوت کیجیے اور یہ بر سادیجیے مین اسیس دون اور اپنے
گھر جاؤن یہ سُنکر وہ ہرن غلط کا مار کر ساحرہ بنا اسنے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہے مگر آنکھین
غزالان صحراے خوبی کو چوکڑی بھلاتی ہین ابلق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی ہین لباس و زیور سے آراستہ ہے نہایت
پیراستہ ہے یہ دیکھ کر اسنے ایک پھول کنول کا کمر سے نکال کر تھالی مین رکھا اور تھالی کا پھول ہاتھ پر رکھ کر دیا
اُسنے ڈنڈوت کر کے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نکال کر تھالی مین ڈالے اور پھول لیکر سونگھا اور آنکھون سے
لگایا ہنوز یہ پجارن اسیس بھی دینے نہ پائی تھی کہ بیہوشی اُسپر طاری ہوئی چرخ کھا کر گری اسنے فوراً سر اُسکا
کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا کہ افسوس مارا آہوے جادو کو چالاک اسوقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت
تم نے کی جو اُسکو مارا اگر غل سُنکر اور ساحر یا مرتیخ دوڑ آئے تو کیا کروگے اسی سوچ مین ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلدی
سے چھپا کر ڈوپٹا اوتار کر جلدی سے الگ پھینکا اور دوہتڑ زانو اور منھ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا ساحرہ کے
لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ہے ہے میری بی بی ہے ہے میری چاہنے والی افسوس میری پالنے والی کس نے تجکو
خاک و خون مین لٹایا ہائے یہ چاند ایسی صورت خاک مین ملگئی اے میری بی بی مین آنے بھی نہ پائی کہ
کسی جلاد نے کام تمھارا تمام کیا صداے غوغا و شور گریہ اور غل بیرون کا سُنکر مرتیخ جو درہ کوہ مین گیا تھا اور
آہوے جادو کا وہ بھی متلاشی تھا جار تر درہ سے نکلکر دوڑا یہان آکر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہے اور ایک
نازنین عنبرین گیسو اس سے لپٹی رو رہی ہے جو آنسو اُسکی آنکھ سے نکلتا ہے نقشہ ہے کہ **بیت** دُر ابلق کسے
کم دید موجود + بغیر از اشک چشم سرمہ آلود + اور اس حالت رنج مین تن بدن کی اُسکو خبر نہین ہے ڈوپٹہ جو اُتر گیا ہے
پردہ حسن کا پردہ فاش ہوا ہے گیسوان مشکین جو رخ پر پریشان ہین تو ہزارہا نافے تتار مین پڑے ہین رخسار پر
طمانچون کے نیل پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کد یور حقیقی نے نظر فریب رنگ دکھایا ہے گل سُرخ مین گل سوسن
اُگا یا ہے وہ اُسکا سینہ کھلا ہوا انگیا مین دو قمقمے رنگین وہرے ہوے وہ رس مین گولے بھرے ہوے وہ
گورا گورا نرم مخمل سا پیٹ کھلا ہوا پیڑو ابھرا ہوا کمر پتلی ساق پابلورین زانو پیٹنے سے کھل جاتے تمنا سر بزانو ہوتی
نظر آتی آرزو یہ پاؤن پھیلاتی کہ کسی طرح جلدی زانو سے لپٹ ساق شمع سے وصل و ہمسری کرین از سرتا پا اس
آئینہ روے جمال کا یہ عالم **نظم**

چشم جادو روش گردش ایام گرفت
وے خرام تو بپامالی سرہا گستاخ

خوش قدی لالہ رخی گلبدنی غنچہ لبی
طرفہ گیسو بخمش سلسلۂ دام گرفت
تا حیا سرمہ کش نرگس جادوے تو بود

قاتلی رخنہ گری شوخ نگاری عجمی
اے نگاہ تو بتاراج نظرہا گستاخ
شبنم خلد نظر بار گل روے تو بود

اس شکل شمائل کو اس ماہ کامل کی دیکھ کر مرتیخ کا دل قابو مین نرہا اور قریب آکر کہا کہ اے گل باغ وفا یہ کس کی
لاش ہے جس کے غم مین تجکو یہ خراش ہے اسنے رو کر کہا میری پالنے والی کی یہ میت ہے مجکو اسنے بچا سا مول لیا تھا
اور فرزندون کی طرح پالا بیٹی کہتے ہروقت منھ سوکھتا تھا ہائے مین کس کی ہو کر رہون مجکو تو یہ اکیلا کر گئین

اے ملکہ آہو مین تمکو کس بن مین ڈھونڈھون مرغ رخ نے جب نام سُنا کہا افسوس یہ لاش آہوے جادو کی ہے اے نیکبخت
یہ اکیلی اس صحرا مین رہتی تھین یا اور بھی کوئی ساتھ تھا اُسنے کہا سبھی کوئی تھے مگر یہان سے کہین گئے ہین یہ ملازم اُنکے
مین یہ فقط مجکو لیکر اس پہاڑ کی حفاظت کرنے کو یہان رہتی تھین اُسوقت مین ایک کام کو گئی تھی کسی نے ملکہ
کو مار ڈالا اُسنے ماجرا سُنکر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان پر جاتا ہے تو قیدی تیرے ساتھ ہین
مبادا کوئی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام مین بھی عرصہ ہوگا اسکو یہان راضی کرکے اپنے ساتھ لیجانا چاہیے یہ
سوچکر اُسنے اس ماہ دو ہفتہ سے کہا کہ بی بی تو تیری خدمت مین جمشید کے گئین اب اگر تو مجھکو اپنا غلام تصور
کرے اور میرے ہمراہ چلے تو مین شہنشاہ ساحران کے پاس قیدیون کو لیے جاتا ہون یہ بھیڑیان ساحرہ مجرمان
شہنشاہ ہین بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک ہو اور تیرا بھی اُس سے کہکر مین تیرا مرتبہ بڑا کرا دونگا اور
اپنے ساتھ تیرا بیاہ کرونگا اسنے یہ باتین سُنکر کہا خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہے مین اسکو چھوڑکر تمھارے ساتھ
مزے اڑانے چلون دنیا مجھکو کیا تھوکے گی اسنے کہا مین جنازہ انکا انکے گھر پہونچائے دیتا ہون تم چپ رہو لوگ
کہین گے جسنے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ لیگیا ہوگا عیار نے بعد انکار بسیار کہا اچھا مین بھی سوچتی ہون
کہ میرے اب کون ہین جسکے پاس رہونگی خیر تمھارے ہی ساتھ ہوا سبھی بی بی کا جنازہ بھجوا دو ساحر مذکور نے
سحر کے چند پتلے بناکر حکم دیا کہ اس لاش کو قلعہ آہوان مین لیجاؤ وہان پہونچا کر چلے آنا پتلے لاش اُٹھاکر روانہ ہوئے
اور اس نے ایک تخت سحر سے بناکر بھیڑیون کو اُسپر ڈالکر آپ بھی مع اُس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ
فیروز روانہ ہوا لیکن ایسا محبوب پری پیکر و گل اندام پہلو مین بیٹھا تھا کہ جسپر شباب چھایا تھا تمام اعضا سے مستی
ٹپکتی تھی جسم گدرایا تھا وہ صحرا مین ہوائے سرد کا چلنا سناٹے کا عالم پہاڑون کی دانگ پر جانورونکی کلیل صحرا
مین وحش و طیر کا پھرنا دریاؤن کا بہنا چشمون کا لہرانا اُنپر درختون کا جھکنا نمونہ نشان رحمت باری تھا
فیض خالق خزان و بہار عالم پر جاری تھا ایسے مقام پر یار دلنواز کا پہلو مین ہونا ع یار جوان و من
جوان دیدہ شوخ و چہ شود ✦ اگر زاہد ہفتاد سالہ بھی ہوتا تو یہ توڑ ڈالتا اس ساحر کو تاب نہ رہی
بے اختیار اُس گلعذار کو آغوش مین لیا دست ہوس دراز کیا اُسنے ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے مارا اور ہنسکر
کہا مردوے تجھے خبر ہے دنیا کی شرم و حیا بھی نگوڑے اُڑ گئی یہ بھیڑیان بھی تو انسان ہی ہین انکے سامنے
بیحیائی کرنا تیرا ہی کام ہے اور تو نے تو اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہکر مین تیرے ساتھ بیاہ کرونگا پس جب
بیاہ ہوگا اُسوقت کچھ امر ہو رہیگا ابھی مین تیرے ہتّے نہ چڑھونگی تو اپنا تو یہ مطلب نکالکر جو مجھے چھوڑ دے
تو میری موتی کی ایسی آب اُتر جائیگی آبرو گئی ہاتھ آنا دشوار ہوا اور تیرا کیا وہی مثل ہی کہ جیب و چادر جھاڑ
پونچھ پھر ویسے ہی کے ویسے ساحر نے عذر سُنکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا اے جانِ من میری جان نکلی جاتی ہے واسطہ
سامری کا شربت وصل ایک مرتبہ پلادے مین تمام عمر غلامی کرونگا جو کہا ہی اُس سے زیادہ اطاعت کا دم بھرونگا اسنے
شرما کر بعد عذر بسیار کہا اے شخص مین تیرے بس مین ہون جو تیرا جی چاہے کر مگر مین اسطرح تو راضی نہ ہونگی کہ تخت اُڑتا

جائے اور قیدی سامنے بیٹھے ہوں اگر تجکو منظور ہو تو تخت زمین پر اُتارو دو گھڑی تنہائی میں ہمنشین ہو لیں
پھر آگے چلیں گے یہ سننا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک ذرعہ درختوں کا کنارے ندی کے دیکھکر
تخت اُتارا بھیڑیوں کو درخت کی آڑ میں باندھ دیا اور چادر ندی کے کنارے بچھا کر بیٹھا معشوقہ کو
گود میں لیا اور کہا بیت عبث تو گھبراتا ہے میری آنکھوں میں لے بیالے + کسی نے آج تک دیکھا نہیں
پانی پہ گھر ٹھہرا + اس نازنین نے جواب دیا کہ مرو ئے کیوں باتیں بناتا ہے بھلا میں تجھ سے پوچھتی ہوں کہ اس جگہ
جو ٹھہرا ہے تو کیا لطف ہو نہ شراب نہ کباب بغیر نشہ مجکو تو کوئی بات اچھی نہیں معلوم ہوتی اسنے کہا تم ٹھہرو
میں کسی درہ سے جا کر شراب لاؤں اسنے کہا اب عرصہ ہو گا میرے پاس ایک گلابی شراب کی ہے وہی ہم
اور تم کام میں لائیں اسنے کہا بہتر ہے معلوم ہوا کہ تم شراب بہت پیتی ہو عورت بولی کہ اس جنگل میں آہو کو سوالے
شرابنوازی کے اور شغل ہی کیا تھا اور میں اُنکے پاس رہتی تھی یہی باعث ہو کہ شراب میرے پاس ہے یہ کہکر
دوپٹے میں ہاتھ ڈالکر ایک بوتل شراب سرخ کی نکالی اور اس ساحر کی گردن میں ہاتھ ڈالکر کہا جانی یہاں
ساغر نہیں ہے گلابی منہ سے لگالو اسنے یہ پیار دیکھکر منہ کھول دیا اسنے آدھی بوتل حلق میں اُنڈیل دی وہ
پی گیا یہ عیار اسکی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکارا کہ جانی پہلو میں بیٹھ جا گود سے میری اور کہیں نہ جا
اسنے کہا اے اُلّو تو مجھکو کیا سمجھا ہے میں تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہوں یہ سننا تھا کہ وہ بتعجب
تمام سحر پڑھنے لگا اس عیار نے دامن سے پنکھا منہ پر جھل دیا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے بے تامل خنجر سے سر تن
اُسکا جدا کر ڈالا غل و شور برپا ہوا وہ شہزادیاں پھر حالت اصلی پر آگئیں اور قدم پر عیار مذکور کے گریں
کہا آپنے بڑی آفت سے ہمکو چھڑایا اُدھر وہ چیلے جو لاش آہو کی لیکر چلے تھے مرخ کے مرنے سے وہ بھی غائب
ہو گئے لاش ساحرہ کی جنگل میں گر پڑی اور طعمۂ زاغ و زغن ہوئی ملکہ سلطان فتح عیرہ نے تخت سحر سے بنایا اور
چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصد کا راستہ لیا یہ تو اسطرف آتے ہیں مگر اب حال مقراض و سمندر کا سنیے بیت
رجز خوانان میدان فصاحت + بیان کرتے ہیں از راہِ حکایت + کہ بعد قطع مسافت مقراض و سمندر قریب
لشکر حیرت خودسر پہونچے اُسنے خبر اُنکے آنیکی سُن کر استقبال کرایا لشکر اُنکا مقام عمدہ پر اُتروایا بارگاہ
اُنکے لیئے آراستہ کرائی یہ دونوں ایک روز کسل سفر سے آسودہ ہوئے دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکورہ میں آ کر
دنگل پر متمکن ہوئے اور حال رزم وغیرہ دریافت کر کے بہت کچھ لاف و گزاف کیا ان کے آنیکی خبر
ہرکاروں نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف قدیم سے عزیزدار شاہ طلسم ہے اسکی نواسی مہ جبین بروز
نوروز جب تخت پر جلوس کرتی تھی تو تمام ناظمان طلسم آکر نذر دیتے تھے بدینوجہ یہ سب سرحدداران طلسم
کو پہچانتی ہے پس ان ساحروں کا آنا جو سُنا لرزہ اندام پر طاری ہوا سبھوں سے کہا اب بیشک موت
آئی کیونکہ خواجہ مقید ہیں عیار ساحروں کو قتل نہ کر سکیں گے ہم لوگ ایک دن انسے بھی انکار نہ کر سکینگے
دیکھیے کہ خالق کو کیا منظور ہے الحاصل البیان رات قریب آئی یعنی جب زورق طلائی مہر دریائے مغرب میں

جا کر ڈوبی اور سمند رفلک میں کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ بمقتضائے **ابیات**

سیہ پوش آج کیوں ہے شاہ تمام	کہیں پیدا نہیں تاروں کا ہے نام	قمر کی بھی سفید اسدم ہے رنگت
بڑے کی شیرگی غرب پہ آفت	سر شام بحکم **مقراض** خود کام	طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی طائران سحر خبر دریافت

کر کے سامنے ملکہ **مہرخ** کے آئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی خبر نواخت نقارہ رزم عرض کی ملکہ نے نظر برحمت کارساز عالم کر کے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا پھر تو کوس و بوق بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دربار سویرے سے برخاست ہوا سردار اپنے مقام پر آئے جابجا پوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈیرو بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے منتروں کی صدا بلند ہوئی بیروں کے آنے سے سناٹے آتے جاپ کرنے والے جھوم جاتے اسی طرح اس طرف بھی خوک و بز جھٹکا ہوتے تھے مسان کی مٹی جو رہا ہے کی اور ویرانے کی اور جہاں گدھا لوٹے وہاں کی خاک جمع ہوئی تھی دف دائرہ اور خنجری بجتی تھی دھولا بجھو متا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ساحروں میں تو یہ نقشہ تھا بہادروں نے سلح خانے کھلوائے تھے ہتھیار چھانٹ کر سامنے منگوائے تھے ان کے سامنے دعوی مردی کسی کو کیا خاک ہوتا کہ اس شب کو قمر بھی ہالے کی چوڑی ہاتھ میں پہنے تھا تیغ تیز کے خوف سے گردوں کی سپر پنجہ مہر چھوڑ کر جانب مغرب بھاگا تھا خنجر براں طوق بنکر گلوگیر عدو ہونا چاہتا تھا دلاور ہمہ تن مصروف جدال ہو گئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مردم چشم پہ ہیں اور تیغ نظر ہاتھ میں ہے حریف رگ رگ سے شمشیر انکی واقف اس طرح تھی کہ جیسے نبض میں جملہ اعضائے تن کی خبر ملتی ہے نیزہ سرکشی کا دعوائے کر رہے تھے گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی شورش و ہنگامے میں وہ رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ مقراض سحر نے پیراہن مشکین شب قطع کیا اور موج ضیائے بحر آفتاب نے عالم کو ڈبو لیا کہ **ابیات**

یہ آمد پھر ہوا خورشید پرنور	ہوا عالم ضیا سے اسکی معمور
وہ جلوہ مہر تاباں نے دکھایا	جہاں کو نور کا عالم بنایا

ہنگام سحر ملکہ **مہرخ** شبستان سے برآمد ہوئی اور ہر سمت سے جادوگرنیاں اور ساحر نام آور حاضر ہو کر تسلیم بجا لائے اور ملکہ موصوف کو لیکر جانب رزمگاہ چلے اسوقت ہزارہا نقارے بجے ابر سحر کے سر پر سایہ فگن ہوئے تخت اور طاؤس ساحروں کے اڑ کر چلے **ملکہ بہار** وغیرہ سرداروں کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت اُن پر ہزار جان سے قربان تھی کہ بموجب **نظم**

سارے عالم میں نہ کس طرح ہوں یہ فتح نصیب	اہل جوہر ہیں لڑائی کا ہنر ہاتھ میں ہے
کیوں نہ میدان شجاعت کے یہ ہوں شاہ سوار	کہ عنان فرس فتح و ظفر ہاتھ میں ہے
جنگجو انسے ہو مریخ کی طاقت یہ نہیں	کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ میں ہے
جگر دشمن دین پشت عدو فرق نصیب	پاش پاش انکے ہر اک وار سے ہیں ہر ہاتھ میں ہے
جب یہ چمکاتے ہیں تیغ اہل نظر کہتے ہیں	برق ہے پنجۂ روشن میں شرر ہاتھ میں ہے

دلاور بڑے کروفر سے وارد میدان قتال ہوئے اُسوقت صحرا میں ہوا سرد چل رہی تھی بہادروں پر طائر یاد خالق اکبر میں مصروف تھے کہ یکایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصۂ قتال میں بھولے بھٹکے آئے میدان میں سب

پرے جمائے ہوا ابل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان نیزہ و سنان زہر اُگلنے لگی یعنی آمد آمد لشکر حریف ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار بیرق اُڑتی نظر آئی آئے سب کے **مقراض** اژدہون پر تخت بچھوائے سوار پشت اپنے تین لاکھ ساحران غدار شعلہ چمکاتے صورتین ہیبتناک بنائے آئے تھالیان کچی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم ہوتا کہ آسمان ہشتین کا تہ فلک پیدا ہوا ہے ہر طرف نارنج و ناریل اُچھلتا تھا جی جی کا ساحری کے غل پڑا تھا ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر تھا کشتی پر سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے بجلیان سحر کی کڑک کڑک کے گرین اور پہاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئین پھر ہوائے سحر کے جھونکے آئے گرد و غبار خس و خاشاک اُڑا لے گئے ابر سحر برسا غبار بیٹھا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھ کر للکارے دلاورون کو پکارے کہ ہان اے مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہے خبردار سر کٹے جان جائے مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دل کا بڑھا رہے چاہے مر مٹے جب نقیب رغبت جنگ دلا کر پیچھے ہٹے **مقراض** نے پکار کر **سمندر** سے کہا کہ بھیا ان نمک حرامون سے لڑائی کا طول دینا بیکار ہے تم چار سمت سے ان کو گھیر لو مین ایک ہی سحر مین ان سب کو صفحہ ہستی سے مٹا دون جیسے یہ صف باندھ کر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی ہین ویسے ہی یہ مرقع تم دم بھر مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر **مہرخ** سے نکل گئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے وہ بھی کنارہ کر گئے سب کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہے ادھر سمندر نے کہنا ساحر مقراض کا جو سُنا کہا اے ملکہ آپ سچ کہتی ہین جلد ان باغیون کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہے آپ ملکہ **حیرت** کو بُلا لیجئے کہ وہ آکر اپنے دشمنون کا حال خراب ملاحظہ فرمائین اسنے جواب دیا کہ ملکہ **حیرت** سے مین نے کہا تھا کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگین کہ مین خاتون معظمہ شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصہ جنگ مین میرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل بجوا کر گیا جب وہ مارا گیا تب مجکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی لوگ کہتے ہون گے کہ بی بی شاہ جادوان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے اور درستی فوج وغیرہ کے لیے یہان بحکم بادشاہ اُتری ہون جب تم فتح کر لینا تو مجکو بُلانا اور سچ بھی یہ ہے کہ انسان اپنے ہمسر سے لڑتا ہے نہ کہ ادنی اسے ملازمان ملکہ کیا کم ہین لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے یہ باتین سُنکر کہا کہ بہتر ہے مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر **مہرخ** منھ کر کے پکارا کہ اے نمک حرامان ہوشیار ہو جاؤ قضا تمھاری آگئی ادھر سے جادو گرون نے جواب دیا کہ ارے او خیرہ سر بیحیا کیا گھمنڈ رکھتا ہے قضا تیرے اُس **افراسیاب** کی آئی ہے جو ہمیشہ سے نمک حرام ہے اور محسن کش ہے بادشاہ طلسم جو اصل مین **لاچین** تاجدار جادو تھا جسکی پشتینون سے حکومت اس طلسم پر چلی آتی تھی یہ **افراسیاب** ملازم تھا اُس بادشاہ کو اس حرامزادے نے قید کیا ہے اور آپ بادشاہ بنا ہے نمک حرام وہ ہے یا ہم ہین اسے کافر دھمکاتا کیا ہے جو تجھ سے ہو سکے اُٹھا نہ رکھ خدا ہمارا حامی و مددگار ہے یہ سننا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اُسکے ناک اور منھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین

دریائے زخار و قہار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلۂ عاشقان ایسا بڑھا کر چار طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ہوگیا بیچ میں یہ سب دریا دل آگئے اور سحر پڑھکر دریا پر پھونکتے تھے لیکن وہ اب عدم کیطرح نابود نہوتا تھا گویا اجرام ارض اور موالید ثلاثہ سب پانی ہوگئے تھے زمین کو عارضہ استسقا نے آلیا ہوا تھا کشتی آسمان ڈوبا چاہتی تھی چشمۂ مہر تک پانی پہونچا چاہتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف سے پانی ہوگئے جاتے تھے حباب آنکھیں دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا اسطرح جوش و خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش میں آتا ہو پانی پہاڑوں کی بلندی سے بھی بلند ہوا یقین تھا کہ بحر خضر فلک سے جاکر دھارا اُسکا ملے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ تقدیر بدبختان لگے پھیکر ہونگے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلا دھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا نظم

بدلی ہوئی بے طرح نظر تھی
آشوب یہ چشم ابر تر تھی
مانند سرشک بادل اُمڈے
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے
بادل کی گرج ہوا کے جھونکے
موج باد صبا کے جھونکے
گھنگھور گھٹائیں آ رہی تھیں
بام گردوں پہ چھا رہی تھیں
بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور
کوندے کی لپک وہ رعد کا شور

اس پانی کے پڑنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت جاتی رہی اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آرہا دریا نہ تھا طوفان نوح تھا بند راستہ فتوح تھا ہر ایک کو یقین واثق ہوا کہ اب غریق بحر اجل ہوئے ان ساحروں نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری فرمایا اپنے عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا میں استغاثہ کرنے لگے اُدھر جب تمام لشکر کو محصور بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو روک کر تنہا اژدر ابنا بڑھا یہاں ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس نارنج کو جو یہ قطامہ لیئے ہے پہچانتی ہو ہزار در ہزار بلا میں اسمیں مخفی ہیں اسنے کھینچکر اُس کو مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہوگیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا مرگ سے چارہ ہی کیا یہ کہکر لشکر کے دست راست و چپ نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی و قلزم حسن و محبوبی گھٹنوں تک پانی میں ڈوب گئے ہیں سحر کی چھتری اور بنگلے سب بیکار ہیں کوئی کام نہیں دیتے ہیں حنائی ہاتھ نگاران گلبدن کے کیو گئے ہیں دل سینوں میں پانی ہو بدن سب کا بھیگا ہے اُوس گلستان و ناز پر پڑ گئی ہے غمزہ و ادا لھیکا کیا بالکل کنارہ کر گئے ہیں رُخ اُنکے دریا میں کنول کے پھول بنگئے ہیں یاس و حرمان سے رنگ و رخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا بتخانہ آذر ہی کنارے دریا کے کلمہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھتا تھا وہ دریا آتشکدہ نمرودی انکے حق میں تھا ایک جگہ لڑنیوالے بہادر جم کھڑے تھے دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھتے تھے موت کے گھاٹ پر پہونچ گئے تھے خدا ہی انکا بیڑا پار لگانیوالا ہے وگرنہ ہر موجہ سیف کی روانی دکھاتا ہے یہ حال کثیر الاختلال اپنے لشکر کا ملکہ نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ میں جہاز ڈوبتا دیکھکر دست مناجات بدرگاہ